وحشت زدہ بھیگی رات

تحریر :ایمن رضا

READER BURAQ

آج کی رات سب سے بھیانک رات تھی

اس کی زندگی میں جس پر وہ جتنا بھی ماتم

کیوں نہ کرتی اتنا کم تھا۔۔۔

وہ ٹھٹھرتی کالی رات میں تڑ تڑاتی بارش

میں ٹرین رکتے ہی سب سے پہلے ٹرین

سے اتری تھی۔۔۔

لوگوں کی گھری , مشکوک ,ہوس زدہ اور پتہ
نہیں کیسی کیسی نظریں اسکے جسم کے آر
پار ہو رہی تھیں ہوتیں بھی کیوں نہ وہ
دلہن کے لہنگے میں آنسوؤں سے تر چہرہ
لیے اپنے سوگ وار حسن سے کسی کو بھی
اپنی طرف بری طرح مائل کر سکتی تھی--

لیکن وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اسکا

نصیب آج کی کالی رات کی طرح کتنا کالا ,

گہرا اور خوفناک تھا۔۔۔

اگر جان جاتے تو اسکے حسن کو للچائی

نظروں سے دیکھنے کی بجائے توبہ

کرتے۔۔۔

وہ اپنے لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی

برستی بارش میں بھاگتی جا رہی تھی---

آج کی بھیگی منحوس رات نے اسکا سب

کچھ چھین لیا تھا اس سے اسکا ہونے والا

شوہر ,گھر اور اسکے پیارے---

وہ لوگوں کی کراہیت آمیز نظروں سے بچتی

بھاگتی جا رہی تھی--

آنسوؤں کے باعث سب کچھ دھندلا نظر آ

رہا تھا--

یہاں تک کہ وہ ایک گھرے جنگل کے

پاس پہنچ چکی تھی---

بارش سے اسکا لہنگا اور چولی اسکے شعلے کی
طرح دہکتے جسم سے چپک چکے
تھے------وہ ایسے ہی بھاگتی رہتی جب
سامنے کسی چٹان نما چیز سے ٹکرائی
تھی---

اسنے ڈرتے ڈرتے اپنی ہیزل براؤن نیم باز
آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو اٹھا کر سامنے
دیکھا تو اسکے قدموں سے جان نکل گئی
تھی کیونکہ آگے کوئی چٹان نہیں بلکہ ایک
لمبا چوڑا شخص کھڑا تھا۔۔۔۔

کالی بھیگی رات کی طرح ہی وہ پراسرار سا
شخص---

اسکی سرخ آنکھوں سے ٹپکتی وہشت اسکے
نازک بدن کے پرخچے اڑا رہی تھی---

وہ کپکپاتی ہوئی نفی میں سر ہلاتے اپنے
سرخ لبوں کو دانتوں تلے کچلتے پیچھے کی

طرف اٹھانے لگی لیکن یہ دیکھ کہ اسکی

جان نکل گئی کہ سامنے کھڑے شخص کے

لڑکھڑاتے قدم اسکی طرف بڑھنے لگے

تھے۔۔۔

"میرے پاس آتا می م مم مم میں کہ

رہی ہوں میرے قریب مت آنا"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے قدم اٹھاتے اٹک

اٹک کر بولی---

بلیک پینٹ شرٹ پہنے چہرے پر بکھرے

کالے بال اسکی یونانی دیوتا جیسی شخصیت

کو چار چاند لگا رہے تھے---

اسے اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور سامنے کھڑی حسن سے بھرپور بدن لیے کھڑی لڑکی اسے اپنی اس آگ بجھانے کا ایک واحد حل لگ رہی تھی---

اسنے لاکھ اپنے قدموں کو روکنے کی کوشش

کی مگر دوائی نے اپنا اثر دکھا دیا تھا اسکے

اندر کا بھیڑیا جاگ چکا تھا---

اس سے پہلے کہ دلربا وہاں سے بھاگتی

حازم نے اسکی پتلی کمر پر اپنی سخت

انگلیاں رکھتے اسے کمر سے دبوچا تھا---

اسکا دہکتا شعلے کی جوانی جیسا نازک بدن

حازم علی شاہ کو انگارہ بنا گیا تھا۔۔۔

اس ظالم کی گرفت میں وہ پھڑپھڑا کر رہ

گئی تھی اور اونچی اونچی چیخنے لگی تھی مگر

وہ اسکی چیخوں کا لحاظ کیے بغیر اسکے سرخ

لپسٹک سے سجے نازک رس بھرے لبوں

کا اپنی ظالم اور وحشت زدہ ہونٹوں کی

گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔

کہ دلربا کی تمام تر چیخیں اسکے گلے میں ہی

دم گھونٹنے لگیں تھیں۔۔۔

اسنے لاکھ مزاحمت کی مگر اسکے وحشی پن

نے اسکی جان آدھی کر دی تھی۔۔۔

اسے جھٹکے سے کندھے پر لاد کر وہ جنگل

میں اپنے بنے ہٹ میں بڑھنے لگا۔۔۔

وہ اسکی کمر پر مکے برساتی چلی گئی مگر

اس حیوان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اگر وہ ہوش میں ہوتا اور جان جاتا کہ وہ کیا

کر رہا ہے تو خود کو ختم کر دیتا۔۔

مگر سب بات ہوش کی ہی تو ہے---

اس کی جان ہوا ہونے لگی تھی اندھیری

کالی رات میں تنہائی میں وہ دونوں اکیلے

ہی تو تھے---

آخر اس کو بچانے والا کون تھا---

کوئی بھی تو نہیں---

صرف وہ ظالم شخص تھا جس کے رحم و

کرم پر آج کی رات تھی۔۔۔

وہ ریتلی مٹی کو پاؤں سے روندتا ہوا ایک

فارم ہاؤس میں داخل ہوا جو پیور گلاس کا

تھا۔۔۔

جس سے اندر رہنے والوں کو تو باہر کا منظر

صاف نظر آتا تھا مگر باہر والوں کو

نہیں---

فارم ہاؤس کا دروازہ دھاڑ سے کھولتا وہ اندر

داخل ہوا تھا---اور لات مار کر دروازہ بند

کرتا وہ اپنے ماسٹر بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا

کیونکہ اب چلنا محال ہو رہا تھا---

ہوس نے اسکے سارے احساسات مجمد کر

دیے تھے---

اب کچھ یاد تھا تو اپنی باہوں میں بھری

نازک مزاج حسن کی دیوی---

کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر پٹختا وہ اس پر

قابض ہوتا چلا گیا۔۔۔

نہیں مت کرو ایسا میرے ساتھ کیا بگاڑا"

ہے میں نے تمہارا میں تو تمہیں جانتی بھی

نہیں۔۔

خدارا میری زندگی مت تباہ کرو میں کبھی جی

نہیں پاؤں گی"--

وہ بلک بلک کر روتی اپنی عزت بچانے کی

التجا کر رہی تھی مگر آج اسکی قسمت میں

اس بھیگی رات کی طرح تباہی لکھ دی گئی

تھی---

وہ اسکی بات نظر انداز کرتا اس پر اپنا بوجھ

ڈالتا اسکے ہاتھوں کو بیڈ سے لگا گیا--

دلربا کی کلائیوں پر اسکی گرفت سے اسکی

سرخ چوڑیوں ٹوٹ کر اسکی کلائیوں کو

لہولہان کرنے لگیں---

حازم کے ہاتھ دلربا کی عزت کو تار تار

کرتے چلے گئے تھے۔۔۔

"نہیں نہیں پلیز نہیں"...

اسکی سانسیں تھم رہی تھیں۔۔۔

"پتہ نہیں تم میں ایسا کونسا نشہ ہے جو

میں حازم علی شاہ خود کو لڑکیوں سے

ہمیشہ دور رکھنے والا آج چاہ کر بھی خود سے

تمہیں جدا نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

تم صرف میری ہو حازم علی شاہ کی اور

آج میں تمہیں مکمل طور پر اپنا بنا لوں گا تا

کہ تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جا سکو"۔۔۔

وہ اسے دھکے دیتی رہی اپنی عزت کی

بھیک مانگتی رہی مگر اس بھیگی رات میں

حازم نے اسکی عزت کے ساتھ اسکا غرور

اسکے جینے کی وجہ میں چھین لی تھی---

تم صرف میری ہو حازم علی شاہ کی تم"

پر صرف میرا حق ہے"---

یہ وہ واحد بات تھی جو وہ اسکے لبوں سے

لپسٹک ہٹاتا بار بار دہرا رہا تھا۔۔۔

وہ اسکی سنہری کانچ سی آنکھوں پر اپنا دل

ہار گیا تھا اور وہ اب اسے ہمیشہ کے لیے

اپنا بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

اس سیاہ بھیگی رات کو وہ دلربا کا سیاہ بخت بنا چکا تھا۔۔۔

رات سرکتی رہی اور وہ اس میں گم ہوتا چلا گیا سامنے وجود کی پرواہ کیے بغیر کے اسکی سانسیں باقی ہیں بھی یا نہیں۔۔۔

*****

دلربا اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی جہاں

اسکی سوتیلی ماں نے اسکا جینا حرام کر رکھا

تھا---

شروع سے ہی دلربا کو اپنی ماں کے بدکردار

ہونے کے طعنے سننے پڑے تھے---

اس کا باپ بھی اس پر نگاہ نہ ڈال پاتا تھا جس کی وہ مستحق تھی۔۔۔

اس کی زندگی ایسے ہی کٹ رہی تھی۔۔اپنے بہن بھائیوں کو خود سے زیادہ چاہے جانے اور بے تکلفی سے فرمائشیں کرتے دیکھ اسکا دل چیر جاتا تھا۔۔۔

اور یہ حسرت اسکی تڑپ بن گئی تھی کہ

کاش اسے بھی ماں باپ کا پیار نصیب

ہوتا مگر اب دلربا اپنی ماں سے نفرت

کرنے لگی تھی جو اسے اسکے باپ کے

رحم و کرم پر چھوڑ کر چلی گئی تھیں یا

حقیقت کیا تھی اس سے تو وہ خود بھی

انجان تھی---

****

اس کی آنکھ کسی کے چلانے سے کھلی

تھی---آنکھیں کھلنے کے قابل ہوئیں تو

پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی کیونکہ

اسکا پورا ننھیال اس ہوٹل کے کمرے میں

جمع تھا---

اور وہ بیڈ پر کسی غیر مرد کے ساتھ نیم

بہوشی کی حالت میں تھی---

میں کہاں ہوں"---"

اسنے سر پر ہاتھ رکھتے ہلکی سی سرگوشی

میں کہا۔۔۔

"اٹھ کمبخت ہماری عزت رول کر پوچھ

رہی ہے کہاں ہے تو کرم جلی بلکل اپنی

ماں پر گئی ہے طوائف کہیں کی۔۔ جیسی

ماں ویسی بیٹی"۔۔۔

اسکی مامی نے رکھ کر اسکے منہ پر زناٹے

دار تھپڑ رسید کیا تھا جس سے اسکے ذہن

پر چھائی دھند لمحے میں چھٹ دی

تھی---

"مامی آپ کیا کہ رہی ہیں میں کچھ نہیں

جانتی کہ میں کہاں ہوں میں تو رات رمشہ

کے ساتھ تھی"---

اسنے اپنے دکھتے سرخ گال پر ہاتھ رکھتے

کہا--اور اپنے ٹوٹتے بدن کو سمبھالا---

"نام مت لے اپنی گندگی زبان سے میری

بیٹی کا"...

وہ اسکے بال پکڑے دھاڑیں جو کراہ کہ رہ گئی

تھی---

"آہہ ماما"....

وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔ اسکی ماں

بھی کونے میں سر جھکائے شرمندگی سے

آنسو بہا رہی تھی---

"میں نہیں جانتا تھا زائشہ کے تم مجھے

یوں دھوکا دوگی اگر اتنی تڑپ رہی تھی تم

منہ کالا کرنے کے لیے تو مجھ سے محبت

کا ناٹک کیوں کیا"---

اپنے منگیتر اپنی محبت کہ منہ سے یہ سن

کر وہ اپنے آپ کو ختم ہوتا محسوس کر رہی

تھی--

"نہیں سعد ایسی بات نہیں ہے میرا

یقین کرو میں نہیں جانتی یہ کون ہے میرا

یقین کرو پلیز میں تم سے سچی محبت کرتی

ہوں کسی اور کے بارے میں سوچ بھی

نہیں سکتی"----

وہ سسکتی ہوئے اسکے ہاتھ پکڑتی بولی

جسنے اسے جھٹک کر پیچھے پھینکا تھا۔۔۔

"بے شک تم دونوں کے درمیان کچھ

نہیں ہوا ہم وقت پر پہنچ گئے مگر میں تم

جیسی بدکردار لڑکی سے شادی کسی صورت

نہیں کروں گا تف ہے تم پر۔۔۔۔"۔۔۔

وہ نفرت سے اسکا منہ دبوچ کر بولا۔۔۔

ایسا مت کرو سعد میں مر جاؤں گی"۔۔۔"

ایک وہی تو اپنا تھا اسکا یہاں اگر اب وہ

بھی منہ موڑ جاتا وہ تو جیتے جی مر

جاتی۔۔۔

"میں شادی کروں گا بلکل کروں گا اسی

دن جس دن ہماری شادی طے ہوئی ہے

مگر تم سے نہیں بلکہ رمشہ سے..."

وہ اسکے سامنے رمشہ کا ہاتھ تھامتے

بولا---

جو اسکی بات سن شرما گئی تھی---

اور زائشہ اسکی تو زندگی برباد ہو گئی تھی---

ہوش میں تو وہ تب آئی جب اسکی ماں

بے ہوش ہوتی نیچے گری تھی---

"ماما ماما خدا کے لیے ایسے مت کریں

میرے ساتھ"

افراتفری میں ان کو اٹھاتے وہ لوگ

ہاسپٹل کے لیے نکلے تھے۔۔

جیسے ہی انہیں آئی سی یو میں لے جانے

لگے زائشہ انکے ساتھ بڑھی تھی جب سعد

نے اسے دور جھٹکا تھا۔۔۔

خبردار خبردار جو تم پھپھو کے ساتھ اندر

بڑھی۔تمہاری وجہ سے آج وہ اس حال

میں پہنچی ہیں شرم کرو کچھ زائشہ شرم کرو

ابھی بھی دیدہ دلیری سے ہمارے سامنے

کھڑی ہو تمہیں تو شرم سے مر جانا چاہیے

تھا"----

سعد اسے غصے سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا

دل تو اسکا کر رہا تھا کہ اسے اپنے ہاتھوں

سے دفن کر دے ---

یو نو واٹ تمہاری کیا سزا ہے چلو میں"

بتاتا ہوں تمہیں"---

وہ اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے باہر

گھسیٹنے لگا تھا اور رمشہ بھی اسکے ساتھ

بھاگی تھی دیکھنے کہ آخر سعد اسکو کیا سزا

دینے والا ہے---

"چھوڑو سعد خدا کے لیے مجھے چھوڑ دے

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو تم نے دیکھا

وہ سب جھوٹ تھا مجھے پھنسایا جا رہا

ہے----

تم تو مجھ سے پیار کرتے تھے نہ پھر کیسے

اتنی بے رخی برت سکتے ہو مجھ سے

"----

وہ اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی---

"پیار کرتا تھا اسی لیے تو تمہارے ہاتھوں
کٹھ پتلی بن گیا مگر اب محبت کا یہ پردہ
میری آنکھوں سے اتر چکا ہے اور اب بچی
ہے تو صرف شدید نفرت وہ بھی تمہارے
وجود سے"....

وہ اسے گاڑی میں پچھلی سیٹ کر پٹک

کے بولا۔۔۔

رمشہ اسکے ساتھ فوراً آگے بیٹھی تھی۔۔۔

سعد کہاں لے جا رہے ہو اسے اسکی "

وجہ سے آج ہم کسی کو منہ دکھانے کے

قابل نہیں رہے "۔۔۔

رمشہ نے سعد کے دل میں اور آگ

بھڑکانی چاہی تھی--

وہ چاہتی تھی کہ سعد صرف اسے چاہے

اسکا بن کے رہے اسی لیے تو اسنے اتنا بڑا

کھیل کھیلا تھا اور اپنی کزن کی عزت کی

پروا تک نہ کی تھی---

زائشہ نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی

کوشش کی جو سعد بند کر چکا تھا گاڑی تیز

رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی---

گاڑی گھر کے آگے رکتے دیکھ اسے کچھ

سکھ کا سانس آیا تھا ورنہ تو وہ سمجھی تھی

کہ سعد اسے کسی ویرانے میں پھینک

آئے گا۔۔۔

"نکلو باہر"...

اسنے بازو سے دبوچتے زائشہ کو باہر نکالا اور

گھسیٹتے ہوئے لان کے پیچھے کی طرف بڑھا

جہاں ایک پرانا بوسیدہ کمرے میں جا پہنچا

جہاں وحشت زدہ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ

سجھائی نہ دیتا تھا---

"سعد یہ کیا کر رہے ہو یہاں مت چھوڑو

مجھے میں مر جاؤں گی"...

سعد کے دروازہ بند کرنے پر وہ زخمی

ہتھیلیوں پر بوجھ ڈالتی کھڑی ہوئی اور فوراً

دروازے کی طرف بڑھی جسکی کھڑکی سے

باہر نظر آ رہا تھا۔۔۔

زائشہ تمہاری یہی سزا ہے کہ تم اپنی"

ماں سے یہاں دور تڑپو اور سسکو اور سب

سے اہم بات اپنی شادی کے دن میں

تمہیں خود یہاں سے باہر نکالوں گا اور

تمہاری آنکھوں کے سامنے رمشہ سے

شادی کروں گا "...

اسنے رمشہ کا ہاتھ تھامتے کہا تو زائشہ کی

آنکھوں میں مرچیاں بھرنے لگیں---

"تم غلط کر رہے ہو سعد بہت غلط جب

تم سچ جان جاؤ گے تو بہت پچھتاؤ گے

مجھ سے معافی بھی مانگو گے تو معاف

نہیں کروں گی میں''....

وہ زخمی دل سے آنسو بہاتی ایک ایک لفظ

درد کی شدت سے ادا کرتی بولی---

دھوکہ دینے والوں کے یہ باتیں زیب"

نہیں دیتیں زائشہ...

اب انہیں پتہ چلے گا کہ کسی کی محبت کو

پیروں تلے روندھنا اور عزت کی دھجیاں اڑانا

کیسے کہتے ہیں''....

وہ ظالم سفاکیت کی ہر حد پار کرتا بولا تو

زائشہ کو اپنے دل میں درد اٹھتا ہوا محسوس

ہوا تھا جو جان لیوا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ

اس سے کتنی محبت کرتی تھی پھی بھی

اس پر بہتان لگا رہا تھا یہ بات زائشہ کا

دل چیر رہی تھی۔۔۔

صالحہ اور تیمور یونیورسٹی کے کلاس فیلو

تھے۔ کب دونوں ایک دوسرے کی محبت

میں گرفتار ہوئے پتہ ہی نہ چلا۔۔۔

ان دونوں نے گھر بات کی مگر صالحہ کے

گھر والے اسکا رشتہ کہیں اور کرنا چاہتے

تھے۔ مگر صالحہ نے اپنی محبت کو فوقیت

دیتے ہوئے تیمور سے بھاگ کر شادی کر

لی----

تمیور نے اسے اپنے فلیٹ میں رکھا ہوا

تھا۔۔دونوں کے دن عید اور راتیں شب

رات تھیں۔۔۔

وہ دن بہت خوشی کا دن تھا جب انہیں

پتہ چلاکہ وہ دونوں ماں باپ بننے والے

ہیں۔۔۔

تیمور تو اتنا خوش تھا کہ اس نے صالحہ کو

پکڑتے خوشی سے گھما ڈالا تھا۔ اس کی

خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔

اس موقع پر اس نے سوچا تھا کہ صالحہ کو

اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے اس لیے وہ اب

اسے اپنے گھر لے جانے کی تیاری کر رہا

تھا۔۔۔۔

دونوں بہت خوش تھے آنے والی

آزمائشوں سے انجان وہ دونوں آنے والے

وقت کے لئے حسین خواب بن رہے

تھے۔۔۔

تیمور جب صالحہ کو اپنے گھر لے کر آیا تو

اس کے گھر والوں نے اسے بظاہر تو

قبول کر لیا تھا مگر دل سے اسے قبول نہ

کر پائے تھے کیونکہ وہ ان کی پسند نہیں

تھی ان کے خیال میں ان کی بہو خاندانی

ہونی چاہیے تھی مگر تیمور نے اپنی پسند کی

شادی کرلی تھی---

مگر وہ لوگ دل ہی دل میں اسے ٹیموں

کی زندگی سے نکالنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

وہ تیمور کے سامنے اس سے نہایت اچھا

برتاؤ کرتے مگر اس کے پیٹھ پیچھے سارے

گھر کے کام کرواتے اس کی حالت کا لحاظ

کیے بغیر۔۔۔

جلد ہی انہیں یہ خبر بھی مل گئی تھی کہ

صالحہ ٹوئنز بچوں کو جنم دینے والی ہے

جس نے تیمور کی خوشی کو دوبالا کر دیا تھا

اب تو وہ اسے زمین پر پاؤں میں رکھنے

نہیں دیتا تھا۔۔۔

یہی بات اس کی ماں اور بھابھیوں کو تاؤ

دلاتی تھی۔۔۔

آخر دوسرے بیٹے بھی تو تھے نا وہ تو

تیمور کی طرح اپنی بیوی کے آگے پیچھے

نہیں گھومتے پھرتے تھے پھر تیمور اس طرح کیوں کرتا تھا یہ بات انہیں کھلتی تھی---

وہ دن بھی آگیا جس دن صالحہ نے چاند جیسی دو سرخ سفید جڑواں بیٹیوں کو جنم دیا تھا----

ان دونوں کو دیکھتے تو پہچاننا مشکل ہو
جاتا تھا کہ ان کا کون سا نقش ایک
دوسرے سے مختلف ہے کیونکہ وہ بالکل
ایک دوسرے کا پرتو تھیں---

اور اس وقت ان دونوں کے ماں باپ یہ

نہیں جانتے تھے کہ ان دونوں کی قسمت

بھی ایک جیسی ہی ہے---

ایک بیٹی کا نام صالحہ نے دلربا رکھا تھا

جب کہ تیمور نے اپنی دوسری بیٹی کا نام

زائشہ رکھا تھا--

وہ تو اپنی زندگی میں خوش باش تھے جب

ایک رات ان پر قیامت بن کر ٹوٹ

پڑی---

تیمور کے گھر تھکا ہارا کام سے لوٹا تو اس

کی دونوں بچیاں گھر میں اکیلی رو رہی

تھیں---

وہ انہیں یہ روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا

اور پورے گھر میں صالحہ کو ڈھونڈنے لگا

تھا آج اس کے گھر والے بھی شادی پر

گئے ہوئے تھے مگر صالحہ تو گھر پر ہی تھی

پھر وہ کہاں گئی یہ بات اس کی پریشانی

میں اضافہ کر رہی تھی---

جیسے ہی وہ صالحہ کو ڈھونڈنے باہر نکلا تو
ایک لڑکے کو صالحہ کو اپنی باہوں میں نیم
بے ہوشی میں اٹھا کر لاتے دیکھ اس کا
غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا اس نے آؤ
دیکھا نہ تاؤ اس لڑکے کو جا لیا۔۔۔

کون ہو تم اور میری بیوی تمہارے پاس "

کیا کر رہی ہے"---

اس نے لڑکے کا کالر اسے جھنجھوڑتے

ہوئے کہا جو اس کی بات سن کر اس کو

جھٹک گیا اور بولا کہ

"یہ میری گرل فرینڈ ہے--"

جس کے ساتھ میں روز گھومتا ہوں اور

اس وقت اسے گھر چھوڑ جاتا ہوں تم کون

ہو"...

وہ لڑکا اور شیر ہوا تھا جس کی بات پر

تیمور نے غصے سے کھولتے ہوئے اس

کے منہ پر مکا جھڑا اور دونوں تھوڑی ہی

دیر میں گتھم گتھا ہو گئے تھے۔ سب گھر

والے بھی عین اسی وقت وہاں پہنچے تھے

اور ان دونوں کو بمشکل چھڑایا تھا۔۔۔

کیا یہ سچ کہہ رہا ہے کیا واقعی صالحہ "

اس ٹائم گھر آتی ہے روز"۔۔۔

اس نے غصے سے اپنے گھر والوں سے

پوچھا جنہوں نے مکاری سے بغیر اس

معصوم کا احساس کیے ہاں میں سر ہلا دیا

تھا--

اور اس پر صاف بہتان لگایا تھا کہ وہ ہر

شام اسی وقت گھر آتی ہے-

تیمور کے آنے سے کچھ ہی دیر پہلے یہ

بات سن کر تیمور کے پیروں تلے سے

زمین سرک گئی تھی اور وہ سب کچھ چھوڑ

چھاڑ کے باہر نکل گیا تھا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کچھ ایسا کر دے

جو اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

اس کے پیچھے اس کی ماں اور بھابیاں

شیطانی ہنسی ہنس دی تھیں--

وہ صالحہ کو اٹھا کر اس کے کمرے میں

لے گئی تھیں کیونکہ جب بیچاری ہوش

میں آتی تو یقیناً اس پر کیا قیامت گزرنے

والی تھی اس سے وہ سب لوگ انجان

نہیں تھے---

جیسے ہی اس کو ہوش آیا اور تیمور کو غصے

میں کمرے میں یہاں سے وہاں ٹہلتے

دیکھا اس کی جان لبوں پر آئی تھی--

تیمور کب آئے اور میں یہاں کیسے مجھے "

کچھ یاد کیوں نہیں آرہا "---

اس نے سر پر ہاتھ رکھتے کہا جو درد سے

پھٹ رہا تھا اس کی بات پر تیمور نے

اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور

جھٹکے سے کھڑا کیا---

"بہت بنا لیا تم نے مجھے بے وقوف

بہت اٹھا لیا تم نے میری محبت کا ناجائز

فائدہ--

اب اٹھو اور اپنے کپڑے نکالو اور یہاں

سے دفع ہو جاؤ میری زندگی میں تمہارے

لئے کوئی جگہ نہیں"---

وہ اس الماری کے پاس جھٹکتے ہوئے

بولا---

تیمور یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہوا کیا"

ہے مجھے کچھ بتائیے تو سہی میرا قصور کیا

ہے میں تو آپ سے محبت کرتی ہوں پھر

میں آپ کو دھوکا کیسے دے سکتی ہوں وہ

روتے ہوئے اپنے محبوب شوہر سے بولی

جو آج بالکل انجان لگ رہا تھا۔۔۔

جیسے اسے جانتا ہی نہ ہو۔۔۔

اس نے کوئی بھی جواب دیے بغیر ایک

بیگ میں اس کے کپڑے ڈالے اور بیگ

اس کے قدموں میں پھینکا

دفع ہو جاؤ یہاں سے میری زندگی میں "

تمہاری جیسی بدکردار لڑکی کی کوئی جگہ نہیں

سنا نہیں تم نے"---

وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا---

اپنی محبت کے منہ سے اپنے اوپر تہمت

کا الزام سننا اس کے لیئے مر جانے کے

مترادف تھا۔۔۔۔

آخر اپنے ماں باپ کو دھوکا دے کر آئے

تھی

۔۔۔

بھلا قسمت اسکے ساتھ اچھا کیسے کرتی--

اس کی محبت میں اسے بھرے زمانے

میں رسوا کر دیا تھا---

اب تو ایک لفظ بھی وہ اپنی صفائی میں

نہیں کہنا چاہتی تھی---

چیخنے چلانے کی آوازیں سنی کر سارے

گھر والے ان کے کمرے میں جمع ہوگئے

تھے جہاں وہ اس کو نکال دینے کے در پر

تھا------

ٹھیک ہے اپنے کردار کے بارے میں "

میں آپ کو ایک لفظ بھی صفائی کا نہیں

کہوں گی مگر اپنی بچیوں کو میں ساتھ لے

کر جاؤں گی یہ کہتے ہوئے وہ زائشہ کو اٹھا

چکی تھی جیسے ہی وہ دلربا کو گود میں

بھرنے لگی تو تیمور نے اس سے فوراً

جھٹ سے صالحہ سے چھینا تھا۔۔۔

نہیں دوں گا میں اپنی بچیاں تمہیں تم "

انہیں بھی اپنے جیسا بنا دوں گی..."

وہ چیخ کر بولا اور زائشہ کو بھی اس سے

چھیننے کی کوشش کرنے لگا جسے اس نے

مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا جیسے ذرا سا بھی

ڈھیل دی تو تیمور اسے بھی چھین لے گا

بالکل دلربا کی طرح----

اس کی ماں کو تو اس بات کے لالے پڑ

گئے تھے کہ کہیں انہیں بچیوں کو سنبھالنا

نہ پڑ جائے---

اس لیے انھوں نے فورا تیمور کو روکا---

اور مشکل سے ہی سہی لیکن صالح کو

زائشہ کو لے جانے دیا جبکہ تیمور نے دلربا

کو اپنے پاس رکھ لیا اور ایسے وہ دونوں ننھی

پریاں بچپن میں ہی ایک دوسرے سے

الگ ہو گئی تھیں---

صالحہ جب اپنی بچی کو لے کر اپنے مائکے

پہنچی تو اسے دھتکار دیا گیا تھا----

مگر اس کے ماں باپ کے کہنے پر اس

سٹور روم میں ایک جگہ دے دی گئی

تھی

اسے اپنے ہی گھر میں رہتے ہوئے دن

بھر اپنے بھائیوں کا کام کرنا پڑتا ہے---

اور اپنی بیٹی کو پڑھانے کے لیے اسے

اپنے بھتیجے بھتیجیوں کی دیکھ بھال کرنی

پڑتی---

اور آہستہ آہستہ وقت پر لگا کر اڑ

گیا------

زائشہ بڑی ہو گئی تھی۔ آج اسکے ماموں کا

بڑا بیٹا سعد باہر سے اپنی سٹڈیز کمپلیٹ کر

کے واپس آ رہا تھا--

اسے بھی سب کی طرح اسکے آنے کا

شدت سے انتظار تھا۔۔

کیونکہ ایک اسکا وہی کزن تو تھا جو اس

سے خلوص اور محبت سے پیش آتا تھا اس

گھر میں اسکی ماں کے علاوہ لیکن وہ بھی

باہر چلا گیا تھا۔ اب وہ آ رہا تھا تو زائشہ کو

بھی اسکے آنے کی بہت خوشی تھی---

وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کہ کیسے

جب وہ چھوٹے تھے تو وہ اسکے لیے کینڈیز

اور اپنے حصے کی چیزیں لایا کرتا تھا---

کبھی کبھار تو اپنا لنچ باکس بھی سکول اسے

دے دیا کرتا تھا۔۔۔

اور اسکے ایسے ایسے کئی چھوٹے تحفے زائشہ

کے دل میں اس کی جگہ گھر کرتے گئے

ابھی بھی جب شور آنے کی آواز آئی تو وہ

ہڑبڑا کر ہوش میں آئی یقیناً وہ آ چکا تھا۔۔

سکائے بلو شفون نے سوٹ میں اس کی رنگت دمک رہی تھی۔۔۔

حالانکہ یہ رمشہ کا پرانا سوٹ تھا جو اسکی مامی نے اسے دے دیا تھا مگر وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ لڑکی پرانے سے پرانا کپڑا

بھی پہن لے تو اسکے حسن کے ساتھ

کپڑوں کو بھی چار چاند لگ جاتے تھے۔۔۔

وہ باہر نہیں جانا چاہتی تھی کیونکہ اسکی

مامیوں نے اسے منع کیا تھا مگر وہ اپنی

ماں کو صبح سے کام میں جتے دیکھ تکلیف

محسوس کر رہی تھی بے شک وہ صبح سے

انکے ساتھ کام میں ہاتھ بٹا رہی تھی اور
ابھی ہی تھک ہار کر کھانا بنا کر کمرے میں
آئی تھی اور نہا کر کپڑے بدلے تھے---
اس کے بال ابھی گیلے تھے۔ وہ بالوں کو
سکھائے بغیر باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔
وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی مامی اس کو

کوئی اور طعنہ دیں اس لیے وہ جلدی

جلدی بالوں کو سکا کر ان کی چھٹیا بنا کر

باہر جانا چاہتی تھی----

اس لیے وہ جلدی سے باہر بالکنی میں

گئی اور اپنے گیلے بالوں کی آبشار جھاڑنے

لگی

سعد جو لان میں باہر کسی کی کال سننے آیا

تھا اپنے منہ پر گیلے پانی کے چھینٹے

پڑتے دیکھ اس نے آنکھیں بند کی

تھیں---

اس نے اوپر دیکھا جہاں سے پانی کی

چھینٹے آ رہے تھے---

مگر اوپر کا منظر دیکھ وہ مبہوت رہ گیا تھا

کیونکہ اوپر کھڑی نازک سی دوشیزہ اپنے

لمبے آبشار جیسے بال سکھا رہی تھی---

اسکی نازک کمر پر گیلے بال قیامت ڈھا

رہے تھے---

وہ ایسے ہی دنگ رہتا اگر وہ جھٹکے سے

پلٹتی نہ اور اسکو پلٹتے دیکھ سعد کی

سانسیں تھمیں تھیں۔ اتنا کامل حسن یا

حسن کی مورت کہنا غلط نہ ہو گا۔۔۔

اسنے دیارِ غیر میں بیش بہا حسن دیکھا تھا

مگر جو اس لڑکی کا حسن تھا وہ سب کو پیچھے

چھوڑ کر اسے چاروں شانے چت کر گیا

تھا۔۔۔

اور وہ پہلی نظر میں ہی اپنا دل ہار بیٹھا

تھا۔۔۔وہ یوں ہی ٹکٹکی باندھے اسے

دیکھتا رہتا اگر جو اس لڑکی کی نظر اس پر

نہ پڑتی ۔۔۔

پہلے اسے دیکھتے ہی دنگ ہوئی پھر حیرت

کے مارے اسکی آنکھیں کھلیں اور پھر

گال اتنی تیزی سے ہی سرخ ہوئے تھے

اور وہ گدھے کے سینگھ کی طرح اندر

غائب یوئی تھی جیسے ابھی وہاں ہو ہی

نہ---

سعد نے پہلی بار بیش بہا حسن کے ایک ہی وقت میں کئی رنگ بدلتے دیکھے تھے اور اسکی جلدبازی پر وہ دل سے مسکرا دیا تھا---

جبکہ وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ اوپر کھڑی وہ ہستی کون تھی یقیناً یہ اسکی پھپھو کی

بیٹی تھی جو بچپن میں ڈری سہمی رہتی

تھی

وہ بچپن میں بھی اسے اتنی ہی اچھی لگتی

تھی لیکن آج سعد نے جس نظریے سے

اسے دیکھا تھا وہ اسکی دل کی دنیا بدلنے

کے لیے کافی تھا اور اب بہت جلد وہ

اسکو اپنا بنانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ اندر آئی تو اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا

تھا یوں مانو جیسے ابھی سینہ چیر کر باہر

آجائے گا جبکہ دودھ جیسی رنگت والی

گال اس وقت شرم سے نہایت سرخ پڑ

رہے تھے اور ان میں سے دھواں اٹھ رہا

تھا۔۔۔

"اف زالشہ افقف یہ کیا کیا تم نے وہ کیا

سوچ رہے ہوں گے میرے بارے میں

...میں نے تو دوپٹہ بھی نہیں لیا تھا"

اسنے اپنے سر پر ہاتھ مارتے خود کو کوسا

وہ بہت جلد خود ہی اپنے آپ کو ہر غلطی

کو زمہدار ٹھہرا دیا کرتی تھی۔ اب بھی ایسا

ہی ہوا تھا۔۔۔

اسنے فوراً اپنے آدھے سوکے بالوں کی چٹیا

کی اور سینے پر آسمانی رنگ کا ہی دپٹہ

پھیلاتے فوراً کچن میں اپنی ماں کی مدد کو

پلٹی---

جہاں اسکی ماں کام میں ہلکان ہو رہی

تھی اسنے فوراً انہیں چیر پر بٹھاتے کھانے

کو دم لگایا اور کھانا ڈش آوٹ کرنے

لگی۔۔۔

صالحہ نے اسکی خوبصورتی دیکھ فوراً ماشااللہ

کہا تھا کہ کہیں اسے انکی ہی نظر نہ لگ

جائے۔۔۔

آگئی مہارانی کب سے میرا بیٹا بھوکا بیٹھا"

"ہے فوراً کھانا لگاؤ

اسکہ بڑی مامی اسے ڈپٹتے ہوۓ

بولیں---

"ارے بھابھی یہ کہوں میری رمشہ

..."لگاۓ گی کھانا جاؤ رمشہ

چھوٹی مامی جو اسے رمشہ کے پرانے

سوٹ میں بھی یوں چم چم کرتے دیکھ

جلن اور حسد کا شکار ہوئی تھیں اور انہیں

پچھتاوا ہوا کہ انھوں نے کیوں رمشہ کے

کہنے پر یہ سوٹ اسے دیا جو اس پر اتنا جچ

رہا تھا۔۔۔

انھوں نے فوراً رمشہ کے نمبر بڑھوانے

چاہے جو آگے ہو کر کھانا اٹھا کر باہر

رکھنے لگی تھی

کہ سب کو لگے کہ کھانا اد نے بنایا ہے اس

بات سے انجان کے سعد وقتاً فوقتاً زائشہ کو

کھانا بناتے اور سجاتے دیکھ چکا تھا اور رنشہ

تو تب سے سج کر صوفے پر بیٹھی تھی جو

اب کھانا لگانے لگی تھی۔۔۔

اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے وہ جان

بوجھ کر کھانسنے لگا۔۔۔

"ارے کہاں مر گئی زائشہ پانی لا پانی

کیوں نہیں رکھا میرے بیٹے کو غوطہ لگ

گیا..."

انکے چلانے پر وہ فوراً کانپتے ہاتھوں سے

پانی کا جگ لائی تھی اور گلاس میں ڈال

کر کپکپاتے ہاتھوں سے اسے دیا جو پرشوق

نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جیسے ہی سعد نے گلاس کی بجائے اسکا

ہاتھ پکڑا ڈر کے مارے اسکے ہاتھ سے

گلاس چھوٹتا زمین پر گر کر چکنا چور ہوا

تھا۔۔۔

گلاس ٹوٹنے پر سب انکی طرف متوجہ

ہوئے تھے۔

ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں کیا کر رہی ہے"

...''میرے بچے کا پانی گرا دیا

بڑی مامی اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں جسکی

آنکھیں فوراً لبالب آنسوؤں سے بھر گئی

تھیں---

"کیا ہوگیا ہے امی اس میں اس کی کوئی

غلطی نہیں بلکہ میرے ہاتھ آئلی تھے

اس لئے گلاس میرے ہاتھ سے سلپ ہو

گیا..."

سعد نے فوراً اس کی نم آنکھیں دیکھ

الزام اپنے سر لیا تھا۔۔۔

جس پر وہ اسے تشکرانہ نظروں سے دیکھنے

لگی تھی۔۔۔

اور تم یہاں کھڑی کیوں ہو یہاں بیٹھو "

...''نہ کھانا کھاؤ اور پھوپھو کو بھی بلا لاؤ

بلکہ اس نے لگے ہاتھوں پھپھو کو بھی

آواز دے ڈالی تھی جو ہچکچاتے ہوئے باہر

آئی تھیں--

"پھپھو آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نہ

آپ کب سے کچن میں کھانا بنا رہی ہیں

تھک گئی ہوں گی چلیں بیٹھیں کھانا

کھائیں"...

اسنے اٹھ کر انکے لیے چیئر نکالی جس پر

وہ ہچکچاتے ہوئے بیٹھ گئیں تھیں--

وہ جانتی تھیں کہ انکے بھائیوں کو انکا

یہاں بیٹھنا پسند نہیں آیا ہوگا خاص کر

بھابھیوں کو مگر سعد کہ وجہ سے ہر کوئی

خاموش رہا تھا کیونکہ سب سعد کی اپنی

پھپھو سے محبت جانتے تھے۔۔۔

اس لیے منہ پر تالا لگائے بیٹھے

رہے----

اب تمہیں کیا انویٹیشن دینا پڑے گا"

بیٹھو بھی"...

وہ اسکو گھورتے ہوئے بولا تو زائشہ فوراً

سے بیشتر کرسی پر بیٹھی تھی---

چھوٹے چھوٹے لقمے لیتی وہ کوئی چھوٹی

سی بچی ہی تو لگ رہی تھی--

رشمہ اور اسکی ماں تو انہیں وہاں بیٹھے

دیکھ ایسے جل رہے تھے جیسے کسی نے

جلتے توے پر بٹھا دیا ہو---

آج سے پہلے وہ کبھی انکے بیچ نہیں بیٹھی

تھی اور سعد نے آج آتے ہی کیسے اسکی

ماں کو عزت اور مان دیا تھا یہاں تک کہ

انہیں کھانے کے ٹیبل پر اپنے ساتھ

بٹھایا تھا۔۔۔

وہ اپنے احساسات بیان کرنے سے قاصر

تھی---

اسکا دل اندر اندر سعد کی طرف جھک رہا تھا

جس سے وہ نادان انجان تھی--

اسکا دل تھا کہ سعد کا شکریہ ادا کرے--

اسنے چور نظروں سے سعد کو دیکھا جو

نہایت خوبرو اور وجیح لگ رہا تھا---

اچانک سعد نے اسے دیکھتے اسکی چوری

پکڑلی تھی اور اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر

ایک آنکھ ونک کی تھی جس پر حیرت کے

باعث اسکا نوالہ گلے میں ہی اٹکا تھا اور وہ کھانسنے لگی تھی---

سعد نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی اور پھر وہ وہاں رکی نہیں تھی بلکہ وہاں سے بھاگ گئی تھی---

ہو نہ ہو اسے اپنی یہ ڈرپوک اور نازک سی

کزن بہت پسند آئی تھی---

****

دوسری طرف دلربا پر تو اسکی زندگی اسی

دن تنگ ہو گئی تھی جب اسکے ایک

سال کے ہوتے ہی اسکی دادی نے اسکے

باپ کی دوسری شادی اپنی مرضی سے

رخشندہ سے کروا دی تھی۔۔۔

جو تیمور کو کم ہی دلربا کے ساتھ وقت

گزارنے دیتی تھی۔۔۔

جلد ہی رخشندہ بھی امید سے ہو گئی

تھی۔۔۔

تیمور اور ساس کے کہنے پر اسے نا چاہتے

ہوئے بھی دلربا کو بھی فیڈ کروانا پڑتا

تھا۔۔۔

رخشندہ نے ایک ساتھ دو بچوں کو جنم دیا

تھا۔۔۔

ایک بیٹا ولی اور بیٹی ایلف کو۔۔۔

انکے آجانے کے بعد تیمور کی توجہ اور

بنٹ گئی تھی اور وہ دلربا کو بہت تھوڑا

وقت دے پاتا تھا۔۔۔

جہاں وہ سب بچوں کے لیے کھلونے

لاتا۔۔ رخشندہ اسکے کھلونے بھی چھین کر

اپنے بچوں کو دے دیتی تھی۔۔

وہ بیچاری صبح سے شام تک کھانے کے
لیے روتی رہتی مگر کسی کو اس پر رحم نہ آتا
اپنے باپ کے پاس رہتے ہوئے بھی
اسے بھوکا رہنا پڑتا تھا یہ بات اسکے دل
میں گھر کرتی گئی تھی---

سکول میں بچوں کو اپنے ماں باپ کے

ساتھ پیار سے آتے دیکھ اسکے دل میں

محبت کی خلش سر چڑھ کر بولنے لگی تھی

اور جب وہی پیار تیمور کو وہ اپنے سوتیلے

بہن بھائیوں سے کرتا دیکھتی تو اسکا دل

خون کے آنسو روتا---

اوپر سے اس کی سوتیلی ماں اور تائی وغیرہ
اسے اس کی ماں کے بدکردار ہونے کے
طعنے دیتی تھیں جو اسے اپنے باپ کے
پاس چھوڑ کر چلی گئی تھی---
طعنے تشنے سن کر وہ اپنی ماں سے نفرت
کرنے لگی تھی اس کی ایسی بھی کیا

غلطی تھی جو وہ اسے اس کے باپ کے

در پر چھوڑ گئی تھی---

اس کی سوتیلی ماں اس سے سارے گھر

کے کام کرواتی تھیں اور جب کبھی وہ

کہتی کہ ایلف سے کام کروا لیں تو اس

دن اسکی اچھی شامت لاتی تھیں اور وہ

بھی پھر چپ چاپ اس لئے کام کر دیا
کرتی کیونکہ کم از کم اسے وہ اس کی پڑھائی
تو پوری کرنے دے رہی تھیں---
یہ بھی ان کا احسان ہے تھا اس پر--
اور کم از کم یہاں رہتے ہوئے اس کی
عزت و محفوظ تھی ورنہ تو کب کا اس گھر

کو چھوڑ کر چلی جاتی جو کہ اس کے لیے

صرف ایک چاردیواری کا مکان تھا۔۔۔

جہاں اس کی عزت تھی نہ ہی محبت نہ

باپ کی شفقت۔۔۔

اسکی چھوٹی بہت اور بھائی اس سے

چھوٹے ہو کر بھی کو اجوکیشن یونیورسٹی

میں پڑھتے تھے جبکہ رخشندہ نے کہ کہ کر

تیمور سے اسکا ایڈمیشن گرلز یونیورٹی میں

کروایا تھا کہ کہیں وہ اپنی خوبصورتی کا

استعمال کرتے ہوئے کسی برے کاموں

میں نہ گھس جائے۔۔۔

وہ تیمور کے کان ہمیشہ اسکے خلاف بھرتی

رہتی اور وہ خاموشی سے سنتا رہتا۔۔۔

اسکی خاموشی پر کئی دفعہ وہ تیمور کو شکوہ

کن آنکھوں سے دیکھتی کہ وہ سچ میں اسکا

سگا باپ ہے بھی کہ نہیں جو اسکے خلاف

اتنے آرام سے خاموشی سے سن لیتا اور

اسکی صفائی میں ایک لفظ تک نہ کہتا

تھا---

اب بھی اگر وہ میرٹ پر ایڈمیشن حاصل

نہ کر پاتی تو اسے کبھی بھی رخشندہ پڑھنے

نہ دیتی بھلا وہ کیوں اپنی سوتن کی بیٹی پر

پیسے ضائع کرتی---

یونیورسٹی میں بھی اسکی ایک ہی دوست

تھی ثمن ---

وہ ہر وقت خاموش رہتی تھی تبھی لڑکیوں

کو لگتا کہ وہ مغرور ہے جو کسی کی بات کا

جواب نہیں دیتی---

ایک ثمن ہی تھی جس کے ساتھ وہ ہنس

بول لیتی یا اپنی زندگی کے دکھ درد بانٹ

لیتی تھی اسکے سامنے تو وہ آنسو بھی بہا

لیتی تھی کیونکہ اگر اسے ثمن کا بھی سہارا

نہ ہوتا تو وہ تو کب کی گھٹ گھٹ کر مر

جاتی---

آج جب وہ یونیورسٹی سے گھر جا رہی تھی

پیدل تو کچھ لڑکوں نے اسکا رستہ روک لیا

تھا۔۔

انہیں دیکھتے ہی وہ پہچان گئی تھی کہ وہ

اس سے دو سال چھوٹے بھائی کے

دوست ہیں جو بہت ہی لوفر قسم کے

تھے---

ابھی وہ اسے تنہا دیکھ چھیڑ رہے تھے---

اسنے اپنے بیگ پر گرفت مضبوط کی اور

وہاں سے گزرنا چاہا جب ان اوباش لڑکوں

میں سے ایک نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا---

انکے ڈگمگاتے قدموں سے صاف ظاہر تھا

کہ انہوں نے نشہ کر رکھا تھا۔۔۔

"ارے کہاں چلی بلبل رکو تو سہی"...

شرم کرو کچھ میں ولی کی بڑی بہن ہوں"

اور تم سب کی چھوڑو میرا ہاتھ ورنہ بہت

ماروں گی"...

وہ غصے سمیت نم آنکھوں سے بولی---

"ارے ارے ارے بہن تو ہمارے گھر

میں بیٹھی ہے تم ہماری بہن تھوڑی ہو

اور اس لیچڑ کا نام مت لو وہ کونسا دودھ کا

دھلا ہے ہم سب کے ساتھ مل کر نشہ

...کرتا ہے اور جوا کھیلتا ہے"

وہ بے ہنگم قہقہے لگاتے بولے تو اس
کراہیت آمیز حقیقت پر اسکی آنکھیں
حیرت سے پھٹ پڑیں کیا اسکا چھوٹا بھائی
نشہ کرنے لگا تھا اور جوئے جیسے برے
کھیل کی لت بھی لگا بیٹھا تھا۔۔۔

انہوں نے فون کر کے ولی کو بھی بلا لیا

تھا---

ولی دلربا کو وہاں دیکھ گھورتے ہوئے آگے

بڑھا---

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں گھر چلیں"

وہ اسکو دیکھ دانت پیستے بولا--

"اے رک ولی ہمیں زرا ٹائم پاس تو

کرنے دے کیا مست چیز ہے یہ"

وہ اسکا ہاتھ پھر سے دبوچتے بولا۔۔۔

"باقی لڑکیاں کہاں مر گئی ہیں اسکو چھوڑو

ورنہ میرے ابا مجھے نہیں چھوڑیں

گے"۔۔۔

وہ انکو دیکھ کر بولا۔۔۔

ہم بس تھوڑا سا ہی مزہ کریں گے تو"

سائڈ پر ہو جا اگر دیکھا نہیں جاتا تجھ سے

..."کونسا تیری سگی بہن ہے یہ

وہی لوفر لڑکا ہونٹوں پر زبان پھیرتے دلربا

کو للچائی نظروں سے دیکھتے بولا تو وہ غم اور

بے بسی کی تصویر بنی ولی کو دیکھنے لگی جو

کہنے کو تو اسکا بھائی تھا مگر اس سے ایسا

سلوک کرے گا وہ یہ جانتی تک نہ تھی کیا

اسکی غیرت مر گئی تھی---

ولی کیسے بے غیرت انسان ہو تم یہ"

لڑکے تمہارے سامنے تمہاری بہن کو چھیڑ

رہے ہیں اور تم ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے

بیٹھے ہو...''

وہ روتے ہوئے غصے سے اس لڑکے

کے ہاتھ پر کاٹتی اپنا ہاتھ چھڑا کر فوراً

ولی کے پاس آکر دھاڑی---

"شٹ آپ اس بکواس کا کیا مطلب ہے

نہ تو آپ میری سگی بہن ہیں نہ آپ کی

ماں اتنی دودھ کی دھلی ہیں جو آپ مجھے

یہ بھاشن دے رہی ہیں"---

اسکی بات پر دلربا کے صبر کا پیمانہ لبریز

ہوا تھا اور اسنے کھینچ کر ولی کے منہ پر

تھپڑ مارا تھا جو بے یقینی اور غصے سے

اپنی لال پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ دلربا نے ہی

اسے تھپڑ مارا تھا۔۔

یہ وہ تھپڑ تھا جو آنٹی کو بہت پہلے"

تمہیں مات دینا چاہیے تھا تف ہے تم پر

باہر والوں سے کیا مجھے تو اپنا محافظ ہی بچ

دینے کے در پر ہے---

کیا ہوا اگر سگی بہن نہیں تمہاری ایک

لڑکی تو ہوں نہ انسانیت کے ناطے ہی صحیح

مدد تو کر سکتے تھے تم میری مگر نہیں

تمہاری سگی بہن جو نہیں میں--

ایک بات بتاؤ اگر میری جگہ یہاں ایلف ہوتی تو کیا بت بنے اسکی عزت لٹتے دیکھتے رہتے..."

حقیقت تھی نگر نہایت تلخ اور تیزابیت سے بھری جو ولی کے پرخچے اڑاتی ہوئی

اسکے وجود کو جلا کر خاک ستر کر گئی

تھی---

بکواس بند کریں اپنی آپ کی ہمت کیسے"

ہوئی یہ بات منہ سے نکالنے کی میری

بہن اور آپ میں بہت فرق ہے اگر کوئی

اسکی طرف آنکھ اٹھا کہ بھی دیکھے گا تو

''آنکھیں نوچ لوں گا میں اسکی ....

وہ ایک ہاتھ سے اسکے بالوں اور دوسرے

ہاتھ سے اسکا منہ دبوچتے ہوئے بولا اور

اسے سڑک کے دوسری طرف جھٹکا تھا

صاف اشارہ تھا کہ یہاں سے دفعہ ہو

جائے---

کیسی ستم ظریفی تھی قسمت کہ آج سکا

اپنا دودھ شریک بھائی ہی اس کی عزت

کو محفوظ نہ رکھ پایا تھا یا شاید اس لئے کہ

وہ انجان تھا کہ وہ اس کا دودھ شریک

بھائی ہے----

آج کے اتنے سخت واقعہ نے دلربا کو

بری طرح توڑ کر رکھ دیا تھا----

آج ولی کے لہجے میں رخشندہ کی تربیت

صاف بول رہی تھی---

اس نے سوچ لیا تھا کہ آج وہ اپنے

باپ تیمور سے بات کر کے رہے گی---

جیسے ہی وہ گھر میں پہنچی تو سب لاؤنج

میں ہی بیٹھے تھے آج چھٹی کے باعث

تیمور بھی گھر پر تھے---

اسے اس حالت میں آتے دیکھ سب

چونک کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

بکھرے بال منہ پر سرخ انگلیوں کے

نشان اور کلائی پر بھی سرخ انگلیوں کے

نشان تھے۔۔۔

اور آنکھیں بھی رونے کی چغلی کھا رہی

تھیں--

"ارے کم بخت کہاں سے آئی ہے کہاں

منہ کالا کر کے آئی ہے یہ سب کس نے

کیا تیرے ساتھ"---

رکشندہ فورا اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے

بولی جو خون رنگ آنکھوں سے اسے

گھورنے لگی تھی اور اپنا بیگ پٹختے ہوئے

تیمور کے مدمقابل آئی۔۔۔

"جاننا چاہتے ہیں آپ کے یہ سب

میرے ساتھ کس نے کیا۔۔۔

یا اب بھی آپ مجھ پر توجہ نہیں دینا

چاہتے جیسے میں آپ کی سگی اولاد ہی

نہیں ہوں"----

وہ ان پر طنز کرتے ہوئے بولی تو وہ اسے

گھورنے لگے تھے---

باتوں کو گھمانے کی ضرورت نہیں سیدھا "

سیدھا بول یہ سب کس نے کیا تیرے

ساتھ"..

رخشندہ دوبارہ میدان میں آئی تھیں---

"یہ سب آپ کے بیٹے نے کیا ہے

میرے ساتھ سنا آپ نے یہ سب آپ

کے بیٹے نے کیا ہے میرے ساتھ"---

اس نے رخشندہ کے سینے پر دستک

دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے رکھ کر تھپڑ

اس کے منہ پر جڑھا تھا---

جاہل گنوار لڑکی میرے بیٹے پر الزام "

"لگاتی

ہے

وہ اس کے بعد جو شکار کھیلتے ہوئے بولی

تو وہ آگے سے تمسخرانہ انداز میں ہنس پڑی

تھی

--

آپ کا بیٹا نشہ کرتا ہے جوا کھیلتا ہے وہ "

اور یہ سب مجھے اس کے دوستوں نے

بتایا ہے جو آج بھی سڑک پر میرا راستہ

روک کر کھڑے ہو گئے تھے اور آپ کے

بیٹے سے یہ تک نہ ہو سکا کہ وہ میری

عزت محفوظ کر سکے۔۔۔

وہ تو تماشا بنا دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیکن میں اتنی بے شرم نہیں۔۔۔

اس لیے ان کے چنگل سے نکل کر

بھاگ آئی"۔۔۔

اس کی بات پر تیمور غصے سے آگ بگولہ ہوگئے تھے اور انہوں نے فورا ولی کو گھر بلایا تھا---

اور اس کی ایک بھی بات سنے بغیر اس پر تھپڑوں کی برسات کردی تھی---

اور اس کے دوستوں سے اس کا ملنا بند

کر دیا تھا۔۔۔

لیکن ان کے جانے کے بعد رخشندہ نے

دلربا کی خوب درگت بنائی تھی۔۔ اس کے

جسم کا ایک حصہ ایسا نہ تھا جہاں رخشندہ

نے مارا نہ ہو....

وہ اسے اچھا خاصہ لہو لہان کرتی جا چکی

تھیں---

ان کے جانے کے بعد ولی اندر آیا تھا اور

اسے جلتی ہوئی مسکراہٹ سے دیکھنے لگا

تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب پتا چلا میرے

معاملے میں ٹانگ اڑانے کا کیا نتیجہ ہوتا

ہے---

" ولی تم جانتے ہو مجھ سے اتنا برا سلوک

کرنے کے بعد بھی میں خوش ہوں

تمہارے لیے کہ کم از کم تم ان گھٹیا

دوستوں کی صحبت سے تو بچ جاؤ گے"....

وہ زخمی ہونٹوں سے مسکراتے ہوئے

بولی تو ولی کو جی بھر کر اس پر تاؤ آیا

تھا---

" ابھی بھی بعض نہیں آئیں آپ رسی

جل گئی مگر بل نہیں گیا"...

وہ کڑھتے ہوئے بولا----

جانتے ہو ولی تم دونوں نے بے شک"

نہ سہی مگر میں نے تم دونوں کو ہمیشہ

اپنا بہن بھائی ہی مانا ہے--- لیکن آج

جو سب تم نے میرے ساتھ کیا مجھے

اس کا ہمیشہ افسوس رہے گا اور مجھے یہ

کہتے ہوئے بالکل بھی افسوس نہیں کہ

جہاں آج میں تھی کل وہاں تمہاری اپنی

سگی بہن ہوگی..."

وہ دکھی لہجے میں بولی تو ولی نے غصے

سے اس کا منہ دبوچا---

******

لگتا ہے آپ کو اپنی زبان پیاری نہیں"

ہے سوچ بھی کیسے لیا آپ نے کہ ایلف

کبھی آپ کی جگہ ہو سکتی ہے---

ابھی اس کے ماں باپ کا سایہ اس کے

سر پر ہے اور ابھی تو اس کا بھائی بھی

زندہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی

اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ

سکتا"--

ولی اس کو دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولا

جیسے اس پر ہنس رہا ہو کہ وہ اس کی طرح

بے آسرا نہیں ہے----

" یہ تم نے کیسے سوچ لیا ولی---"

تم مرد یہ کیوں نہیں سوچتے کہ آج جو تم

کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ کر رہے ہو وہ

کل تمہاری اپنی بہن بیٹی کے ساتھ بھی

ہو سکتا ہے---

تم لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ یہ
دنیا مکافات عمل کا نام ہے جو بیج تم آج
بو گے وہ تمہیں کاٹنا پڑے گا---
یہ کہتے ہوئے کب اس کی آنکھوں سے
آنسو بہتے اس کے چہرے پر بکھرتے چلے
گئے اسے پتہ ہی نہیں چلا---

اس کی بات ولی کے دل پر جا کر لگی تھی وہ جھٹکے سے اس کا منہ چھوڑ کر باہر نکلتا چلا گیا اس کے اندر ضمیر کی آوازیں چیخ چیخ کر دم توڑ رہی تھیں----

پیچھے وہ اپنی قسمت پر رو رہی تھی جو کہ

اس کی ماں کے جانے کے بعد سے

خراب ہوتی چلی گئی تھی---

اور اس کا باپ تو ویسے ہی اس کا اپنا

نہیں تھا جس نے مڑ کہ یہ تک نہ دیکھا

تھا کہ اس کی بیٹی کس حال میں

ہے----

اسے پرواہ تھی تو صرف اپنے دو بچوں کی

اور وہ ولی اور ایلف تھے---

****

اب یہ سلسلہ چل نکلا تھا کہ جب بھی

زیادہ کسی مشکل میں ہوتی تو سعد فوراً آ کر

اسے بچاتا تھا۔۔

زائشہ سعد کی طرح دل ہی دل میں محبت

کا شکار ہو چکی تھی جسے وہ زبان پر نہیں

لانا چاہتی تھی کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ اگر

اس نے پہل کر دی تو پورے گھر والے

اس کے خلاف ہو جائیں گے---

اس لیے وہ اس کی معنی خیز باتوں کا

مطلب جانتے بوجھتے بھی خاموش رہتی

تھی---

ایک ایسا ہی دن تھا جب سب لاؤنج میں

بیٹھے تھے---

زائشہ کو صبح سے کام کرتے دیکھ وہ

پریشان نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اب

کہیں فارغ ہو کر وہ اسے باہر جاتا دیکھ رہا

تھا شاید وہ بیچاری کہیں سانس لینے بیٹھی

ہوگی---

سب سے نظر بچا کر وہ بھی اس کے

پیچھے نکلا تھا---

وہ جو آنکھیں بند کئے ننگے پاؤں گیلی

گھاس پر ہلکی ٹہلتے ٹھنڈی شام کو

محسوس کر رہی تھی کسی کی آواز پر ڈر کر

پلٹی تھی---

"آپ یہاں---"

اس نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے

حیرت سے کہا اور پھر اس کے اطراف

میں دیکھا کہ کہیں کسی نے اسے آتے

ہوئے تو نہیں دیکھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ
اگر کوئی انہیں دیکھ لیتا تو اسے سو باتیں
سننی پڑتی سعد کا تو کچھ نہ جاتا مگر اس کا
جینا ضرور حرام کر دیا جاتا---
"ہاں میں کیوں میرا آنا یہاں تمہیں اچھا
نہیں لگا"---

وہ اسے زیرک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے

بولا--

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن

میں نہیں چاہتی کہ ہمیں ساتھ دے کر

کوئی غلط مطلب

نکالے---

آپ کے لیے یہ بے شک بڑی بات نہ

ہو مگر میرے لئے ہے کیونکہ میں جانتی

ہوں میری ایک غلطی بھی میری ماں کو

کس دوراہے پر لا کھڑی کرے گی اس لیے

میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتی جس

سے میری ماں کی اذیت میں اور اضافہ ہو

جائے....''

سعد کا موڈ بگڑتے دیکھ اسنے لب دانتوں

تلے کچلتے عزیت سے کہا تھا---

بات تو وہ سچ ہی کہہ رہی تھی جو کہ سعد

کے دل کو جا کر لگی تھی---

"اگر یہی بات ہے تو پھر میں یہ حق
اپنے نام کروا کر ہی رہوں گا۔۔۔
تاکہ میں جب جی چاہے تم سے بات کر
سکوں جب چاہوں تمہیں دیکھ سکوں اور
جب چاہوں تمہیں سراہ ہو سکوں"۔۔۔

وہاں سے والہانہ انداز میں دیکھتے ہوئے

بولا تو زائشہ کے گال شرم سے سرخ

پڑنے لگے تھے---

یہ کہتے ہی وہ اندر کی جانب بڑھا تھا

اچانک اور اسے یوں اندر جاتے دیکھ کر

شاک ہو گئی--- اس کے ارادے

خطرناک لگ رہے تھے اب پتا نہیں وہ

کیا کرنے لگا تھا۔۔

اندر پہنچ کہ اس نے اپنی پھوپھو سالحہ کو

آواز دینا شروع کر دی تھی سب ہی اس

کو دیکھ نا سمجھی سے معاملہ سمجھنے کی

کوشش کر رہے تھے کہ آخر وہ صالحہ کو

کیوں بلا رہا ہے--

" پھپھو کہاں ہیں آپ جلدی باہر آئیں

مجھے آپ سے بات کرنی ہے"--

صالحہ فورا باہر آئی تھی کہ اس کا سانس

پھول چکا تھا سعد نے اس کو صوفے پر

بٹھایا اور خود اس کے قدموں میں بیٹھ

گیا۔۔۔

"میں جانتا ہوں آپ مجھے اپنا بیٹا مانتی

ہیں اور مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں اس

لئے میں آج آپ سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں

کیا آپ مجھے دیں گی"....

"بیٹا یہ سچ ہے کہ میں تم سے بہت
پیار کرتی ہوں میں تو تم پر سب کچھ اپنا
قربان کر دوں مگر میرے پاس تو ایسے کوئی
قیمتی تمہیں دینے لائق چیز ہے ہی نہیں
تو پھر میں تمہیں کیا دے سکتی ہوں..."

انہوں نے پیار سے اس کا چہرہ ہاتھوں

کے پیالے میں بھرتے ہوئے آخر میں

ندامت سے کہا تھا تو وہ ان کے ہاتھ پکڑ

کر چوم گیا تھا۔۔

کس نے کہا آپ کے پاس کچھ قیمتی "

نہیں سب سے قیمتی شخص آپ کے

پاس ہی تو ہے---

جی ہاں آپ صحیح سمجھیں میں زائشہ کی

بات ہی کر رہا ہوں کیا آپ مجھے اپنی

فرزندی میں لینا چاہیں گی"----

انھوں نے اس کی باتوں کا مطلب سمجھ

حیرت سے اسے دیکھا تھا جس پر اس نے

فوراً گواہی دی تھی---

اس کی بات پر وہ حیران اور پریشان ہوتی

ہوئی اپنے بڑے بھائی طرف دیکھنے لگی

تھیں جو انہیں کو دیکھ رہے تھے--

اچھا تو مطلب آپ بابا سے ڈر رہی ہیں "

تو میں ان سے اجازت لے لیتا ہوں کیوں

بابا کیا آپ اپنے بیٹے کی یہ خواہش پوری

نہیں کر سکتے ----

میں زائشہ کو بہت چاہتا ہوں اور اس

کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا

کیا آپ پلیز زائشہ کو مجھے دے دیں

گے"---

اس نے نم آنکھوں سے اپنے باپ کے

قدموں میں بیٹھ کر کہا تو ان کا دل پسیج گیا

تھا وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ شاہان کے

گھر کی بہو بن مگر اپنے بیٹے آپ کو اس قدر

حساس ہوتے دیکھا ان کا دل نرم پڑ گیا

تھا---

ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں اس کی بیٹی "

سے کبھی بھی اپنے بیٹے کی شادی نہیں

کروں گی کیونکہ جیسی ماں ویسی بیٹی اس

کی بیٹی بھی اپنی ماں پر چلی گئی تو کیا

کروں گی میں-----

میں اس رشتے سے صاف انکار کرتی ہو

میں تمہیں اس کی بیٹی سے شادی نہیں

کرنے دوں گی وہ بھی اپنی بات پر ڈٹ

گئی تھی...

"ماما کیا آپ اپنے بیٹے کو اس عمر میں
مرتا ہوا دیکھ سکتی ہیں کہ آپ میرے بغیر
گزارہ کر سکتی ہیں"
وہ اپنی ماں کو جنونیت سے جھنجھوڑتے
ہوئے بولا اس کی بات پر اس کے ماں
باپ دونوں کا کلیجہ منہ کو آیا تھا---

"بیٹا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو بھلا میں تمہیں اپنی آنکھوں سے دور ہوتا کیسے دیکھ سکتی ہو اس کی ماں روتے ہوئے بولی تھیں"....

یہی حقیقت ہے ماں میں زائشہ کے "

بغیر اب ایک لمحے کے لئے بھی نہیں جی

سکتا مجھے وہ چاہیے"----

وہ نم آنکھوں سے کرب ناک لہجے میں بولا

جو ان دونوں کا دل چیر گیا تھا نا چاہتے

ہوئے بھی اس کے ماں باپ اس رشتے

کی حامی بھر گئے تھے---

بڑے بھائی نے بھی اپنے بیٹے کی خوشی

کے لئے صالحہ کو معاف کر دیا تھا اور

اسے اپنے ہاتھوں سے مٹھائی کھلائی تھی

رشتہ پکا ہو جانے کی---

چھوٹے بھائی نے بھی اسے درگزر کر دیا
تھا مگر اس کی بیوی کے دل میں آگ جل
رہی تھی بھلا وہ اس کی بیٹی کو خوش
ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتی تھی جب کہ
یہ تو اس کی اپنی بیٹی رمشہ کی جگہ
تھی---

ذیشان کو بھی بلا کر اس کا منہ میٹھا کروایا

گیا تھا اور اس کے بڑے ماموں نے اس

پر سے کی نوٹ وار کر غریبوں میں تقسیم

کر دیے تھے اب وہ ان کی بہو بننے والی

تھی اس لیے وہ ان کو عزیز ہو گئی

تھی---

شام سے وہ ساتھ سے چھپتی پھر رہی

تھی کیونکہ وہاں سے ایسی معنی خیز نظروں

سے دیکھتا کہ وہ چھپنے کو جگہ ڈھونڈتی

تھی---

ابھی بھی شام میں اس نے زائشہ کو جا

لیا تھا---

اپنی کلائی سعد کی گرفت میں دیکھ اس کی

جان لبوں کو آئی تھی--

" کیا کر رہے ہیں سعد کوئی دیکھ لے

گا"---

اس نے شرم سے دوسرے ہوتے

سرخ انار جیسے گالوں سمیت کہا تھا---

اس پر اس قدر حیا کا حسین رنگ دیکھ کر

ساتھ کو اپنا دل بے قابو ہوتا ہوا محسوس

ہوا تھا اس نے فورا ہی زائشہ کا ہاتھ چھوڑ

دیا تھا کہ کہیں وہ شادی سے پہلے ہی

کوئی گستاخی نہ کر بیٹھے کیونکہ جیسے جیسے

شادی کے دن قریب آ رہے تھے زائشہ کی

محبت سعد کے دل میں جڑیں گہری کرتی

جا رہی تھی اور وہ اس کے قریب جانے

کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔۔۔

اور جب اس کے قریب جاتا تو اس سے

دور رہنا اس کو دنیا کا سب سے مشکل

ترین امر لگتا تھا۔۔۔۔

اس کا دل چاہتا تھا وہ چھو کر اسے
محسوس کرے اس کے ہونٹوں کی نرمی کو
اپنے لبوں سے چننے--
مگر وہ یہ حق شادی کے بعد ہی حاصل
کرسکتا تھا شادی سے پہلے نہیں اس لیے

اسے جی بھر کر دیکھنے سے ذرا احتیاط برتا

تھا۔۔

کہ کہیں اپنے بے لگام ہوتے جذبات

اسے زائشہ کے سامنے شرمندہ نہ کر

دیں۔۔۔

"جتنا بھاگنا ہے بھاگ لو جان من

پرسوں تو تمہیں میرے ہی کمرے میں آنا

ہے پھر خود کو میری قید سے کیسے آزاد

کرواؤ گی"...

اس کی بات سن کر زائشہ کا چہرہ ایسے

لال ہوا جیسے کسی نے سرخ رنگ پھینک

دیا ہو---

اس کی بات پر زائشہ کا دل کپکپا کر رہ گیا

تھا اور وہ شرم سے بھاگتے ہوئے اپنے

کمرے میں بند ہو گئی تھی اور دروازے

سے ٹیک لگا کر گہرے گہرے سانس لینے

لگی تھی--

کیا اب اس کی زندگی میں بھی خوشیوں

نے دستک دے دی تھی--

محبت تو اس کے دل میں گھر کر ہی چکی تھی تو کیا اب اس کا نصیب اچھا ہونے والا تھا---

یہ سوچ کر ہی اس کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ نے چھب دکھلائی تھی

یہ منظر رمشہ کی آنکھوں میں مرچیاں بھر

گیا تھا---

زائشہ اور سعد کی نزدیکیاں اسے اندر ہی اندر

مار رہی تھیں---

وہ لاتعداد بوائے فرینڈز رکھنے والی لڑکی ایک

عام سے لڑکی سے جل رہی تھی---

اتنے لوگوں کے دل سے کھیلنے کے بعد

اسکا دل سعد پر آگیا تھا۔۔۔

بقول اسکے وہ سعد کی محبت میں گرفتار ہو

گئی تھی اس لیے تمام لڑکوں سے تعلق

ختم کر لیے تھے۔۔۔

اس نے ان کو اپنی سرخ غزب ناک
آنکھوں سے دیکھا تھا اس کو زائشہ کی
مسکراہٹ ایک آنکھ نہ بھائی تھی وہ تو
زائشہ کو خوش دیکھ ہی نہیں سکتی تھی--
اپنی اترن زائشہ کو پہنے دیکھ اس کی انا کو
تسکین ملتی تھی--- اور اب وہی لڑکی اس

کی محبت اس سے چھین کر لے جا رہی

تھی بھلا وہ یہ کیسے برداشت کر سکتی

تھی--

اس لئے اس نے اچھی طرح اس کو

ہرآنے کا فیصلہ کرلیا تھا چاہے اس کے

لیے زائشہ کی عزت ہی کیوں نہ چلی جاتی

اسے اس کی کوئی پروا نہیں تھی---

بس پرواہ تھی تو سعد کی جو صرف اس کا

تھا جسے وہ زائشہ کے نام کبھی بھی ہونے

نہیں دے سکتی تھی---

کیا وہ اپنے کھیلنے میں کامیاب ہوگئی یہ تو

وقت نے بتانا تھا۔۔۔

****

دلربا کی ڈگری کمپلیٹ ہوگئی تھی اور اب

وہ کسی جاب کی تلاش میں تھی کیونکہ وہ

جتنا وقت گھر میں رہتی اسے اپنی سوتیلی

ماں کے طعنے سننے پڑتے تھے جو اسے

کسی طور قبول نہیں تھا----

اب بھی وہ اپنے بیڈ پر ڈاکومنٹس رکھے

بیٹھی تھی---

جب تم اور دروازہ کھڑکا کر اندر آئے اپنے

باپ کو پہلی دفعہ اپنے کمرے میں آتا دیکھ

اسے شدید حیرت ہوئی تھی---

آپ یہاں خیریت ہے "---"

اس نے اپنے باپ سے پوچھا--

" میں نے تمہاری شادی اپنے بزنس

پارٹنر کے ساتھ طے کرتی ہے تمہیں

کوئی اعتراض تو نہیں یا تم کسی کو پسند تو

نہیں کرتی"---

اس کا باپ سب کچھ دے کر جانے

کے بعد اب اس سے پوچھ رہا تھا کہ اسے

اس رشتے سے کوئی اعتراض تو نہیں اس

کی آنکھیں اس ستم ظریفی پر نم ہو گئیں

تھیں بھلا اس کے پاس انکار کا حق تھا

ہی کب---

جب آپ نے سب کچھ دے کر ہی لیا"

ہے تو مجھ سے پوچھنے کا فائدہ ظاہر سی

بات ہے جہاں آپ چاہیں گے میری

شادی وہیں ہوگی تو مجھے انکار کا کوئی فائدہ

نہیں---

بس اگر آپ دو بول پیار کے بول لیتے تو

مجھے خوشی ہوتی مگر میرے خیال میں اس

کا بھی آپ کے پاس وقت نہیں..."

آنکھوں سے آنسو بہتے اس کی اندر کی

حالت بیان کر رہے تھے وہ یہ کہتے ہوئے

واش روم میں بند ہو گئی تھی اور تیمور

خالی ہاتھ بیٹھے رہ گئے تھے انہیں ان کا

جواب مل چکا تھا اور وہ شکستہ قدموں سے

باہر چلے گئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ

رکشندہ اسے کسی اور قسم کا نقصان پہنچایا

اس لیے وہاں سے یہاں سے جلد سے

جلد بھیج دینا چاہتے تھے تاکہ وہ اپنی آنے

والی زندگی میں کم از کم خوش رہ سکے مگر وہ

یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنی بیٹی کے

لیے کس دوزخ کا انتظام کر رہے

تھے----

....

دونوں بہنوں کی شادیوں کی تیاریاں ہو رہی

تھیں مگر دونوں ہی ایک دوسرے سے

انجان تھیں---

اب بھی صالحہ بیگم اپنے کمرے میں تنہا
دلربا کی بچپن کی تصویر کو سینے سے لگائے
رو رہی تھیں کہ پتہ نہیں ان کی بیٹی کس
حال میں اور کہاں ہو گی کیونکہ تیمور
صاحب اپنا گھر تبدیل کر چکے تھے انہوں

نے اپنا پیچھے کوئی نام و نشان نہیں چھوڑا

تھا جس تک صالحہ پہنچ سکے۔۔۔

وہ نجانے کتنی دیر ایسے ہی روتی رہتیں اگر

زائشہ کمرے میں داخل نہ ہوتی۔۔

اپنی ماں کو ہر بار کی طرح آج بھی اسی

تصویر کو گلے سے لگائے روتے ہوئے دیکھ

وک بے چینی کا شکار ہوئی تھی اور آج

اس نے ہر بار کی طرح پھر سے ان کو

پوچھا تھا---

"ماں کس کی تصویر ہے یہ جسے آپ

سینے سے لگائے روز روتی ہیں میں آپ

سے پوچھ پوچھ کر تھک گئی ہوں مگر آپ

بتاتی ہی نہیں کبھی تو مجھے اپنا دکھ بتا کر

اپنے دل کا غم ہلکا کر لیا کریں جو آپ کو

اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے--

میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ کون ہے کیا

آپ میری ایک خواہش بھی پوری نہیں کر

سکتیں---

"ایک بدنصیب بیٹی جس کی بدنصیب

ماں اسے اس کے باپ کی دہلیز پر چھوڑ

آئی تھی اور ایک بیٹی کو اپنے ساتھ لے

آئی انھوں نے زالشہ کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالتے سسکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اپنی ماں کی بات سن کر اس کے رونگٹے
کھڑے ہونا شروع ہو گئے تھے سالوں پہلے
تو اس کی ماں اسے اپنے باپ کے گھر
سے لے کے آئی تھی تو کیا وہ اکیلی
نہیں تھی کیا اس کی کوئی اور بہن بھی
تھی اس دنیا میں اس بات نے زائشہ

دل کے اندر ایک کپکپی طاری کر دی تھی

ایک دم بے چینی اور عجیب سی کیفیت کا

شکار ہو گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ماما کون ہے یہ

مجھے صاف صاف بتائیں"۔۔۔

زائشہ نے ان کے ہاتھ جھنجھوڑتے ہوئے

کہا جو آج اپنی زندگی کا بہت بڑا راز افشاں

کرنے جا رہی تھیں---

"یہ کوئی اور نہیں بلکہ تمہاری سگی

جڑواں بڑی بہن دلربا ہے"...

ایک بہت بڑا پتھر تھا جو ان کے سینے

سے سرک گیا تھا۔۔

انہوں نے آخرکار اپنی بیٹی کو اس بات

کے بارے میں بتا ہی دیا تھا جس سے

اسے اتنے سالوں سے انجان رکھا تھا۔۔

اب بھی پتہ نہیں کس اندیشے کے تحت
وہ اسے بتا گئی تھیں۔۔ ایسے لگ رہا تھا
جیسے ان کے پاس جینے کی مہلت بہت
کم ہے اور اگر اب بھی انہوں نے یہ
بات زائشہ کو نہ بتائی تو ان دونوں بہنوں
کے ساتھ ناانصافی ہو جائے گی۔۔۔

" ماما آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ جانتی
بھی ہیں آپ نے کیا کیا آپ اپنی بیٹی کو
اس شخص کے پاس چھوڑ آئیں جس گھر
کے ایک ایک فرد نے آپ پر بدکردار
ہونے کا الزام لگا کر آپ کو گھر سے نکال
دیا تھا۔۔۔

آپ اسی گھر میں اپنی بیٹی چھوڑ آئیں

کیسے ماما کیسے---

آپ نے اچھا نہیں کیا اس کے ساتھ

اس کی زندگی تباہ ہو گئی ہوگی--

پتا نہیں وہ کیسے رہی ہوگی وہاں اسے کیا

کیا طعنے سننے کو ملتے ہونگے---

میں یہاں اپنوں کے بیچ رہ کر احساس

کمتری کا شکار ہوں تو وہ وہاں رہ کر کیسے

جی رہی ہوگی۔۔ جہاں کا ہر ایک فرد آپ

سے نفرت کرتا تھا"۔۔۔۔

وہ غصے اور غم سمیت اپنی ماں کو

جھنجھوڑ کر بولی جو خود اپنے آپ کو قصوروار

گردانتی تھی اتنے سالوں سے---

"میں جانتی ہوں کہ میں غلط تھی مجھے

وہاں کسی بھی حال میں اپنی بیٹی کو چھوڑ

کر نہیں آنا چاہیے تھا---

پر میں کیا کرتی تمہارے باپ نے اسے

مجھے دیا ہی نہیں بلکہ وہ تو تمہیں بھی مجھ

سے چھین لینا چاہتا تھا اور پھر مجھے صرف

تمہیں ہی وہاں سے لانا پڑا۔۔۔

میں نے دوبارہ وہاں جا کر پتہ کرنے کی

کوشش کی مگر مجھے پتا چلا کہ وہ وہاں سے

شفٹ کر گئے ہیں بلکہ تیمور نے تو شادی

بھی کر لی تھی دوسری---

اور اب یہی غم مجھے ناگ بن کر ڈستا

ہے کہ میں اپنی بیٹی کو کس انسان کے

سہارے چھوڑ آئی--

جو کبھی میرے لئے نہیں بولا وہ پتہ

نہیں اپنی بیٹی کے حق کے لیے بھی بولتا

ہوگا کہ نہیں-----

یہ غلطی مجھے اندر ہی اندر ختم کر رہی ہے

پتا نہیں میں اپنی دوسری بیٹی کو دیکھ بھی

پاؤں گی کہ نہیں---

تمہارے میں ہی تو میں اس کا چہرہ تلاش

کرتی ہوں ہو بہو تم اسکا اور وہ تمہارا عکس

ہی تو ہے---

اگر زندگی میں تم کبھی اس سے ملو اور

میں اس دنیا میں نہ رہوں تو اسے بتانا کہ

اس کی ماں اسے کتنا چاہتی تھی---

وہ ہر پل اس کے لیے تڑپتی رہی مگر یہ

بدنصیب ماں اپنی بیٹی کو پیار نہ دے پائی

جس کی وہ مستحق تھی---

وہ چھاؤں نہ دے پائی جس کی وہ حقدار

تھی--

یہ کہتے ہوئے وہ بلک بلک کر رو دی
تھی اور زائشہ نے انھیں اپنے سینے سے
لگا لیا تھا دونوں آنسو بہا رہی تھیں---
اس دلربا کے لیے جس کی زندگی کو کچھ
دنوں میں جہنم بننے والی تھی---

*****

"موم یہ میں کیا سن رہی ہوں کہ ڈیڈ
نے دلربا کی شادی اپنے کسی امیر بزنس
مین کے بیٹے سے طے کر دی ہے جو
نہایت ہی خوبرو ,لاجواب اور بہت ہی امیر
ہے...

میں نے ابھی سوشل میڈیا پر سرچ کیا

ہے اس کے چرچے دور دور تک ہیں موم

میں کچھ نہیں جانتی وہ مجھے پسند آچکا ہے

وہ صرف میرا ہے آپ کچھ بھی کر کے

اس کی شادی تڑوائیں اور میری اس سے

کروا دیں"...

ایلف جو دلربا سے ڈیڑھ سال چھوٹی تھی

اپنی ماں کو دھمکی دیتے ہوئے بولی جس کا

منہ اپنی بیٹی کی بات سن کر کھل گیا

تھا۔۔

کیا تیمور اپنی بیٹی کا اتنی اعلی جگہ رشتہ کر

چکا تھا انہیں تو لگا تھا کوئی بوڑھا سا بزنس

پارٹنر ہو گا مگر یہاں تو کایا ہی پلٹ گئی

تھی---

تو فکر مت کر بیٹے میں اسی سے تیری "

شادی کراؤں گی اگر وہ سچ میں اتنا امیر اور

اعلی طبقے کا لڑکا ہے تو اس کی دلہن

صرف تو ہی بنے گی وہ میری بدکردار سوتن

کی بیٹی نہیں''..

وہ اسے گلے لگا کر اس کے نقلی آنسو

پونچھتی ہوئی اپنی شاطرانہ دماغ میں کوئی

تدبیر سوچتے ہوئے بولیں---

اب تو دلربا ان کے سینے پر مونگ دلنے
لگی تھی اب انہیں کسی بھی حال میں
اسے اس گھر سے رفع دفع کر دینا تھا تاکہ
وہ کبھی واپس نہ آسکے اور اس کے لئے
ان کے دماغ میں ایک نہایت کراہیت
آمیز منصوبہ وہ تیار کر چکی تھیں--

جس سے نہ صرف دلربا شادی والے دن

ہی بدکردار ثابت ہوجاتی بلکہ اس کا باپ

بھی اسے کبھی نظر بھر کر تک نہ دیکھتا اور

انہیں چاہیے ہی کیا تھا۔۔۔

"مام کیا سوچا ہے آپ نے "

وہ ان کے چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ

دیکھتی ہوئی بولی اسے جاننے کا تجسس تھا

کیا آخر اس کی ماں کیا چال چلنے والی

تھی---

"بیٹا اب بس تو دیکھتی جا میں اس دلربا

کے کیسے پر کترتی ہوں ایسا کھیل کھیلوں

گی کے سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی

بھی نہ ٹوٹے گی---

وہ دلربا اس گھر سے بھی نکل جائے گی

اور تمہارے باپ کو ہم پر شک بھی نہیں

ہوگا اور اعظم صرف اور صرف تمہارا

ہوگا"....

وہ شاطرانہ مسکراہٹ سے بولیں تو ایلف
خوشی سے ان کے گلے لگ گئی تھی---
وہ دونوں ماں بیٹی نہیں جانتی تھیں کہ جو
کسی کا برا سوچتا ہے سب سے پہلے برا
اسی کے ساتھ ہوتا ہے--

دوسری طرف رمشہ اور چھوٹی مامی بھی

زائشہ کو سعد کی زندگی سے نکالنے کے لیے

منصوبے گھڑ رہی تھی---

آخر کیا تھا ان دونوں بہنوں کے مقدر

میں کیا انہیں کبھی کسی کا پیار مل سکے گا

یا ان کی قسمت میں خواری لکھی تھی------

****

کچھ دنوں میں ہی زائشہ کی شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی کل مائیوں تھا اور شادی ایک ہفتہ بعد رکھی گئی تھی کیونکہ سعد کو

کسی امپارٹینٹ بزنس ڈیل کے سلسلے

میں دوسرے شہر جانا تھا اس لیے

شادی ایک ہفتہ بعد رکھی گئی تھی---

آج بھی سعد شام کی چائے روز کے

معمول کی طرح زائشہ کے پاس لے آیا

تھا---

اسے آتے دیکھ زائشہ کے چہرے پر
مسکراہٹ پھیل گئی تھی جو اسکے من
موہنے چہرے کو اور بھی دلکش بنا رہی
تھی---

ایک تو وہ بلا کی حسین تھی اوپر سے اس کی مسکراہٹ کسی خاص سے خاص انسان کا بھی دل لوٹ لیا سکتی تھی۔

یہ تو پھر سعد تھا۔۔

اس کی مسکراہٹ دیکھ سعد نے ساتھ بے ساختہ نظریں چرائی تھیں کہ کہیں

اس مسکراہٹ کو اس کی نظر نہ لگ

جائے----

مگر وہ اس بات سے انجان تھا کہ نظر تو

اس کی مسکراہٹ کو لگ چکی تھی مگر اس

کی نہیں رمشہ کی---

اگر وہ جان جاتا کہ وہ کچھ ہی دنوں میں
اس کی مسکراہٹ کو خود ہی کیسے نوچ لینے
والا ہے تو کبھی اس سے محبت کے
دعوے نہ کرتا۔۔۔
"آگئے آپ"...

وہ اسے دیکھ مسکراتے ہوئے بولی تو وہ

اس کے ساتھ بیٹھا تھا---

محترمہ کیا میرا اتنا بے چینی سے انتظار "

ہوتا ہے کہ آپ پل پل گنتی ہیں "---

سعد نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تو وہ

اس کی بات پر جھینپ گئی تھی لیکن یہ

سچ بات تھی کہ وہ اس کا انتظار پل پل

کیا کرتی تھی بلکہ ہر پل کرتی تھی کیونکہ وہ

محبت کی پہلی دستک کی طرح تھا اس

کے دل پر--

جس کو وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی--

اس لئے ہر وقت اس کی نظریں اسے

ڈھونڈتی رہتیں جب وہ نظروں کے سامنے

ہوتا تو اس کے چہرے کے ساتھ اسکی

آنکھیں بھی مسکراتی تھیں۔۔۔

اور یہی منظر سعد کو دنیا جہان کے تمام

نظروں سے حسین لگا کرتا تھا۔۔۔

لیکن خدا گواہ ہے تمہارے سے زیادہ "
میں تمہارے لیے آنکھیں بچھائے بیٹھا
ہوں کہ کب تم میری زندگی میں میری
صبح کی پہلی کرن بن کر آؤ گی---
تاکہ بغیر کسی روک ٹوک کے میں تمہیں
دیکھ سکوں اور چھو سکوں"

وہ اس کے بالوں کی لٹ پیچھے کرتے بولا

تو شرم سے زائشہ کے گال سرخ پڑ گئے

تھے--

"سعد آپ مجھے کبھی چھوڑ کر تو نہیں

جائیں گے نا"

اس نے معصومیت سے آنکھوں میں

کئی جگنو سموئے پوچھا---

"بھلا کوئی سانس لینا بھی چھوڑ سکتا

ہے"

اس نے زائشہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے

اسے جان نثار کرتی ہوئی نظروں سے دیکھ

کے کہا تھا۔۔۔

جس پر عائشہ کا دل خوشیوں سے بھر گیا

تھا۔۔۔

"آخر تمہیں کیوں کر لگا کہ میں تمہیں چھوڑ جاؤں گا کیا تمہیں میں ایسا لگتا ہوں"---

سعد نے اس سے شکوہ کرتے ہوئے پوچھا تو زائشہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا---

بالکل نہیں ساتھ ایسا سوچئے گا بھی "

مت سعد--

آپ پر تو مجھے پورا یقین ہے مگر اپنی

قسمت پر نہیں--

جو جب چاہے پلٹ جاتی ہے-

میں نے زندگی میں بہت محرومیاں دیکھی

ہیں اب خوشیاں ایک ساتھ مل رہی ہیں

تو سب سیراب سا لگتا ہے میں آپ کو

کھونے سے ڈرتی ہوں کہ اگر آپ بھی

مجھ سے دور ہو گئے تو زائشہ مر جائے

گی''...

وہ سرخ آنکھوں سے سسکتی ہوئے بولی تو

سعد نے تڑپ کر فوراََ آنسو صاف کیے تھے

اسکے اور زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا

تھا۔۔۔

آج زائشہ اور سعد کی مایوں تھی دونوں نے

ہی سفید لباس پہن رکھا تھا۔۔۔

چاروں طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی---

سارے باری باری آکر ان دونوں کو ابٹن

اپنا لگا کر جاتے--

زائشہ بہت خوش لگ رہی تھی آج اور

اسے دیکھ کر سعد بھی خوش تھا--

جبکہ صالحہ بیگم تو کئی بار اسکی نظر اتار چکی تھیں---

اسکی کمر اکڑ گئی تھی بیٹھے بیٹھے جب رمشہ اسکے لیے جوس لے کر آئی---

"یہ لو زائشہ جوس کتنا تھک گئی ہو تم"---

اس کی بات پر زائشہ نے حیران ہوتے

رمشہ کو دیکھا تھا کہ اب تک تو وہ اس کو

حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی اور آج

اس کے لئے جوس لے کر آئی تھی یہ

بات اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی---

"دیکھ رہی ہوں پی بھی لو"

نا نا کرتے ہوئے بھی رمشہ نے سارا

جوس زائشہ کو پلا دیا تھا۔۔۔

"کیا یہاں صرف لڑکیوں کی خدمت

کرنے کا رواج ہے دولہے کی کوئی ویلیو

نہیں"۔۔

سعد نے رمشہ کو مصنوعی غصے سے کہا

جو اس کی بات پر ہنس دی تھی--

آپ کی ہی تو اہمیت ہے آپ کی نہیں

ہوگی تو اور کس کی ہوگی وہ تو بس زائشہ

تھکن کا شکار تھی اس لئے اسے جوس دیا

"کیا آپ دیکھ نہیں رہے...

اسکی بات پر سعد نے زائشہ کے چہرے

پر غور کیا جس کے چہرے سے تھکن

واضح ہو رہی تھی---

اور اب تو اسے چکر آنے لگے تھے---

سعد نے اس کا خیال کرتے ہوئے اسے

اوپر جانے کا کہا تھا بلکہ خود ہی اسے اوپر

کمرے میں چھوڑ آیا تھا تاکہ وہ آرام کر لے--- جیسے ہی اس نے زائشہ کو بیڈ پر لٹایا تو وہ نیند میں چلی گئی تھی اور ساتھ ہی ضروری کال آنے پر وہ باہر نکل گیا تھا--

جیسے ہی وہ فون سننے لان میں آیا اسے

زائشہ کی کھڑکی میں کسی کا ہیولا دیکھا تھا اور

وہ یقیناً کسی آدمی کا ہی تھا گھر کے

سارے مرد تو باہر تھے تو پھر زائشہ کہ

کمرے میں کون تھا۔۔۔

وہ واپس بھاگا تھا وہاں ۔۔۔

رمشہ نے اسے سامنے سے آتے دیکھا تو

چونک گئی--

"ارے سعد تم یہاں مجھے تو لگا تھا تم

زائشہ کے کمرے میں ہو تم ادھر ہو تو

وہاں کون تھا"...

اسکی بات سنے بغیر وہ زائشہ کے کمرے

میں بھاگا تھا اور رمشہ کے چہرے پر

شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی تھی ---

جیسے ہی وہ زائشہ کے کمرے میں پہنچا

بالکنی سے کوئی نیچا کودا تھا ---

اور اسکے ساتھ گملا بھی گرا تھا وہ فوراً

بھاگ کر بالکنی میں گیا تو کوئی لڑکا بھاگ

کر گھر سے نکل رہا تھا۔۔۔

وہ اسکے پیچھے بھاگا مگر وہ ہاتھ سے نکل چکا

تھا۔۔۔

وہ واپس آیا تو زائشہ کو دیکھا جسکے بالوں کا

بھولوں والا ہیر سٹائل کھل کر بال بکھر

چکے تھے--

لپسٹک بھی ہونٹوں پر پھیل گئی تھی جبکہ

دپٹہ سر سے اتر کر بیڈ سے نیچے گر چکا

تھا---

سعد کا دماغ گھوم چکا تھا آخر یہ ہو کیا رہا

تھا۔۔۔

رات کو جب زائشہ کو ہوش آیا تو سعد رات

کی فلائٹ سے جا چکا تھا۔۔۔

جب کہ زائشہ اسکے بغیر ملے جانے پر

اداس ہو گئی تھی اسی بھی کیا مجبوری تھی

کہ وہ اسے ملے بغیر ہی چلا گیا تھا۔۔۔۔

"آپی آپ پریشان کیوں ہیں"

صبح جب وہ اداس بیٹھی تھی تو سعد کے

چھوٹے بھائی نے اس سے دریافت

کیا۔۔۔

"تمہارے بھائی مجھ سے ملے بغیر ہی چلے

گئے"...

وہ اداسی سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔۔

آپ فکر نہ کریں وہ جلد آ جائیں گے"

تب تک میں تو ہوں ہی آپ کے پاس

آپ کا چھوٹا بھائی آپ میرے ساتھ

چائے پی سکتی ہیں کیونکہ میں بھی کسی

ہنڈسم سے کم نہیں"---

اسنے شوخی سے کہتے بالوں میں ہاتھ پھیرا

تو زائشہ نے اسکی بات پر قہقہ لگایا تھا۔۔۔

جو بھی تھا اب ان سب کے رشتوں میں

سدھار آنے لگا تھا سعد کی وجہ سے وہ

سب کو عزیز ہوتی جا رہی تھی۔۔

****

آج شادی کے دن سعد آ ہی گیا تھا مگر وہ

زائشہ کو کچھ اکھڑا اکھڑا سا لگا تھا۔۔۔

اسنے سعد سے بات کرنے کی کوشش

بھی کی مگر وہ اسکے پاس سے گزر گیا تھا۔۔

آج اسکا دل کسی ناگہانی کیفیت کی وجہ

سے کرلا رہا تھا مگر وہ وجہ سے انجان

تھی--

اسے پارلر تیار ہونے کے لیے بھیج دیا گیا

تھا اور وہ سیدھی وہاں سے مارکی کے

برائڈل روم میں بھی پہنچا دی گئی تھی---

جیسے ہی برات آنے کا شور اٹھا سب لڑکیاں باہر کو بھاگی تھیں اور زائشہ کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی---

وہ آنے والے وقت کو سوچ کر مسکرا رہی تھی کیونکہ وہ اپنے من پسند شخص سے جڑنے والی تھی---

اس بات سے انجان کے اس کی قسمت

کیسے کایا پلٹنے والی ہے اور تقدیر کیسے اسکے

چہرے سے مسکراہٹ نوچنے والی ہے اور

مسکراہٹ نوچنے والا کوئی اور نہیں بلکہ

اسکی محبت ہوگی---

ابھی وہ انھی بیٹھی سوچوں میں گم تھی

جب ایک عجیب و غریب حلیے والا لڑکا

برائڈل روم میں آیا ---

وہ معصوم اس اجنبی کو وہاں دیکھ ڈر گئی

تھی جسنے اسے اپنی جگہ سے جھٹکے سے

اٹھایا تھا اور سینے سے لگایا تھا---

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے..."

وہ ڈرتے ہوئے نم آنکھوں سے خود کو

چھڑاتی ہوئی بولی---

"ارے بے بی مجھے کیسے بھول گئی تم

میں تمہارا بوائے فرینڈ زاد یار کیا ہوگیا ہے

ابھی مہندی والے دن مل کر ہی تو رات

"حسین کی تھی اتنی جلدی بھول گئی....

اسکی بے باک اور غلیظ باتوں پر اسکا جسم

منجمد ہو گیا تھا اور ٹانگوں سے تو جیسے

جان نکل گئی تھی اور آواز وہ تو جیسے گم

ہی ہو گئی تھی---

آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے---

رمشہ فوراً اپنی کامیابی دیکھ پریشان صورت

بنائے دلہا بنے سعد کے پاس گئی اور

اسے بتایا کہ کوئی لڑکا زائشہ کے برائڈل

روم میں گھس گیا ہے---

وہ فوراً وہاں لپکا تھا اور باقی باتیں اسنے خود

لڑکے کے منہ سے سنی تھیں---

"چھوڑو مجھے خدا کا واسطہ ہے چلے جاؤں

یہاں سے آج میری شادی ہے میری

زندگی تباہ مت کرو"...

وہ روتے ہوئے سسک سسک کر بولتی

باہر کھڑے سعد کی محبت کو بے موت مار

گئی تھی---

اس بات کے بعد کوئی گنجائش بچی ہی

نہیں تھی کہ وہ اسے جانتی نہ ہو---

کیا بات کر رہی ہو یار میں خود سعد ''''

سے بات کر کے دیکھوں گا وہ یقیناً میری

بات کو سمجھے گا اور ہم دو پیار کرنے والوں

کو الگ نہیں کرے گا..

ہم اس کو سچائی بتا دیں گے کہ ہم ایک

دوسرے سے پیار کرتے ہیں اور ایک

دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے"

اسنے زائشہ کو گلے لگائے ہی گردن کی کوئی

نس دبائی تھی کہ وہ اسکی باہوں میں

بے ہوش ہو گئی تھی---

جبکہ باہر کھڑا سعد خود پر ضبط کرتا اپنے

بڑوں کو بلانے گیا تھا جبکہ تب تک اس

لڑکے نے فوراََ بے ہوش زائشہ کو دپٹا

فرش پر پھینکا تھا اور اسے ساتھ والے

روم میں بیڈ پر لٹایا اور اسکی آستین پھاڑ

ڈالی تھی اسکی چولی کی---

اور لپسٹک بھی اچھی طرح بکھیر دی

تھی---

"میں تمہارے بغیر نہیں جی پاؤں گا"

وہ بے ہوش زائشہ کے زبردستی گلے لگ

کر بولا تو سعد جو باقی سب کو لے کر آیا تھا

ایک دم دروازہ کھولتا اندر آیا تھا اس کی

آنکھیں اس وقت خون رنگ ہو رہی تھیں

کہ جیسے کسی کو چیر پھاڑ دے گا---

وہ اس لڑکے کو زائشہ کے ساتھ بیڈ پر

لیٹا دیکھ وہ چیل کی طرح اس شخص پر

جھپٹتا تھا اور اسے بیڈ پر ہیے لٹا کر پے در

پے مکے برساتا چلا گیا اور اسے لہولہان

کر دیا تھا۔۔۔

بڑوں نے بہت مشکل سے اسے اس

لڑکے سے جدا کیا تھا جو بار بار زائشہ کا نام

لے رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھ کسی کے چلانے سے کھلی

تھی---آنکھیں کھلنے کے قابل ہوئیں تو

پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی کیونکہ

اسکا پورا ننھیال اس مارکی کے کمرے میں

جمع تھا---

اور وہ بیڈ پر کسی غیر مرد کے ساتھ نیم

بے ہوشی کی حالت میں تھی---

"میں کہاں ہوں"---"

اسنے سر پر ہاتھ رکھتے ہلکی سی سرگوشی

میں کہا---

"اٹھ کمبخت ہماری عزت رول کر پوچھ
رہی ہے کہاں ہے تو کرم جلی بلکل اپنی
ماں پر گئی ہے طوائف کہیں کی۔۔ جیسی
ماں عیسی بیٹی"۔۔۔
اسکی مامی نے رکھ کر اسکے منہ پر زناٹے
دار تھپڑ رسید کیا تھا جس سے اسکے ذہن

پر چھائی دھند لمحے میں چھٹ دی

تھی---

"مامی آپ کیا کہ رہی ہیں میں کچھ نہیں

جانتی کہ میں کہاں ہوں میں تو رمشہ کے

ساتھ تھی اور پھر وہ باہر چلی گئی

تو--"---

اسنے اپنے دکھتے سرخ گال پر ہاتھ رکھتے

کہا۔۔اور اپنے ٹوٹتے بدن کو سمبھالا۔۔۔

"نام مت لے اپنی گندگی زبان سے میری

بیٹی کا"...

وہ اسکے بال پکڑی دھاڑیں جو کراہ کہ رہ گئی

تھی۔۔۔

"آہہہ ماما"....

وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔ اسکی ماں بھی کونے میں سر جھکائے شرمندگی سے آنسو بہا رہی تھی---

"میں نہیں جانتا تھا زائشہ کے تم مجھے یوں دھوکا دو گی اگر اتنی تڑپ رہی تھی تم

منہ کالا کرنے کے لیے تو مجھ سے محبت

کا ناٹک کیوں کیا"---

اپنے منگیتر اپنی محبت کہ منہ سے یہ سن

کر وہ اپنے آپ کو ختم ہوتا محسوس کر رہی

تھی--

نہیں سعد ایسی بات نہیں ہے میرا"

یقین کرو میں نہیں جانتی یہ کون ہے میرا

یقین کرو پلیز میں تم سے سچی محبت کرتی

ہوں کسی اور کے بارے میں سوچ بھی

نہیں سکتی"----

وہ سسکتی ہوئے اسکے ہاتھ پکڑتی بولی

جسنے اسے جھٹک کر پیچھے پھینکا تھا۔۔۔

وہ اسکا برا حال کرتے اسے وہاں سے باہر

پھینکوا چکے تھے اور اب سعد زائشہ کی

طرف لپکا تھا۔۔۔

کیوں آخر کیوں کیا تم نے میرے ساتھ "

ایسا--

کیوں مجھ سے محبت کا ڈھونگ کیا جب تم

کسی اور سے پیار کرتی تھی--

کیوں مجھے اپنے جال میں پھنسایا بولو بھی

کیوں کیا---

اگر تم کسی اور سے پیار کرتی تھی تو میری

زندگی خراب کیوں کی مجھے اور میری محبت

کو اجاڑ کر اسکا مزاک کیوں بنایا۔۔۔

زائشہ مسلسل روتے ہوئے نفی میں سر

ہلا رہی تھی۔۔

اس کو ابھی بھی اپنے بات پر اڑے دیکھ

کر سعد کے غصے کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور

اس نے رکھ کر زائشہ کے منہ پر تھپڑ مارا

تھا کہ وہ بچاری اس بھاری بھرکم وجود کا

تھپڑ برداشت نہ کر پائی اور زمین پر گری

تھی منہ میں خون کا ذائقہ گھلتے ہوئے

محسوس ہوا تھا۔۔۔

آنسو نئے سرے سے جاری ہوئے

تھے۔۔۔

ایک کے بعد ایک زخم مل رہے تھے

اسے اپنی محبت سے۔۔

اس کو مارنے کے بعد بھی ساتھ کے

سینے کی جلن ختم ہونے میں ہی نہیں آ

رہی تھی آخر اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا

کہ جو سے بڑا دھوکا کیسے دے سکتی

ہے---

"بے شک تم دونوں کے درمیان کچھ

نہیں ہوا ہم وقت پر پہنچ گئے مگر میں تم

جیسی بدکردار لڑکی سے شادی کسی صورت

نہیں کروں گا تف ہے تم پر----"---

وہ نفرت سے اسکا منہ دبوچ کر بولا---

"ایسا مت کرو سعد میں مر جاؤں گی"---

ایک وہی تو اپنا تھا اسکا یہاں اگر اب وہ

بھی منہ موڑ جاتا وہ تو جیتے جی مر

جاتی---

میں شادی کروں گا بلکل کروں گا اسی"

تاریخ پر اگلے ماہ جس دن ہماری شادی

طے ہوئی تھی مگر تم سے نہیں بلکہ رمشہ

سے"...

وہ اسکے سامنے رمشہ کا ہاتھ تھامتے

بولا---

جو اسکی بات سن شرما گئی تھی---

اور زائشہ اسکی تو زندگی برباد ہو گئی تھی---

ہوش میں تو وہ تب آئی جب اسکی ماں

بے ہوش ہوتی نیچے گری تھی---

"ماما ماما خدا کے لیے ایسے مت کریں

میرے ساتھ"

افراتفری میں ان کو اٹھاتے وہ لوگ

ہاسپٹل کے لیے نکلے تھے--

جیسے ہی انہیں آئی سی یو میں لے جانے لگے زائشہ انکے ساتھ بڑھی تھی جب سعد نے اسے دور جھٹکا تھا۔۔۔

خبردار خبردار جو تم پھپھو کے ساتھ اندر بڑھی۔تمہاری وجہ سے آج وہ اس حال میں پہنچی ہیں شرم کرو کچھ زائشہ شرم کرو

ابھی بھی دیدہ دلیری سے ہمارے سامنے

کھڑی ہو تمہیں تو شرم سے مر جانا چاہیے

تھا"----

سعد اسے غصے سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا

دل تو اسکا کر رہا تھا کہ اسے اپنے ہاتھوں

سے دفن کر دے ---

"یو نو واٹ تمہاری کیا سزا ہے چلو میں

بتاتا ہوں تمہیں"---

وہ اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے باہر

گھسیٹنے لگا تھا اور رمشہ بھی اسکے ساتھ

بھاگی تھی دیکھنے کہ آخر سعد اسکو کیا سزا

دینے والا ہے---

"چھوڑو سعد خدا کے لیے مجھے چھوڑ دے

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو تم نے دیکھا

وہ سب جھوٹ تھا مجھے پھنسایا جا رہا

ہے----

تم تو مجھ سے پیار کرتے تھے نہ پھر کیسے

اتنی بے رخی برت سکتے ہو مجھ سے

"----

وہ اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی جا رہی تھی---

"پیار کرتا تھا اسی لیے تو تمہارے ہاتھوں

کٹھ پتلی بن گیا مگر اب محبت کا یہ پردہ

میری آنکھوں سے اتر چکا ہے اور اب بچی

ہے تو صرف شدید نفرت وہ بھی تمہارے

وجود سے''....

وہ اسے گاڑی میں پچھلی سیٹ کر پٹک

کے بولا---

رمشہ اسکے ساتھ فوراً آگے بیٹھی تھی---

سعد کہاں لے جا رہے ہو اسے اسکی"
وجہ سے آج ہم کسی کو منہ دکھانے کے
قابل نہیں رہے"---
رمشہ نے سعد کے دل میں اور آگ
بھڑکانی چاہی تھی--

وہ چاہتی تھی کہ سعد صرف اسے چاہے

اسکا بن کے رہے اسی لیے تو اسنے اتنا بڑا

کھیل کھیلا تھا اور اپنی کزن کی عزت کی

پروا تک نہ کی تھی---

زائشہ نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی

کوشش کی جو سعد بند کر چکا تھا گاڑی تیز

رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی---

گاڑی گھر کے آگے رکتے دیکھ اسے کچھ

سکھ کا سانس آیا تھا ورنہ تو وہ سمجھی تھی

کہ سعد اسے کسی ویرانے میں پھینک

آئے گا۔۔۔

"نکلو باہر"۔۔۔

اسنے بازو سے دبوچتے زائشہ کو باہر نکالا اور گھسیٹتے ہوئے لان کے پیچھے کی طرف بڑھا

جہاں ایک پرانا بوسیدہ کمرے میں جا پہنچا

جہاں وحشت زدہ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ

سجھائی نہ دیتا تھا۔۔۔

"سعد یہ کیا کر رہے ہو یہاں مت چھوڑو

مجھے میں مر جاؤں گی..."

سعد کے دروازہ بند کرنے پر وہ زخمی

ہتھیلیوں پر بوجھ ڈالتی کھڑی ہوئی اور فوراً

دروازے کی طرف بڑھی جسکی کھڑکی سے

باہر نظر آ رہا تھا۔۔۔

"زائشہ تمہاری یہی سزا ہے کہ تم اپنی

ماں سے یہاں دور تڑپو اور سسکو اور سب

سے اہم بات اپنی شادی کے دن میں

تمہیں خود یہاں سے باہر نکالوں گا اور

تمہاری آنکھوں کے سامنے رمشہ سے

شادی کروں گا "...

اسنے رمشہ کا ہاتھ تھامتے کہا تو زائشہ کی

آنکھوں میں مرچیاں بھرنے لگیں---

تم غلط کر رہے ہو سعد بہت غلط جب"

تم سچ جان جاؤ گے تو بہت پچھتاؤ گے

مجھ سے معافی بھی مانگو گے تو معاف

نہیں کروں گی میں...."

وہ زخمی دل سے آنسو بہاتی ایک ایک لفظ

درد کی شدت سے ادا کرتی بولی---

"دھوکہ دینے والوں کے یہ باتیں زیب

نہیں دیتیں زائشہ...

اب انہیں پتہ چلے گا کہ کسی کی محبت کو

پیروں تلے روندھنا اور عزت کی دھجیاں اڑانا

....''کہتے کسے ہیں

وہ ظالم سفاکیت کی ہر حد پار کرتا بولا تو

زائشہ کو اپنے دل میں درد اٹھتا ہوا محسوس

ہوا تھا جو جان لیوا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ

اس سے کتنی محبت کرتی تھی پھی بھی

اس پر بہتان لگا رہا تھا یہ بات زائشہ کا

دل چیر رہی تھی---

****

رمشہ کی مسکراہٹ سے وہ جان گئی تھی

کہ سب کیا دھرا رمشہ کا ہی ہے---

لیکن افسوس اسے اس بات کا تھا کہ
اس نے محبت کے لئے ایک غلط شخص
کا انتخاب کیا تھا جو اس پر یقین بھی نہ کر
پایا تھا وہ خود کو جتنا کوستی اتنا کم تھا پھر
آخر وہ دن بھی آہی گیا تھا جب اسکی اور

سعد کی شادی کہ تاریخ تھی مگر وہ شادی

رمشہ سے کرنے لگا تھا۔۔۔

رمشہ سجی سنوری ہال میں بیٹھی تھی

جب سعد اسے چھوڑ کر زائشہ کو لینے گیا

تھا۔۔۔

جس کا حال اس ایک ماہ میں بدتر ہو چکا

تھا۔۔

وہ بس اسے اپنی شادی میں لاکر یہ

احساس دلانا چاہتا تھا جس احساس سے وہ

گزرا تھا وہ اسے اس تڑپ کا مزہ چکھانا

چاہتا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ آج

ان سب کی قسمت بدلنے والی ہے---

اس نے زائشہ کو ہال میں لے جاتے

جھٹکے سے چھوڑا تھا اور خود جا کر سٹیج پر

بیٹھ گیا اور مولوی صاحب کو نکاح پڑھانے

کا کہا تھا---

اس کے سامنے اس کی محبت کسی اور
کے نام ہو رہی تھی اس سے بڑھ کر
زائشہ کے لیے تکلیف دے بات کیا ہو
سکتی تھی---

وہ چاہ رہی تھی کہ خود کو ختم کر لے مگر
خودکشی حرام تھی---

وہ یہ بھی نہیں کر سکتی تھی وہ نہایت

بزدل ٹھری تھی---

"اپنی محبت کو کسی اور کے نام ہوتے

دیکھنا بھی بڑے ظرف کی بات ہے پچ پچ

پچ خاص کر تب جب آپ کی محبت نے

آپ کو دھوکا دیا ہو۔

کیا تم یونہی چپ چاپ کھڑی رہوں گی کیا

بدلہ نہیں لینا چاہو گی اس سے---

جس نے تمہیں تمہاری ماں سے ملنے بھی

نہیں دیا..."

اپنے پاس سے ابھرتی سرد سی سرگوشی

سے اس کے حواس معطل ہو گئے تھے

اسنے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا تو نہایت

شاہانہ انداز میں اس کے پاس ایک وجیہہ

مرد کھڑا تھا---

جس کی شخصیت پوری محفل پر چھا

جانے والی تھی---

"بدلہ لینا چاہو گی"

وہ ایک بار پھر پر اسرار سی سرگوشی

کرتے ہوئے بولا۔۔

"کیسے"

اس کے منہ سے سرگوشی کے انداز میں

نکلا تھا۔۔۔

اسے حامی بھرتے دیکھ اس شخص کے

چہرے پر سرد سی مسکراہٹ کا اضافہ ہوا

تھا۔۔۔

"مجھ سے شادی کرکے۔۔۔"

اور یہ سنتے ہی زائشہ کے اردگرد دھماکے

ہونے لگے تھے۔۔۔

***

شادی "--"

اس کے منہ سے کانپتے ہوئے لفظوں

میں نکلا---

"ہاں شادی ایک شادی ہی وہ واحد حل
ہے جس سے تم اس خاندان سے بھرپور
طریقے سے بدلہ لے سکتی ہو...."
وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا تو وہ
حیرت سے آنکھیں کھولتے اس کی شکل
تکنے لگی تھی--

لگاتار رونے کی وجہ سے اسکی سرخ ناک

اور شدت سے کانپتے ہوئے لب بری

طرح اس شخص کو اپنی طرف متوجہ کر گئے

تھے اس نے بمشکل ہی اس نازک حسینہ

سے اپنی نظریں ہٹائی تھیں۔۔۔۔

"لیکن میں اپنوں سے بدلہ کیسے لے سکتی ہوں"...

وہ سسکتے ہوئے سامنے اپنے ستمگر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی---

"جو اپنوں کی دنیا اجاڑ دیں وہ اپنے نہیں

کھلاتے بلکہ آستین کے سانپ کھلاتے

ہیں---

اور تم ان سے بدلہ لینے کی وجہ جاننا چاہ

رہی ہو جنہوں نے تمہاری ماں کو اتنے

برے حال میں قید کر رکھا ہے"....

وہ اس پر گہرا طنز کرتا ہوا بولا تو وہ اس کی

طرف دیکھتی تڑپ اٹھی تھی بھلا اسے

اس کی ماں کی کیا خبر اسے تو اس سب

سے لا علم رکھا گیا تھا----

"کیا مطلب کیا کیا ہے ان لوگوں نے

میری ماما کے ساتھ"----

وہ بے ساختگی میں ہی اس کا بازو

جھنجھوڑ کر بولی تو اس نے ایک گہری نظر

اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ پر ڈالی

تھی-----

کچھ کہے بغیر اس نے اپنا برینڈڈ سیل
فون نکالا تھا اور اس کے سامنے ویڈیو پلے
کر دی تھی--
جس میں صالحہ بیگم کو رسیوں سے باندھا
گیا تھا جبکہ ان کا چہرہ نہایت زخمی دکھایا
گیا تھا--

یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

گئیں دل شدتِ غم سے پھٹنے کو ہوا

تھا اور وہ درد اور حیرت کے مارے چیخ تک

نہ پائی تھی----

آنسوؤں کی برسات ٹپ ٹپ کر کے اس

کے چہرے پر بکھرتی چلی گئی تھی----

"اتنا بڑا ظلم اتنا بڑا دھوکہ آخر یہ سب

میری ماں کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے

ہیں---

سعد تو ماما کو پھپھو کی بجائے ماں سمجھتا

تھا تو پھر وہ ان کے ساتھ ایسا ظالمانہ

سلوک کیسے کر سکتا ہے----

انہیں ایسی غلطی کی سزا دی جا رہی ہے

جو میں نے کی ہی نہیں"...

وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی

بے گناہی کا یقین دلاتے ہوئے بولی جیسے

وہ انجان شخص اس کی بات کا یقین کر

لے گا...

اس نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے

ہوئے اپنا فون اس کے ہاتھ سے چھین

لیا تھا اور سامنے بیٹھے سعد کو دیکھنے لگا

تھا----

"یہ آستین میں چھپے سانپ ہی گرگٹ کی

طرح رنگ بدلتے ہیں تم نہیں سمجھو گی اور

تمہاری ماں کو ان کی قید سے صرف ایک

شخص ہی رہائی دلا سکتا ہے اور وہ میں

ہوں---

اس کے لئے تمہیں مجھ سے شادی کرنی

پڑے گی بولو کرو گی--

کیا منظور ہے تمہیں؟؟؟؟

اس نے زائشہ کی آنکھوں میں اپنی سرد نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اس کے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔

کیا وہ اس خاندان سے بدلہ لینے کے لئے

ایک اجنبی شخص سے شادی کر سکتی

تھی.....

اس نے انجان شخص کو دیکھتے ہوئے

اپنے ڈرے سہمے دل میں سوچا---

..کیا یہ شخص اس کی مدد کر پائے گا

ایسے لاکھوں سوال تھے جو اس کے ذہن

میں اٹھ رہے تھے ..یقیناً یہی شخص

اس کی مدد کر سکتا تھا اور اس کی ماں کو

رہائی دلوا سکتا تھا۔۔۔

اس کو ایک نظر دیکھنے سے ہی اندازہ ہو
جاتا تھا کہ وہ کتنے اعلی خاندان کا امیر
شخص ہے-- ضرور وہ کوئی جانی مانی
شخصیت تھا- اس لیے یہاں موجود لوگ
اسے مڑ مڑ کو دیکھ رہے تھے-

زائشہ کے آگے کنواں پیچھے کھائی تھی

لیکن اس سب میں اس نے اپنی ماں کو

چنا تھا اور اس نے آنکھیں میچ کر آنسو

ضبط کرتے ہوئے ہاں کہہ دی تھی---

جب اسکے اپنوں نے اسے اپنا نہیں سمجھا
تو وہ بھی اب کی بار انکو معاف نہیں
کرنے والی تھی---

اپنا من پسند جواب سن کر اس مغرور
شخص نے اشارہ کیا تھا اور دو لڑکیاں فوراً
جن کی طرح اس کے پاس حاضر ہوئی

تھیں۔۔۔ دس منٹ ہے تمہارے پاس

اسے تیار کر کے لاؤ اگر ایک منٹ بھی

اوپر ہوا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی

تم دونوں۔۔۔

اس کی بات سنتے زائشہ بھی ڈر گئی

تھی۔۔۔ مگر وہ لڑکیاں تب تک اسے لے

کر جا چکی تھیں۔۔ اس کے جاتے ہی

اس شخص کی آنکھوں کا رنگ تیزی سے

سرخ ہوا تھا۔۔۔

اب تم لوگوں کو مجھ سے کون بچائے گا"

چچ چچ چچ"۔۔۔۔

دستگیر شاہ سے بچنا کسی عام انسان کے

بس کی بات نہیں۔۔۔ تم لوگوں کے

قدموں سے زمین کب نکلی تم لوگوں کو پتہ

بھی نہیں چلے گا۔۔۔"

وہ ان کو دیکھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں

سوچ رہا تھا...

رمشہ سے اجازت پینے کے بعد اب مولوی

صاحب سعد سے اجازت لے رہے تھے۔

سعد نے جیسے ہی قبول ہے کہنا چاہا تو

اس کی نظریں سامنے حال میں گھومیں

تھیں۔۔

مگر اسے کسی بھی طرف زائشہ نظر نہ آئی

تھی جسے دیکھ اس کے ماتھے پر سلوٹیں

ڈلی تھیں---

"یہ کہاں گئی"...

اس نے دل ہی دل میں سوچا..

مگر اپنے ابو کے کندھے ہلانے پر اس

نے فوراً قبول ہے کہا تھا اب اس نے

فیصلہ کیا تھا تو اسے اس پر قائم بھی رہنا

تھا۔۔۔

دعا کے بعد سب ایک دوسرے کو

مبارکباد دینے لگے تھے۔۔ رمشہ کے

چہرے سے مسکراہٹ تھی کہ جا ہی نہیں رہی تھی--

جب کہ سعد کی نظریں ابھی بھی حال میں ہی گردش کر رہی تھیں--

اسے ڈھونڈنے سے بھی زائشہ کہیں نظر

نہیں آرہی تھی جو کہ اس کے غصے کا

باعث بن رہا تھا۔۔۔

اسے زائشہ کو ڈھونڈتے دیکھ دستگیر شاہ

کے پورے جسم میں سکون کی لہر دوڑ گئی

تھی

۔۔۔

جن لوگوں نے اس معصوم کے چہرے

سے مسکراہٹ چھین لی تھی اور اب وہ

پل میں ہی ان سب کے چہروں سے

مسکراہٹ نوچنے والا تھا۔۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے مضبوط کا دم لیتے

ہوئے اسٹیج پر آیا تھا جہاں سب اسے

دیکھ کر حیرت کا شکار ہوئے تھے کہ وہ
کون اجنبی شخص یوں ان کے درمیان چلا
آیا تھا سٹیج پر---

لیکن سعد کے ابو حماد صاحب فوراً اسے
پہچان گئے تھے انھوں نے اکثر اسے نیوز
میں دیکھ رکھا تھا یہ بزنس کی دنیا کا بے

تاج بادشاہ کوئی اور نہیں بلکہ دستگیر شاہ

تھا---

جو پورے پاکستان پر چھایا ہوا تھا جس

کے ساتھ ایک بھی ڈیل ہوجاتی تو بندے

کی زندگی سنور جاتی تھی---

وہ سب حیرت زدہ سے اسے دیکھ رہے

تھے کہ اسکا یہاں کیا کام---

حماد صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کو

اشارہ کیا جس کی خود کی آنکھوں میں واضح

حیرت تھی وہ بھی اس کو پہچان چکے

تھے---

کمال ہے سعد صاحب بیوی کے پہلو "

میں ہوتے ہوئے شوہر کی نظریں کسی اور

کو تلاش کریں یہ شوہر کو زیب نہیں

دیتا"---

اس کے اتنے گہرے طنز پر سعد نے

اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا--

آخر وہ شخص تھا کہ وہ جو اسے یوں بات

کر رہا تھا---

"کیا مطلب ہے تمہارا"...

سعد نے دانت پیس کر کہا تو اس کی بات

پر سامنے کھڑے دستگیر شاہ کے چہرے

پر طنزیہ مسکراہٹ جھلملائی تھی-- جیسے

وہاں کھڑی کئی لڑکیوں کے دل ڈگمگا گئے

تھے۔۔۔

اسے آگے بڑھتے دیکھ حماد صاحب نے

اور ان کے چھوٹے بھائی نے فوراً اس کو

بازو سے پکڑا تھا۔۔۔

"چچ چچ لگتا ہے پسند کی شادی نہیں

تمہاری جبھی تمہاری نظریں کسی اور کی

متلاشی ہیں"....

یہ بات رمشہ کی انا پر کاری وار تھی جسکا

شوہر اسکے ہوتے کسی پرائی لڑکی کو یاد کر

رہا تھا---

سعد کو زائشہ کو ڈھونڈتے تو اسنے بھی دیکھا

تھا مگر آج وہ اپنی حالت کی وجہ سے

خاموش تھی وہ کسی صورت اپنا اصل رنگ

دکھا کر سعد کو نہیں کھو سکتی تھی۔۔۔

اسکے اتنے گہرے وار پر سعد بلبلا گیا تھا

اور اسنے دستگیر شاہ کا گریبان پکڑا تھا۔۔ جو

سوٹڈ بوٹڈ نک سک سا تیار ہوا کوئی یونانی

دیوتا لگ رہا تھا---

"سعد ہوش میں آؤ یہ تم کیا کر رہے ہو"

کیا جانتے بھی ہو یہ کون ہے یہ دنیا کے

بزنس کے بے تاج بادشاہ دستگیر شاہ ہیں

میں نہیں چاہتا کہ تمہیں میں اس عمر

میں کھو دوں خدا کا واسطہ مت کرو کچھ

ایسا جسے ہم سہ نا پائیں---"..

وہ اسے چھڑاتے ہوئے بولے جو خونخوار

نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا---

دستگیر شاہ کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے"

والا آج تک زندہ نہیں بچہ لیکن تمم..."

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا حماد صاحب

گڑگڑائے تھے۔۔۔

"سر معاف کر دیں نادان ہے یہ"...

وہ فوراً آگے آتے ہاتھ جوڑتے بولے تو سعد

تڑپ گیا تھا۔۔۔

دستگیر شاہ نے مسکراتے ہوئے ایک نظر ان کے جڑے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر سعد کو۔۔۔

دستگیر شاہ کے گریبان تک پہنچنے والا " ہاتھ کبھی سلامت نہیں رہا نہ جان لیکن

آج تمہیں اپنی دلہن کے صدقے معاف

کرتا ہوں---

اپنی دلہن کے سر کا صدقہ کا سمجھ کر

"تمہاری جان بخش دی میں نے....

اس کی بات پر سعد جل کر خاکستر ہو گیا

تھا----

اگر آپ کو کوئی اعتراض نہیں تو آج ''''
میں اپنا نکاح بھی یہاں ہی کرنا چاہتا
ہوں...
''کیا کوئی مسئلہ تو نہیں آپ لوگوں کو

اس نے بارعب لہجے میں کہا تو حمدان

صاحب اور انکے چھوٹے بھائی نے فوراً

نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

کوئی مسئلہ نہیں سر آپ یہاں نکاح"

کریں یا شادی ہمیں کوئی اعتراض نہیں

بلکہ ہمارے لیے تو اعزاز کی بات ہے کہ

...''آپ ہمارے بچے ہیں

آوہ خوش آمدید لہجے میں بولے---

دستگیر شاہ ان کا دوہرا روپ دیکھ کر''

تاسف سے سر ہلا گیا اور جب بولا تو اس

کے لہجے میں دنیا فتح کر لینے کی سرشاری

تھی اور آنکھوں میں سب جیت لینے کا

نشہ---

"میری دلہن کو لے کر آؤ"....

اس کہ لفظوں سے سعد کے دل میں پتہ

نہیں کیوں چبھن ہوئی تھی--

جیسے ہی اس نے سامنے سے آتی دلہن کو
دیکھا تو ٹھا ٹھا کر کے سارے خاندان
والوں کے سر پر دھماکے ہونے لگے تھے
کیونکہ دلہن کوئی اور نہیں بلکہ ان کے
گھر کی لڑکی زائشہ تھی---

جیسے ہی اسے اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا تو
دستگیر شاہ کسی بادشاہ کی طرح آکر اس
کے پہلو میں بیٹھا تھا اور مولوی صاحب
کو نکاح پڑھانے کا کہا تھا۔۔۔۔
" اے لڑکی تم یہاں کیا کر رہی ہو تم
جیسی نیچ ذات لڑکی کی یہاں کوئی جگہ

نہیں میرے بیٹے کو دھوکا دے کر اب یہ

امیر آدمی پھانس لیا ہے--

تو چل یہاں سے نکل یہاں تیری کوئی

جگہ نہیں"...

بڑی مامی غصے سے اس کا بازو دبوچ کر

اسے کھڑا کرتی بولی جس کے باعث اس کی

آنکھوں میں تکلیف کی شدت سے آنسو

آگئے تھے---

اےےےے دووور--- میں نے""""

کہا ہاتھ دور ہمت بھی کیسے کی میرے

ہونے والی بیوی کو اپنے غلیظ ہاتھ لگانے

کی---

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ میرے ہونے

والی بیوی کو ہاتھ لگاؤ---

شکر مناؤ تم عورت ذات ہو اور عورت

سے منہ ماری کرنا دستگیر شاہ کو پسند نہیں

ورنہ یہیں سب کے سامنے تمہیں اسی

زمین میں گاڑ دیتا''....

وہ بڑی مامی کا ہاتھ غصے سے جھٹکتے

ہوئے اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ ان کو اپنی

رگیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اور وہ

لڑکھڑا کر پیچھے کو گری تھیں جنہیں سعد

نے بمشکل سنبھالا تھا۔۔۔

وہ اندر سے پوری طرح ڈر گئی تھیں---

وہاں کھڑا ہر شخص جان گیا تھا کہ دستگیر

شاہ ایک چلتی پھرتی دہشت ہے جس

سے کوئی بھی انسان پنگا نہیں لے سکتا

ورنہ بے موت مارا جاتا---

انھیں معاف کرنے کا کہہ رہی تھی" "

انھیں"---

وہ ایک ایک کی طرف نفرت سے اشارہ کرتا

بولا---

"تم نے شکلیں دیکھی ہیں ان کی کوئی

ایک بھی رحم کے قابل نہیں ہے کھڑے

کھڑے ان سب کے سینے میں گولیاں

اتار دینی چاہیے..

ان سب کو میں تمہاری وجہ سے برداشت

کر رہا ہوں "---

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں

گاڑے بولا تو وہ تھوک نگل کر رہ گئی ---

وہ ابھی تک حیرت زدہ تھی اور بے یقینی

سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو پہلی

دفعہ اس کی ڈھال بنا تھا۔۔۔

زندگی میں شاید ہی کوئی ایسا پل آیا ہو

جب اس نے خود کو محفوظ محسوس کیا ہو

لیکن آج وہ پل آگیا تھا۔۔

"زائشہ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو"....

سعد بلبلایا تھا اور اسکے ماموں نے بھی اسکی

ہاں میں ہاں ملائی تھی---

"جیسے آپ کر سکتے ہیں جب آپ کر

سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں"...

وہ اسے شکوہ کن نگاہوں سے دیکھتی ہوئی

بولی---

"مولوی صاحب نکاح پڑھانا شروع کریں

اب اگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی بولا تو

اگلی گولی اسکے سینے میں اتاروں گا

میں"...

وہ گن لوڈ کرتے ہوئے بولا---

اس کی بات پر فوراً مولوی صاحب نے

نکاح پڑھانا شروع کیا تھا جیسے ہی زائشہ

نے قبول ہے کہا تھا اس کے چہرے پر

فتح

بھری مسکراہٹ چھا گئی تھی جبکہ زائشہ

کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

نکاح نامہ پر سائن کرتے وقت اس کے

ہاتھوں بری طرح کانپ رہے تھے---

آخر کار اپنی ماں کے لیے اس نے اپنی

زندگی ایک اجنبی شخص کے نام کر دی

تھی--

جسے وہ جانتی تک نہیں تھی اور ابھی کچھ

ہی دیر پہلے ملی تھی---

دستگیر شاہ نے بھی خوش ہوا سے اپنے

نکاح میں لیا تھا۔۔۔

"مبارک ہو سالے صاحب "

نکاح پورہ ہوتے ہی دستگیر شاہ نے

کھڑے ہوتے سعد کے کندھے پر تھپکی

دیتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

تھا۔۔۔

اچانک سعد کو اپنے دل کی دنیا اجڑتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی اچانک اپنے دل میں

شدت سے خسارے کا احساس ہو رہا

تھا۔۔۔

"آخر تم نے ایسا کیوں کیا..."

سعد نے لب بھینچ کر اپنا غصہ ضبط

کرتے ہوئے زائشہ کو انگارہ ہوتی نگاہوں

سے دیکھتے ہوئے پوچھا---

" یہ اسی زیادتی کا بدلہ ہے جو آپ نے

میرے ساتھ کیا---

کتنا کہا تھا میں نے کہ میں بے قصور

ہوں میری کوئی غلطی نہیں---

مگر آپ لوگوں میں اسے کسی ایک نے

بھی میری بات کا یقین نہیں کیا تھا"...

اس نے روتے ہوئے ایک ایک پر نظر

ڈالتے ہوئے کہا---

مگر آپ جانتے ہیں میں اپنا حساب اپنے

رب پر چھوڑ چکی ہوں آپ سب سے

انتقام میرا خدا لے گا۔۔۔

اور مجھ جیسے کوئلے کو چھوڑ کر آپ نے "

جس ہیرے کو اپنایا ہے اس کی اصلیت

بھی آپ کے سامنے جلد آ جائے گی۔۔

پھر آپ کی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر پچھتانے کا
بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
کیونکہ میں جان گئی ہوں آپ نے کبھی
مجھ سے سچی محبت کی ہی نہیں کیونکہ
محبت کرنے والے شک نہیں کیا
کرتے۔۔۔

اور آپ جیسے وعدہ توڑنے والوں کی یہی

سزا ہے کہ وہ محظ اپنی آنکھوں سے چاپنا

خسارہ دیکھیں---"

وہ آنسو بہاتی سرخ آنکھوں سے ایک ایک

لفظ دانت پیستے پہلی بار اسے اس انداز

میں طنز کرتے ہوئے بولی کہ سعد کو دھچکا

لگا تھا کہ آخر وہ پل میں ہی اتنی کیسے بدل گئی تھی۔۔۔

دستگیر شاہ اپنی شیرنی میں اپنا عکس دیکھ غرور سے مسکرا دیا۔۔۔

وہ سعد جس نے زائشہ کو ایک ماہ سے قید کر رکھا تھا۔۔۔آخر اس ڈرپوک سی معصوم

زائشہ کو اتنی شہ کیسے مل گئی تھی--- یا شاید اپنے نئے نئے شوہر سے ملی تھی---

*****

اپنی میڈم کو زرا ریسٹ روم میں لے کر جاؤ

میں اپنے سسرالیوں سے زرا بات چیت

کر لوں"...

وہ پینٹ کی پوکٹس میں ہاتھ ڈال کر گردن

ترچھی کرتے بولا تو وہی دو لڑکیاں فوراً

اسے وہاں سے لے گئی تھیں---

"سنا ہے آپ نے میری بیوی کے ساتھ

پہلے بہت برا برتاؤ کیا ہے"-----

وہ انکے گرد چکر کاٹتے سرد انداز میں بولا تو

حماد صاحب نے بمشکل تھوک نگلا----

"ہمیں معاف کر دیں سر آئندہ ایسا

نہیں ہو گا"....

حمدان صاحب گھگھیا کر بولے---

آئندہ کی نوبت تو تب آئے گی نہ جب"

....میں اسے آپ کے پاس چھوڑوں گا"

وہ انہیں طنزیہ انداز میں دیکھتے بولا تو اسکے

انداز پر سعد نے ضبط کرتے مٹھیاں

بھینچی تھیں---

سب اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگے

تھے---

کیونکہ میں اسے رخصت کر کے آج ہی"

لے جا رہا ہوں...."

اسنے ایک اور دھماکا کیا تھا ان پر----

کیاااا"سب حیرت سے بولے---"

رمشہ کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی

تھی اسنے سعد کو اسلیے چوز کیا تھا کہ وہ

اسکے پہلے بوائے فرینڈز سے امیر اور گڈ

لکنگ تھا مگر یہاں تو کایا ہی پلٹ گئی

تھی---

اسنے زائشہ سے جسکو چھینا تھا وہ تو دل

سے تھا ہی اسکا لیکن اب وہ اس سے

کئی زیادہ امیر کبیر گھرانے کے امیر زادے

کی بیوی بن گئی تھی---

یہ بات اسے راکھ کر رہی تھی۔۔۔وہ غصے

سے مٹھیاں بھینچتی سب سے نظر بچا کر

ریسٹ روم کی طرف گئی۔۔۔

"میری بیوی کی بے عزتی کرنے والے

اسے قید کر کے رکھنے والوں کو کیسے بخش

دوں میں"....

وہ ہاتھوں کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھتا پر سوچ انداز میں انہیں بری طرح دہلا گیا تھا۔۔۔

وہ گھر والے سوچ رہے تھے کہ آخر زائشہ نے کس بلا کو انکے پیچھے لگا دیا تھا۔۔۔

"خاص کر آپ بہت برا سلوک کرتی رہی

"ہیں مہری بیوی کے ساتھ

دستگیر شاہ چھوٹی مامی کو آنکھوں ہی

آنکھوں سے گھورتے بولا تو وہ ڈر کر اپنے

شوہر کے پیچھے ہوئیں---

اس بندے ہی دہشت سے تو وہاں کھڑا

ہر شخص ہی ڈر رہا تھا۔۔۔

"آئندہ ایسا نہیں ہوگا یقین کریں۔۔۔"

وہ ایک بار پھر بولے تھے۔۔۔

"ہاہاہا اچھا مزاق کر لیتے ہیں آپ بھی

لیکن میں اسکو آپ جیسے درندوں میں چھوڑ

کر نہیں جاؤں گا خاص کر ان لوگوں میں

جو اپنا ایمان بیچنے کی بھی صلاحیت رکھتے

ہوں''....

وہ انہیں دیکھتا گہرا طنز کرتے بولا تو انہوں

نے بمشکل تھوک نگلا تھا اسکی آنکھوں کی

تپش انہیں جلا رہی تھی---

لیکن آپ لوگوں کی جان بخشی کا ایک"

"موقع میں آپ کو فراہم کر سکتا ہوں

وہ جھٹکے سے اٹھتا ہوا بولا تو وہ دونوں

بھائی فوراً بولے تھے--

"وہ کیا"....

اگر آپ لوگ اسکی ماں یعنی اپنی بہن کا"
خاص خیال رکھیں تو آپ کی جان بخشی کی
جا سکتی ہے لیکن اگر مجھے زرا بھنک بھی
لگی کہ انکے ساتھ زرا سی بھی بدلحاظی سے
پیش آیا جا رہا ہے تو آپ کے قدموں تلے

آسمان سے سر اور زمین کھینچنے سے

لمحہ لگے گا مجھے میں ہٹانے"...

وہ چٹکی بجاتا بولا تھا---

"ایسا نہیں ہو گا ہم صالحہ کا بہت خیال

رکھیں گے بے فکر رہیں"---

زائشہ کے دونوں ماموں فوراً سے بیشتر

بولے تھے۔۔۔

"میری نظریں آپ پر ہی رہیں گی"۔۔۔

وہ انہیں گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔

اور تم ,تمہیں یقیناً کچھ ہی دنوں میں"

اندازہ ہو جائے گا کہ کتنا بڑا خسارہ اٹھایا

ہے تم نے اپنی زندگی میں اور میرا کتنا بڑا

فائدہ کر دیا ---

کیونکہ میں اور زائشہ آج ہی ملے تھے

تمہاری شادی میں اور دیکھو کیا سے کیا ہو

گئے۔۔۔

وہ تو مجھے جانتی تک نہیں تھی لیکن میں

نے اسے تم سے بدلہ لینے کی ایک راہ

دکھائی اور دیکھو آج وہ میرے ساتھ

ہے..."

وہ تمسخرانہ انداز میں بولا تو سعد کی آنکھوں

میں مرچیاں بھرنے لگیں---

"لیکن تمہارے آنے سے پہلے ہی اسکا

کردار خراب.."

اس سے پہلے کے سعد اپنی بات مکمل کرتا

دستگیر شاہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

تھا اور اتنی زور کا دبوچا تھا کہ سعد کراہ اٹھا

تھا۔۔۔

"نا نا نا بیٹا نا غلطی سے بھی میری بیوی

کے کردار کے بارے میں بات مت کرنا

کیونکہ مجھے اس پر پورا یقین ہے تمہاری

طرح اس سے دکھاوے کی محبت نہیں کی

میں نے----

اور اور اور ہر دفعہ آنکھوں دیکھا سچ نہیں

ہوتا یہ تمہیں جلد سمجھ میں آجائے گا مگر

تب تک دیر ہو چکی ہو گی..."

وہ سرخ آنکھوں سے کہتا ریسٹ روم کی
طرف جا چکا تھا جبکہ سعد کو اپنا آپ پتہ
نہیں کیوں خالی ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
آنسو کا ایک قطرہ اسکی آنکھ سے نکل کر
چہرے پر گرتا اسکی شکست واضح کر گیا
تھا۔۔۔

****

زائشہ جو ریسٹ روم دستگیر شاہ کا انتظار کر

رہی تھی---

دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلنے پر پلٹی تو

رمشہ کو دروازے میں کھڑا پایا---

جو خونخوار آنکھوں سے اسی کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔ اسے خطرناک تیوروں سے اپنے

پاس آتے دیکھ زائشہ اپنی جگہ سے کھڑی

ہوئی تھی

۔۔۔

تمہم تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری "

شادی خراب کرنے کی تمہاری وجہ سے

میرا سب سے اہم دن برباد ہو کر رہ

گیا...."

وہ غصے سے دانت پیستی ہوئی زائشہ کا

ہاتھ دبوچ کر بولی یہاں تک کہ اس کے

ناخن زائشہ کے بازو میں دھنسنے لگے

تھے---

"سسس"

درد کے مارے زالشہ کی سسکی نکل گئی

تھی----

"چھوڑیں میرا بازو"....

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی بولی----

"واہ بھائی ایک امیر زادے سے شادی
کرنے کے بعد تم میں بھی تیور آگئے ہیں
بھول گئی ہو ساری عمر میری اترن پہنتی
آئی ہو..."

وہ اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں ہاتھ

باندھ کر بولی مقصد صاف اسے اس کی

اوقات یاد دلانا تھا۔۔۔

"ہنہ وہ پہلے کی بات ہے آپی مگر اب

شاید آپ بھول رہی ہیں کہ میرے پیار کی

اترن میں نے آپ کو دے دی ہے....

جس کے ساتھ شاید آپ کو ساری عمر

گزارا کرنا پڑے گا"----

وہ بھی سرخ آنسو سے لبریز آنکھوں سے

بولی تو زائشہ کے تن بدن میں آگ لگ

گئی---

وہ یہ کیسے بھول گئی تھی کہ سعد ایک

اترن ہے اور اس نے خود سعد کو اپنی

قسمت بنا لیا ہے--

اندر آتے دستگیر شاہ کے قدم زائشہ کی

بات پر تھمے تھے اور ہونٹوں پر ایک

دلفریب مسکراہٹ آئی تھی---

واہ کیا بات ہے میرے سے جڑتے ہی

میری بیوی بھی شیرنی بن گئی ہے--

اس نے دل میں سوچا---

تمہاری اتنی ہمت کیا تم مجھ سے ایسی "

بات کرو بھول گئی ہو ساری عمر کیسی

زندگی گزارتی آئی ہو---

اب ایک امیر زیادہ کیا گیا تمہاری زندگی

میں تو سر چڑھ کر بول رہی ہو---

یہ مت بھولو کہ اس نے تمہیں بس

اپنے دل بہلانے کے لیے اپنے نکاح

میں لیا ہے---

جس دن اس امیر شخص کا تم سے دل

بھر گیا وہ تمھیں پھر پھینک دے گا

ہمارے در پر---

آنا تو تمھیں ہمارے پاس ہی پڑے گا

ہمارے تلوے چاٹنے کے لیے اس لیے

اپنی اوقات مت بھولو اور یہ تو بتاؤ کیسے

پھانسا تم نے وہ امیر شخص ویسے تو تم

بڑی پارسا بنی پھرتی تھی----

وہ ایک بار پھر اس پر جھپٹی تھی زائشہ کو

اپنے جسم میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا

جبکہ رمشہ کے لمبے ناخنوں سے اسکے گال

بھی زخمی ہو گئے تھے--

"بس کر دیں آپی کتنا گریں گی آپ۔۔

میں آپ جیسی نہیں ہوں جو کسی بھی

شخص کو اپنے چنگل میں پھانس لے

محبت کرتی تھی میں سعد سے مگر ان کے

میرے خلاف ذہن میں زہر آپ نے بھرا

ہے۔۔

میں سب جانتی ہوں اور آپ کو اس کے

لئے کبھی معاف نہیں کروں گی"----

اس کی بات پر رمشہ کی پکڑ اس پر سخت

ہوئی تھی جبکہ اس کی بات باہر کھڑے

دستگیر شاہ کو بھی ناگوار گزری تھی---

بھلا وہ اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے

اس کم عقل دھوکے باز سعد کا نام کیسے

لے سکتی تھی----

وہ دروازہ دھکیلتے غصے سے اندر داخل ہوا

تھا اور جھٹکے سے رمشہ کی گردن پکڑتے

اسے دیوار کے ساتھ لگایا تھا---

"میری بیوی سے دور ہو اگر تم مجھے کبھی

اس کے قریب ہی بھٹکتی نظر آئی تو زندہ

زمین میں گاڑ دونگا--

تمہاری کرتوتوں سے انجان نہیں ہوں

میں تمہارے کتنے عاشق سب جانتا ہوں

میں اگر اپنی بھلائی چاہتی ہو تو دو سو فٹ

کے فاصلے پر رہنا"....

اس کی بات پر رمشہ اندر تک ڈر گئی تھی

جبکہ گلا دبنے اس کا سانس بند ہو رہا تھا

اسے لگ رہا تھا وہ کسی بھی وقت مر

جائے گی---

مگر جیسے ہی دستگیر شاہ نے اسے زمین پر

پھینکا تو وہ بری طرح اپنے گلے پر ہاتھ رکھ

کر کھانسنے لگی تھی عین ممکن تھا کہ

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی زندگی سے ہاتھ

دھو بیٹھتی---

"جاناں تم ٹھیک ہو"...

دستگیر شاہ اس کے چہرہ تھامتے اس

کے چہرے پر سرخ خراشیں دیکھتے

پریشانی ظاہر کرتے بولا---

اور مداوے کے لیے اس کے زخموں پر

اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیئے تھے جبکہ

رمشہ کی یہاں موجودگی میں اتنی بے باک

حرکت پر زائشہ کا چہرہ لمحوں میں سرخ ہوا

تھا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی

تھیں---

جبکہ آنکھیں تو رمشہ کی بھی یہ منظر دیکھ

کر ابل پڑی تھیں---

اسے دستگیر شاہ سے اتنی بڑی بے باک

حرکت کی امید نہیں تھی ابھی کچھ ہی دیر

پہلے تو وہ زائشہ کی زندگی میں داخل ہوا

تھا---

کیا وہ اسے اتنا چاہنے لگا تھا اس بات کو

سوچتے ہیں رمشا جل کر خاک ہونے لگی

تھی اور اسے کینہ توز نظروں سے گھورنے

لگی تھی--

مگر دستگیر شاہ کو کیا پروا تھی کہ کوئی تیسرا

بھی ان میں موجود ہے---

"تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے

تھے"---

سب باتوں کو نظرانداز کرتے زائشہ نے
اس سے پوچھا جو اسکے نہایت قریب کھڑا
تھا۔۔۔رمشہ کی دل بہلانے والی باتوں
نے اسے اندیشوں میں پھنسا دیا تھا۔۔۔
"گیس کرو زرا"۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی دستگیر شاہ

اسکے نازک پنکھڑی جیسے لبوں پر جھکا تھا

جو کافی دیر سے اسے بری طرح اپنی طرف

متوجہ کر رہے تھے---

زائشہ اسکے اس عمل پر دنگ رہ گئی تھی

جبکہ رمشہ یہ اور یہ سب ضبط نہ ہوا تو وہ

حسد اور جلن کا شکار ہوتے وہاں سے

بھاگی تھی کہ زائشہ کو اس سے بہترین

شخص کیسے مل گیا تھا۔۔۔

جب کہ اس کے لبوں پر گرفت مضبوط

کرتے دستگیر شاہ نے اسی نے کے

ساتھ لگا دیا تھا اس کی شدت بڑھتی جا رہی

تھی جب کے زالئشہ اسے ہٹانے کی

کوشش کرنے لگی تھی بھلا وہ نازک سی

گڑیا اس ہٹے شخص کو کیسے ہٹا سکتی

تھی---

"پلیز ایسا مت کریں یہاں"....

اب دستگیر شاہ کو اپنی گردن سے
گستاخیاں کرتے کندھے تک بڑھتے
دیکھتے۔۔

زائشہ کا ضبط جواب دے گیا تھا اس لئے
وہ سسک کر بولی تو دستگیر شاہ ہوش میں
آتے ہوئے پیچھے ہوا تھا اور اس کے

کندھے پر آخری سلگتا لمس چھوڑ کر پیچھے

ہوا اور کندھے سے اسکی شرٹ سہی کی

تھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ریسٹ روم سے

باہر نکلا تھا اب تک حال میں بہت زیادہ

نیوز رپورٹر جمع ہو چکے تھے کیونکہ جانی مانی

شخصیت دستگیر شاہ نے اچانک شادی

کرلی تھی۔۔۔

میڈیا کو دیکھتے وہ دونوں اسٹیج کی طرف بڑھ

رہے تھے اور دستگیر شاہ نے اسے سٹیج پر

چڑھنے میں مدد دی اور صوفے پر بٹھایا

تھا۔۔۔

میڈیا والے کھٹاکھٹ تصویر بنائے جارہے

تھے...

وہ بڑے شاہانہ انداز میں اس کے ساتھ

بیٹھا تھا جب کہ زائشہ یہ دیکھ رہی تھی کہ

یہ دستگیر شاہ اندر والے دستگیر شاہ سے

کتنا مختلف تھا---

جو کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ اتنا رحم

دل تھا باہر آتے ہی اس کے چہرے پر

سرد تاثرات چھا گئے تھے جیسے وہ کبھی

مسکرایا ہی نہ ہو...

" ادھر دیکھو اور مسکراؤ"

اس کی ہلکی سی سنجیدہ سرگوشی پر زائشہ

نے اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے

پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی نرم تاثر نہیں

مل رہا تھا ...

"میڈم ادھر دیکھیں اور مسکرائیں"...

ایک فوٹوگرافر نے اسے اپنی طرف دیکھنے

کا اشارہ کیا ان لوگوں نے جیسا کہا وہ ویسا

کرتی رہی ---

" میڈم دستگیر شاہ نے آپ سے اچانک

شادی کیوں کی کیا وہ آپ سے محبت

کرتے تھے یا پھر آپ نے ان کی دولت

کی شادی سے ان کے لئے"...

ان کی اتنی سٹریٹ فارورڈ باتوں پر زائشہ

کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے جبکہ اس کی

نم آنکھیں دیکھ کر دستگیر شاہ نے غصے

سے مٹھیاں بھینچی تھیں---

اور چہرہ غصے سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔

"کیا تمہیں اپنی جان پیاری نہیں جو

دستگیر شاہ کی بیوی سے ایسے سوالات

پوچھ رہے ہو...

وہ بھی میری موجودگی میں"۔۔۔

اس کا لہجہ برف جیسا ٹھنڈا تھا جس سے

اس رپورٹر کو اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی

تھی اس لیے وہ وہیں خاموش ہو گیا۔۔۔

"کوئی بات نہیں آج نہیں تو کل لوگ

ایسے سوالات کرتے رہیں گے مجھے اس کا

جواب دینے دیں"

وہ دستگیر شاہ کے ہاتھ پر اپنا نرم و نازک

ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تو دستگیر شاہ چونک

کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا آخر وہ کیا

کہنے والی تھی---

میں جانتی ہوں آپ سب لوگوں کو ''''

یہی لگے گا کیا میں نے دستگیر سے ان

کی دولت کے لئے شادی کی ہے---

مگر یہ سب غلط ہے--

دستگیر مجھے جہاں بھی رکھیں گے میں

ان کے ساتھ وہاں رہنے کیلئے تیار

ہوں---

چاہے وہ جگہ رہنے کے قابل ہو یا نہ

ہو--- دستگیر سب سے مشکل ترین

وقت میں میری زندگی میں آئے ہیں---

اور آج شاید ان ہی کی وجہ سے میں یہاں

ہوں---

لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ ان کے ہر

سکھ اور دکھ میں ان کا ساتھ دوں گی

چاہے ان کے پاس دولت رہے یا نہ

رہے وہ مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پائیں

گے"۔۔۔۔

اس معصوم کی آنکھوں میں اسم اور

سچائی دستگیر شاہ کو اپنے دل میں درد

اٹھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ کتنی اچھی تھی اور دستگیر شاہ نے
اس سے شادی کیوں کی تھی یہ تو وہی
جانتا تھا۔۔۔
کیا وہ اب بھی اپنے مقصد پر قائم رہ
پائے گا۔۔۔

وہاں موجود سارے لوگ اس کے جواب

سے متاثر ہوئے تھے اور اس کی تعریف

کرنے لگے تھے جبکہ دستگیر شاہ ایک

جھٹکے میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔

" اب ہمیں چلنا چاہیے "

وہ سب کے سامنے اس کا ہاتھ تھامتا ہوا

اسے ان سب کی نظروں کے سامنے سے

لے کر نکلتا چلا گیا۔۔

جیسے ہی وہ اسے لیے اپنے منشن میں پہنچا

تو وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کے وہ اتنی

اعلی اور بڑی جگہ پر رہتا ہے۔۔۔

عائشہ نے تو یہ سب صرف ٹی وی میں

ہی دیکھ رکھا تھا۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ

اصل میں بھی کوئی ایسی جگہ وجود میں

ہے۔۔۔

مگر آج وہ یہ جان گئی تھی جب وہ

دستگیر شاہ کے ساتھ چلتی ہوئی اسی

مینشن میں داخل ہوئی تھی جو اب اس کا

گھر تھا۔۔۔

اندر کی ہر ایک چیز اپنی مثال میں آپ

تھی۔۔۔ پورے مینشن کو قیمتی چیزوں

سے آراستہ کیا گیا تھا۔۔

جیسے ہی وہ اس لئے اپنے کمرے میں

داخل ہوا تو کمرے کو دیکھ کر زائشہ اور بھی

حیران ہوئی تھی کیونکہ کمرہ اس کے پورے

مینشن سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔۔۔

لیکن دستگیر شاہ کو اپنی طرف متوجہ پا کر

وہ چونکی تھی اور حال میں لوٹی تھی۔۔۔

"میری امی کہاں ہیں اب تو مجھے ان
سے ملوا دیں۔ آپ نے کہا تھا کہ اگر میں
آپ سے شادی کر لوں گی تو آپ مجھے ان
سے ملوا دیں گے۔۔ کہاں ہیں میری
امی"۔۔۔

اس کے پاس آکر زائشہ بے چینی سے

اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بولی---

جو اس نے جھٹکے سے چھڑایا تھا اس

کے انداز پر زائشہ حیرت زدہ رہ گئی

تھی---

"تمہاری امی اب بھی وہیں موجود ہیں"...

وہ سرد لہجے میں بولا ---

"تو کیا آپ نے مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ بولا"...

وہ دنگ رہ گئ تھی کیونکہ دستگیر شاہ کے

بدلے تاثرات اسے کوئی اور ہی کہانی سنا

رہے تھے جیسے کوئی اور ہی شخص

ہو-----

"کون ہیں آپ اور آپ نے مجھ سے

شادی کیوں کی"---

وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سمیت

حیرت سے ایک قدم پیچھے لیتے ہوئے بولی

کیونکہ اب اسے دستگیر شاہ پر بالکل بھی

بھروسہ نہ رہا تھا۔۔۔

"تمہارے اندر موجود اس دل کے لیے"...

وہ اسکے دل کے مقام پر اپنی انگلی سے

دستک دیتے بولا---

"تمہارے اندر موجود دل میری بیوی کا

ہے اور آج اسکی ہی بدولت تم سانسیں

لے رہی ہو"

وہ لہو رنگ آنکھوں سے درد برداشت

کرتے اس پر نہایت خوفناک حقیقت

آشکار کرت بولا

تو زائشہ کی ہستی زلزلوں کی زد میں آ گئی

تھی یہ وہ کہاں پھنس گئی تھی---

..."یہ دل اسکا نہیں تھا"

اسنے اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکن پر ہاتھ

رکھا---

****

"کیا مطلب ی یہ دل ----"

وہ لرزتے ہوئے لبوں سے پیچھے دیوار کو
لگتی آنسوؤں کی آمیزش بھری آواز میں
بے یقینی سے بولی---
صحیح سمجھی اپنا دل میری پہلی بیوی پریہا"
نے تمہیں دیا جسکی بدولت آج یہاں تم

زندہ صحیح سلامت میرے سامنے کھڑی

ہو''...

وہ اسکی ٹھوڑی کو تھام کر اونچا کرتا پراسرار

آواز میں بولا---

''نہیں ایسا نہیں ہو سکتا''...

آنسوؤں کا گولا اسکے گلے میں اٹک چکا تھا

اچانک ہی دل میں اٹھتا درد محسوس ہوا

تھا---

"تم نے میں اسی لیے ہے سچائی یہی

جیسی لڑکی سے شادی کی بھلا مجھے تم

جیسی لڑکی آخر کیا فائدہ پہنچا سکتی

ہے...."

وہ اسکی زات کو روندھتے ہوئے بولا تو وہ

ہچکیوں سے رونے لگی تھی---

"اس لیے اگر میں تمہارے قریب آؤں ,

تمہیں استعمال کروں اپنا دل بہلاؤں تو یہ

غلطی سے بھی مت سمجھنا کہ مجھے تم

سے محبت ہے کیونکہ فقت اس دل کی

وجہ سے میں تمہارے قریب آؤں گا اپنی

پہلی بیوی کے دل کی چاہ میں نہ کہ

تمہاری"...

وہ طنزیہ انداز میں کہتا آخر میں اسکے دل

کے مقام پر اپنا سلگتا ہاتھ رکھتا بولا تو وہ

تڑپ کر اسکا ہاتھ جھٹک گئی---

مطلب اسکا شوہر اسکو کسی دوسری"

عورت کا متبادل نہیں بلکہ پوری طرح اپنی

پہلی بیوی ہی تصور کر رہا تھا---

تو اسکی شخصیت کہاں گئی---

وہ بے حس چیز تھی یا کھوکھلا جسم جسے

استعمال کر کے پھینک دیا جائے---

نہیں ہوں میں آپ کی پرہا میں زائشہ"

ہوں میری اپنی پہچان ہے میں نے آپ

کی بیوی کو نہیں کہا تھا کہ وہ اپنا دل مجھے

دے"...

وہ چیخ کر دھکا دیتے اسے پیچھے کر کے بولی

تو وہ بری طرح سلگ گیا تھا خود کو

دھتکارنے پر---

"اب تمہاری اتنی سکت نہیں کہ میرے
سے منہ موڑ سکو جب میں چاہوں گا
تمہیں میری پناہوں میں آنا پڑے گا کیوں
تم پر ,تمہارے دل پر اس پورے جسم پر
میرا حق ہے"...

وہ جھٹکے سے اسے کمر سے تھام کر خود
سے قریب تر کرتا اسکے وجود پر گہری نظریں
گاڑے سلگتی سرگوشی کرتے بولا اور اسکے
نیم برہنہ گردن پر دہکتے انگارہ ہوتے لب
رکھے تھے۔۔۔

زائشہ کو لگا جیسے کسی بچھو نے اسے ڈنگ

مار دیا ہو--

وہ جھٹپٹا کر اسے دور دھکیل گئی تھی---

"دور رہیں مجھ سے کراہیت محسوس ہوتی

ہے مجھے آپ کے لمس سے جو اپنی بیوی

کے سامنے ہوتے تخیل میں کسی اور

عورت کو دیکھ گھن آتی ہے مجھے آپ

سے"---

وہ چیخ چیخ کر روتی اسے دوزخ جیسی آگ

میں دھکیل گئی تھی---

مجھ سے گھن آتی ہے میرے لمس سے"

کراہیت محسوس ہوتی ہے..."

وہ بھڑکتے ہوئے سرخ آنکھوں سے اسے

گھورتے اسکی طرف قدم بڑھاتے بولا اور

اسے دبوچ کر بیڈ پر پٹخا تھا۔۔

آج تمہیں بتاؤں گا گھن کسے کہتے ہیں"

جب تمہیں اپنے وجود پر میری مہر ملے گی

تو خود سے بھی گھن کھاؤ گی تم"...

وہ اسکے آستین چیرتے ہوئے بولتا کوئی

وحشی ہی لگ رہا تھا۔۔۔

نہیں چھوڑو مجھے چھوڑو نہیں رہنا مجھے"

تمہارے ساتھ"

وہ تڑپ رہی تھی اسکی ظالم قربت میں جو

اسکے جسم کو اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی

اور شاید اسے بھی---

"تمہارے وجود کو خود میں ایسا قید کروں گا

کہ کوئی نجات نہیں دلا سکے گا تمہیں زندگی

بھر میری دسترس سے"...

وہ اسکے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتا بولا تو

زائشہ کا دل کیا فنا ہو جائے----

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر

سکتے"...

وہ سسکتے ہوئے بولی---

"میں اس سے بھی برا کروں گا ڈارلنگ
بس تم دیکھتی جاؤ"
یہ کہتے ہی وہ کمرے کی واحد روشنی بھی
بجھا چکا تھا اور اسے خود میں بھینچتا چلا گیا
بغیر اسکی مزاحمت کی پروا کیے---

****

صبح وہ اٹھی تو خود کو اس ظالم کی پناہوں

میں پایا اسے شدت سے خود سے کراہیت

محسوس ہوئی تھی کہ وہ فوراً اسکا حصار توڑتی

کمرے میں موجود واشروم میں بھاگی تھی

اور شاور آن کر کے خود نیچے کھڑی ہو گئی

تھی---

خود کو بری طرح رگڑنے کے بعد بھی اس
ظالم کا لمس اسے پور پور پر محسوس ہو رہا
تھا---

آخر ایک گھنٹے وہ یوں بھیگتی رہی اور
قسمت کی ستم ظریفی پر آنسو بہاتی رہی--

کہاں جاتی وہ اسکا تھا ہی کون اور وہ تو اسکا
شوہر تھا اسکا مجازی خدا اسکو تو خود کے
قریب آنے سے بھی نہیں روک سکتی
تھی آخر کہاں پھنس گئی تھی وہ---

دستگیر شاہ کی آنکھ جب کھلی تو خود کو بستر

پر تنہا پا کر وہ فوراً بیدار ہوا تھا اور واشروم

سے آتی آواز کی سمت بھاگا تھا---

جہاں وہ پتہ نہیں کب سے بھیگتی ٹھنڈی

پڑ رہی تھی--

"پاگل ہو گئی ہو یہ کیا کر رہی ہو اپنے
ساتھ"
وہ اسے جھٹکے سے اٹھا کر جھنجھوڑتے
ہوئے بولا تو وہ تلخی سے مسکرا سی--
"خود پر سے آپ کا لمس ہٹا رہی تھی"...

وہ سرخ آنکھوں سے بولی تو وہ اسکی ہڈ

دھرمی پر لب بھینچ کر رہ گیا اور اسے

باہوں میں بھرتا باہر نکلا اور فون سے اپنی

خاص ملازمہ روزی کو بلایا جو اسنے خاص

کاموں کے لیے رکھی تھی---

روزی اسکے کپڑے بدلواؤ اور اسے ناشتے"

کے لیے تیار کرو"

یہ کہتے وہ اپنی سٹڈی میں جا چکا تھا---

پیچھے وہ اسے جاتے دیکھ گہری شکر کی

سانس بھرتی رہ گئی--

اسکے جانے کے بعد وہ کپڑے تبدیل کر

چکی تھی--

دوپہر میں اسے کھانے کے لیے بلایا گیا مگر

وہ پھر بھی نہ نکلی---

اب تو رات ہونے کو آئی تھی--

نجانے کتنی دیر سے وہ یوں ہی دم

سادھے نیچے بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی

جب روزی دوبارہ اندر آئی---

"میڈم میں روزی ہوں یہاں کی کیئر ٹیکر

آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے

بتائیے گا"

وہ شائستہ لہجے میں بولی تو زائشہ کو کچھ

ڈھارس ملی---

"سر آپ کو ڈنر کے لیے بلا رہے ہیں

آپ نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا

اٹھیے"

وہ اسکی اٹھنے میں مدد کرتی بولی---

"مجھے بھوک نہیں ہے"

وہ اٹھتے ہوئے بولی مگر یہ سراسر جھوٹ

تھا اسے بہت بھوک لگی تھی--

مگر میڈم سر نے کہا ہے آپ کو لازمی"

کھانا کھانا ہو گا ورنہ نتائج کی زمہ دار آپ خود

ہوں گی"---

"ٹھیک ہے"

وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی مگر اپنی بھوک

کا کیا کرتی اس لیے اپنی بھوک سے مجبور

ہوتی وہ اسکے پیچھے چل دی---

روزی اسے ایک عالیشان کمرے میں لے

آئی تھی--

"میڈم یہاں انتظار کر لیے میں ابھی آئی"

یہ کہتے ہی روزی وہاں سے فوراً غائب ہو

چکی تھی--

"یہاں تو کھانا ہونا چاہیے تھا مگر کھانا کہاں

ہے وہ وہاں موجود ٹیبل کو دیکھتے سوچ

رہی تھی"...

جب دروازہ لاک ہونے کی آواز پر وہ پلٹی

تو دستگیر شاہ کو وہاں بند کمرے میں دیکھ

اسکا گلا خشک ہوا تھا۔۔

کیا تم نے مجھے ڈنر کے لیے نہیں بلایا"

تھا کہاں ہے کھانا"...

وہ ایک ایک قدم پیچھے لیتی بولی آواز میں

لرزش واضح تھی---

"کھانے کے لیے ہی بلایا ہے اور آج کے

ڈنر میں میں تمہیں کھانے کا ارادہ رکھتا

ہو"....

وہ لبوں کا کونا دانتوں تلے دبا کر گردن

ترچھی کرتے اسے گہری نظروں سے دیکھتے

بولا اور شرٹ اتار کر پھینکتا فوراً اسکی

طرف قدم بڑھائے---

"اب میں تمہیں دکھاؤں گا کہ تم میرے

لیے کتنی ضروری ہو"...

وہ اسے دھکا دیتے بولا۔۔۔

"میں نے تمہاری بیوی کو نہیں کہا تھا کہ مجھے دل دے پھر تم اسکی سزا مجھے کیوں دے رہے ہو مجھے جانے دو پلیز"۔۔۔

وہ اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

اور تم بھی میرے علاوہ کسی اور کو"

نہیں چاہو گی بس مجھے سوچو گی..."

وہ اسکی بات انسنی کرتے بیڈ پر دھکیلتے

بولا اور اس پر حاوی ہوا---

آج میں تمہیں بتاؤں گا کہ کسی کی روح"

میں سرائیت کیسے کرتے ہیں..."

وہ اسکی گردن سے بال پیچھے کرتا اسکے کان

میں سرگوشی کرتے بولا۔۔

"کمینے انسان چھوڑو مجھے"۔۔

وہ اسے دھکا دیتے ہوئے بولی۔۔

"اچھاا اپنا حق وصول کروں تو بھی میں

کمینا"

وہ طنزیہ انداز میں کہتے اسکے بازو بیڈ سے لگا

گیا اور اسکے لبوں کو اپنی دسترس میں لیا کہ

وہ کڑھ کر رہ گئی آنسو آنکھ کے کونے سے

نکل کر گرتا بیڈ میں جزب ہو گیا۔۔۔

وہ اس سے پیچھے ہٹا تو اسکی آنکھوں میں
الگ رنگ دیکھ کر چونک گیا جو اسکی قربت
سے گہرے سانس بھر رہی تھی---
دستگیر شاہ تم بھی مجھے نہیں چاہتے نہ"
میں تمہیں تو چلو پھر ایک دوسرے کو
اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے

میری مگر ساتھ میرے کرو مرضی جو ہیں

بدلے اسکے دو چھوڑ کو امی''....

جھٹکے اور تھا گیا رہ دنگ وہ پر بات اسکے

زائشہ اسے تھا ہوا پیچھے چھوڑتا اسے سے

تھی نہیں امید کی بات ایسی سے---

"تم بہت الگ ہوا اور دستگیر شاہ کو الگ

چیز ہمیشہ اٹریکٹ کرتی ہے"

وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے بولا۔۔۔

لیکن دل میں یہ بات شدت سے چبھی

تھی کہ اسکی بیوی اسی سے محبت نہیں

کرتی جبکہ وہ بھی اسے مفاد کے لیے

استعمال کرنا چاہتی ہے یہ چیز اسے اندر

ہی اندر چبھ رہی تھی---

"تم جاننا نہیں چاہو گے کہ میں نے

تمہاری بیوی کا دل کیوں قبول کیا"...

اسکے باہر جاتے قدم زائشہ کی بات پر زنجیر

ہوئے تھے جبکہ پرانے زخم ہرے ہو گئے

تھے ---

کیونکہ تم مطلبی تھی وہ مرنے والی تھی"

اور تمہیں اسکا دل چاہیے تھا ---

تمھیں یہ بے کار زندگی جینے کے لیے اس

"کا دل چاہیے تھا

وہ سلگ کر اسے دیوار سے لگاتا ایک ایک

بات دہرا کر بولا ---

"نہیں یہ سچ نہیں ہے میں کبھی نہیں

چاہتی تھی ایسا میرا دل تو بچپن سے کمزور

تھا مجھے دل کی بیماری رھی مگر میں نے

کبھی کسی کا برا نہیں چاہا۔۔۔

تمہاری بیوی نے اپنی مرضی سے اپنا دل

مجھے دیا کیونکہ اسے اسکے شوہر نے دھتکارا

تھا''۔۔۔

وہ بھی چیخ کر بولی۔۔

"خبردار ,چپ بلکل نام مت لو اسکا"

تمہاری جرات کیسے ہوئی اسکا زکر کرنے کی

تم اس قابل نہیں ہو اگر آئندہ ایسی کوئی

بکواس کی تو جان لے لوں گا میں تمہاری

"---

وہ اسکی گردن دبوچتے بولا---

"اور یہاں سے جانے کی تو سوچنا بھی

"مت

ورنہ کھڑے کھڑے جان نکال دوں گا

"اور مجھے یہ سب باتیں یاد دلانے کے

...."لیے انعام تو بنتا ہے تمہارا

اس سے پہلے کہ وہ اسکی بات سمجھتی وہ

اسکے لبوں پر اپنی دہکتی ہوئی گرفت لگا

گیا۔۔۔۔

کہ وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔

کیسا شخص تھا یہ ان سب باتوں کے بعد

بھی اسے یہ سب سوجھ رہا تھا۔۔۔

وہ اس سے پوچھے یوا تو تمسخرانہ انداز میں اسکے لبوں کو دیکھا جو زخمی ہو کر خون بہا رہے تھے--

وہ اسے چڑاتی نظروں سے دیکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ وہ اپنے زخمی ہونٹ پر ہاتھ رکھتی آنسو بہانے لگی---

مگر وہ شخص تھوڑی دیر بعد ہی واپس آیا

تھا اور اس سے اپنا حق وصول کرنا نہیں

بھولا تھا۔۔۔

اسکے ساتھ وقت گزارتے ہمیشہ وہ اسے

اپنی پہلی بیوی پریہا کے نام سے بلاتا جو

نام اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بن کر

اترتا تھا۔۔۔

صبح وہ اٹھی تو اپنے پاس دستگیر شاہ کو

سوتے دیکھ اسکی آنکھوں میں نفرت اور

غم کے سائے لہرائے تھے۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھی تھی یہ صحیح موقع تھا

یہاں سے بھاگنے کا--

وہ دبے پاؤں باہر نکلی اور آہستہ سے

دروازہ بند کیا---

شکر ہے اب میں یہاں سے آسانی سے "

نکل جاؤں گے"

وہ دل میں خوش ہوتی بولی لیکن جیسے ہی

وہ پلٹی اسنے ڈر کے مارے دل پر ہاتھ رکھا

تھا کیونکہ روزی اسی کو دیکھ رہی تھی--

"میڈم آپ ناشتہ یہاں روم میں کریں گی

یا ڈائنگ ٹیبل پر..."

اسنے ایک دم تھوک نگلا--

" ظاہر سے بات ہے ڈائننگ ٹیبل پر"

یہاں اس جلاد کے ساتھ کون رہنا چاہے

گا--

شروع میں اسے جواب دیتے آخری بات

اسنے دل میں کہی تھی اور اسکے پیچھے چل

پڑی تھی---

راہداری سے گزرتے ہوئے اسنے بہت

خوبصورت لڑکی کی تصور دیکھی تو وہ وہیں

رک گئی---

"یہ"

اسنے ناسمجھی سے روزی کو دیکھتے سوالیہ

انداز میں کہا--

"یہ پریہا میڈم ہیں سر کی پہلی وائف"

"جنہیں سر بہت چاہتے تھے

وہ اتنا کہتی خاموش ہوئی---

"تو یہ تھی وہ عورت جسکا نام دستگیر شاہ"

اسکے ساتھ وقت گزارتے تخیل کے لمحے

میں بھی لیتا تھا---

کیا یہ عورت مر کر بھی ہمیشہ انکے

درمیان رہے گی"

اسنے دل پر ہاتھ رکھتے دکھ سے سوچا---

"خوبصورت "

یک لفظی جواب میں اسنے تعریف کی تھی

جو بھی تھا وہ تھی تو بہت خوبصورت اور

معصوم---

"میڈم آئیے اس طرف ہے ڈائننگ"

ادھر اسنے بیٹھتے اپنے لیے چیز آملیٹ نکالا

اور دو سلائس بریڈ سے کھانے لگی..."

ناشتہ کرتے ہوئے اسکی نظر وائٹ لیلیز

پر گئی تو وہ اٹھ کر انکے قریب گئی اور چھو

کر دیکھنے لگی---

روزی زیرک نگاہوں سے اسکا ہر ایک

عمل دیکھ رہی تھی پھر دستگیر شاہ کے

کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں اسے بلایا گیا

تھا۔۔۔

"جی سر"

بیڈ پر نیم دراز دستگیر شاہ نے اس سے

پوچھا ۔۔۔

ناشتہ کر رہی ہیں وہ بھی چیز آملیٹ جو"

میم پریہا کو پسند تھا اور انہیں بھی وائٹ

لیلیز ہی پسند آئے انکی طرح"

وہ بیڈ سے نیچے اترا اور شرٹ پہننے لگا---

"ناشتہ ,ہمنہ اس لڑکی میں کچھ تو بات

ہے رات کو اتنا سب کچھ ہو جانے کے

بعد بھی اس میں ناشتہ کرنے کی سکت

تھی---

"انٹرسٹنگ

نیچے وہ ناشتہ کر رہی تھی تو اسکے ماموں

آئے---

وہ جانتے تھے زائشہ اب امیر ہو چکی ہے

اس لیے وہ بلا جھجھک پیسے مانگنے آ گئے

تھے اس سے---

..."ماموں آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"

وہ سنجیدگی سے کھڑے ہوتی بولی---

"بیٹا وہ مجھے کچھ پیسے چاہیے تھے اپنے
شوہر سے بات کرو وہ تمہاری بات مانے
گا"
وہ خوش آمدی لہجے میں بولے---

نہیں ملنا مجھے آپ سے چلے جائے"

یہاں سے آج آپ کی وجہ سے میں اتنی

مشکل میں پھنس گئی ہوں---

کس نے دیا تھا دل مجھے بتائیں کسنے دیا

تھااا''

وہ انہیں جھنجھوڑی چیخ پڑی تھی جس پر

وہ پریشان ہو اٹھے کے یہ اچانک اس لڑکی

کا نام کیوں پوچھ رہی ہے---

کیا سودا کیا تھا آپ نے اس سے بتائیں"

"مجھے کیا چھپا رہے ہیں آپ

وہ بلکتی ہوئی بولی---

"میرا کوئی قصور نہیں ہے وہ عورت خود
آئی تھی ہمارے پاس تمہاری حالت اس
وقت بہت بری تھی تمہیں اسی وقت دل
چاہیے تھا تو اسنے دے دیا اس میں کیا
بڑی بات ہے"...

وہ اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے بولے کیونکہ انکا

سانس بند ہو رہا تھا---

اور کس چیز کا سودا کیا تھا اب بھی آپ"

"ادھا سچ طول رہے ہیں بولیں ماموں

پیسے دیے تھے اسنے ہمیں یہ سب کرنے

کے--- کیونکہ وہ اپنے شوہر سے جان

چھڑانا چاہتی تھی---

اس لیے ہم نے جھوٹی رپورٹ بنوا کر اسکی

جھوٹی بیماری کا بتا کر ڈاکٹر سے ہارٹ

ٹرانسپلانٹ کروایا تھا---

ورنہ وہ لڑکی ٹھیک تھی اسے کوئی بیماری

نہیں تھی---

لیکن تمہیں اس سے کیا تمہیں تو اسکا دل

مل گیا نہ اب تم تو زندہ ہو پھر تمہیں اس

لڑکی سے کیا لینا دینا"...

وہ اسکو غصے سے بولے اور طنزیہ انداز میں

کہا---

"میرا کیا لینا دینا آپ جانتے بھی ہیں

آپ نے کتنا بڑا گناہ گیا ہے جان لی ہے

اس بے قصور کی اور بات کر رہے ہیں

کون ہے وہ تو آپ کی اطلاع کے لیے بتا

دوں میرے شوہر کی پہلی بیوی تھی

وہ---

جس سے اب آپ پیسے مانگنے آئے

ہیں---

مار دیا اسے آپ نے ---اور جھونک دیا

..."مجھے اس جہنم میں

وہ گھٹنوں کے بل گرتی ہوئی سسک

سسک کر بولی---

تو انکو ٹھنڈے پسینے آنے لگے ۔یہ وہ کیا

کر گئے تھے اب تو دستگیر شاہ انہیں

نہیں چھوڑے گا---

زائشہ میری بچی یہ سب ہم نے جان "

بوجھ کر نہیں کیا وہ تو۔۔۔"

وہ اسے پچکارنے لگے۔۔۔

"نکل جائے یہاں سے میں نے کہا "

نکلیں کیونکہ اب مجھے آپ کے کیے کی

سزا پوری عمر بھگتنی پڑے گی جس نے

ایک معصوم کی جان لے لی میری جان

بچانے کے لیے...

نکالیں انہیں یہاں سے مجھے نہیں دیکھنی

انکی شکل''...

وہ ادھر ادھر دیکھتی کیمرہ ڈھونڈتی اس کی

طرف دیکھ کر آخر میں ایک گلدان اس

کیمرے پر مار کر بولی جو چکنا چور ہو گیا

تھا۔۔۔

اور دوسرے کمرے میں موجود دستگیر شاہ

ششدر رہ گیا تھا۔ مطلب اس سب

معاملے سے وہ لاعلم تھی نہ وہ یہ جانتی

تھی کہ اسکی بیوی بلکل ٹھیک ہے ورنہ

وہ یہ نا ہونے دیتی۔۔

دستگیر شاہ کو ایک دم پچھتاوے نے آن

گھیرا تھا۔ وہ یہ کیا کر بیٹھا تھا۔ اسنے بھی

تو ایک بے قصور کو سزا دے ڈالی تھی۔۔

مگر اب وہ اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتا

تھا۔۔۔

وقت گزرتا جا رہا تھا اور دستگیر شاہ زائشہ

کے قریب ہوتا جا رہا تھا اتنا کہ ایک وقت

کا کھانا بھی وہ زائشہ کے بغیر نہیں کھاتا

تھا۔۔۔

اب اسے اپنے ہر کام کے لیے زائشہ

چاہیے تھی---

وہ تھوڑی دیر زائشہ کو نہ دیکھتا تو اسکی

جان پر بن آتی مگر وہ یہ بات زائشہ کو

بلکل بھی پتہ نہیں لگنے دیتا تھا کہ اسکی

زندگی میں زائشہ کی کیا اہمیت ہے---

اور یہ سب چھپا کر وہ اپنا کتنا بڑا نقصان

کر رہا اگر وہ جان جاتا تو ایسا کبھی مت

کرتا---

زائشہ نے کئی بار وہاں سے بھاگنے کی
کوشش کی تھی مگر ہر بار ناکام لوٹی تھی
اور سزا دستگیر شاہ اسے اپنے الگ انداز
میں دیتا تھا کبھی اپنے تلخ لفظوں سے تو
کبھی اپنی سلگتی قربت سے---

وہ معصوم تو پہلے ہی نادان تھی اور اب

تو وہ اس سے اتنا ڈرنے لگی تھی کہ اسکی

بات آرام سے مان جاتی تھی---

لیکن وہ دل میں یہ بھی جانتی تھی کہ

جتنی پروا اسکی دستگیر شاہ کرتا ہے شاید

ہی اسکے گھر میں اسکی ماں کے علاوہ

کسی نے کی ہو۔۔۔

مگر وہ یہ کہ کر کہ وہ صرف اس کے ساتھ

اچھا سلوک پریہا کے دل کی وجہ سے کر رہا

ہے اسکا یہ بھرم بھی توڑ دیتا۔۔۔

اسکا بھی دل چاہتا کہ دستگیر شاہ اس سے

پیار کرے اسے چاہے نہ کہ پریہا کے دل

کو یہی بات اسے اندر ہی اندر ختم کر رہی

تھی--

تین ماہ بیت چکے تھے اسے یہاں---

جب ایک دم وہ چکرا کر زمیں پر گری ---

روزی نے فوراً دستگیر شاہ کو کال کی تھی

جسکے ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے اس خبر

پر---

اور وہ اپنی ضروری میٹنگ وہیں درمیان

میں چھوڑتا دیوانا وار مینشن واپس آیا

تھا---

"کہاں کہاں ہے زائشہ"

وہ ہڑبڑاتے ہوئے روزی سے بولا جو خود

کمرے کے باہر تھی---

"سر وہ اندر---"

اس سے پہلے کے وہ بات پوری کرتی وہ

جھٹکے سے دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا

تھا۔۔۔

اور بیڈ پر بے ہوش لیٹی زائشہ کے پاس

لپک کر گیا۔۔۔

"زائشہ زائشہ اٹھو کیا ہو گیا ہے تمہیں
آنکھیں کھولو"

"ڈاکٹر یہ آنکھیں کھوں نہیں کھول رہی"

وہ وہ پیچھے مڑتا لیڈی ڈاکٹر کی طرف ہلٹا جو
آنکھیں اور منہ دونوں کھولے اسکا رویہ دیکھ
رہی تھی---

مسٹر آپ زرا باہر جائیں مجھے انکا صحیح"

سے چیک اپ کرنا ہے"

وہ اسے گھورتیں ہوئی بولیں---

کیوں میں اسکا شوہر ہوں میرے ہوتے"

ہوئے اسکا چیک اپ کیوں نہیں ہو

سکتا"

وہ ماتھے پر بل ڈالے بولا تو وہ سرپیٹ کر رہ گئیں---

"پلیز مسٹر بات کو سمجھیے کچھ باتیں لیڈیز کے لیے امرٹینٹ ہوتی ہیں آپ پلیز باہر جائیں کیا آپ نہیں چاہتے آپ کی بیوی ٹھیک ہو جائیں"

اسکی آخری بات پر دستگیر شاہ جیسا انا

پرست بندہ نا چاہتے ہوئے بھی غصے سے

پیر پٹخ کر باہر چلا گیا۔۔۔

روزی ڈاکٹر اندر کیا کر رہی ہیں آخر اتنی''''

دیر سے یہ باہر کیوں نہینآرہی تم بتاؤ اندر

کیا چل رہا ہے''..

دستگیر شاہرودی کی طرف پلٹتا ہوا بولا تو

روزی کھسیا کر رہ گئی---

سر اب میں کیا کہہ سکتی ہوں وہ لیڈی "

ڈاکٹر ہیں وہ اچھی طرح جانتی ہوں

گی----

دستگیر شاہ کمرے کے باہر جلے پیر کی

بلی کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹ رہا

تھا---

جس نے آج تک کسی کا انتظار نہیں کیا

تھا بلکہ دوسروں کو انتظار کروایا تھا--

آج اسے اپنی بیوی کی وجہ سے باہر

انتظار کرنا پڑ رہا تھا مگر وہ اس کی صحت

کے لیے یہ بھی کر گزرا تھا۔۔۔

وہ اس کے دل میں کتنی اہم ہو گئی

تھی یہ وہ زائشہ کو بتا نہیں سکتا تھا۔۔۔

اگر اب اس کو کچھ ہو جاتا تو بھلا دستگیر

شاہ کا کیا ہوتا۔۔

وہ تو اس کو دیکھ کر ہی جینے لگا تھا۔۔۔

ڈاکٹر باہر آئیں تو وہ لپک کر اس تک پہنچا

تھا اور اسے جھنجھوڑ کر بولا۔۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری بیوی .. ٹھیک تو "

ہے نہ ...

کوئی بڑی بات تو نہیں ..

کیا ہوا ہے اس کو وہ بے ہوش کیوں

ہوگئی"

ایک دم اس نے ڈاکٹر پر سوالوں کی
بوچھاڑ کر دی تھی جو ہونق بنی اس کی
شکل دیکھ رہی تھی--

اسے اس بات کا اندازہ اچھی طرح ہوگیا
تھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو بہت چاہتا
ہے--

اس بات پر وہ مسکرا دی تھی۔ ڈاکٹر کو

یوشن مسکراتا دیکھ دستگیر شاہ کو تاؤ آیا

تھا۔۔۔

"ڈاکٹر ہم یہاں اتنی پریشانی میں ہے اور

تمہیں مسکرانے سے فرصت نہیں مل

رہی۔۔

آخر بتاؤ بھی ہوا کیا ہے میری بیوی

کو"---

وہ اسے انگلی دکھاتے بولا--- "گھبرایئے

نہیں پریشانی کی بات نہیں بلکہ خوشی کی

بات ہے"

اس کی بات پر تو دستگیر شاہ کا دماغ

گھوم گیا تھا۔۔۔

ایک تو اس کی بیوی بے ہوش ہو گئی تھی

اور یہ ڈاکٹر کہہ رہی تھی کہ خوشی کی بات

ہے۔۔

ایک تو میری بیوی بے ہوش ہو گئی اور"

تم اس کو خوشی کی بات بتا رہی ہو ..

کیا تمہارے پاس جعلی ڈگری تو نہیں

ڈاکٹری کی"--

وہ غصے سے اسے دیکھ کر بولا تو ڈاکٹر

نے بھی اسے گھوری سے نوازا تھا۔

"مسٹر لگتا ہے آپ کا دماغ گھوم گیا ہے

اس لیے یوں آپ بہکی باتیں کر

رہے ہیں--

وقت ضائع نہ کرتے ہوئے میں آپ کو

بتا دوں کہ خوشی کی خبر یہ ہے کہ وہ امید

سے ہیں اور آپ باپ بننے والے

ہیں''....

اس کی بات سن کر دستگیر شاہ ایک دم

حیرت زدہ رہ گیا تھا اور وہیں سٹل ہوگیا۔۔

''کیا کیا کہا تم نے پھر سے کہنا''

وہ حیرت زدہ سا بولا۔

"مسٹر دستگیر شاہ آپ باپ بنے والے

ہیں"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تو دستگیر شاہ

نے جوش میں آتے ہوئے اسے بازو سے

پکڑ کر گول گول گھما دیا کہ وہ چکرا کر رہ

گئی--

روزی سنا تم نے میں باپ بننے والا "

ہوں مجھے یقین نہیں آرہا...

"کھانا تقسیم کرواؤ لوگوں میں تحفے بانٹو

وہ خوشی سے کہتا ہوا اندر کو لپکا جہاں

زائشہ سرخ چہرے کے ساتھ بیڈ پر نیم

دراز تھی---

کیونکہ ڈاکٹر اس کو بھی بتا گئی تھی--

اس کے کانوں میں لیڈی ڈاکٹر کے

الفاظ گونج رہے تھے---

جو اسے کہہ رہی تھی کہ اس کا شوہر

اسے کتنا چاہتا ہے اور وہ اس کے بے

ہوش ہونے پر کتنا پریشان ہو گیا تھا--

یہ بات سن کر اسے یقین کرنا مشکل ہو

رہا تھا مگر اب دستگیر شاہ کا ہر عمل

دیکھتے اسے اس بات پر یقین آ رہا

تھا----

رات کو جب وہ دونوں بیڈ پر لیٹے تھے تو

دستگیر شاہ کو اتنی دیر سے اپنی طرف تکتا

پا کر--- وہ ایک دم الجھن کا شکار ہوئی اور

اس کی طرف دیکھا جو کتنی دیر سے اسے

محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا--

اس نے دوسری طرف کروٹ لینا چاہی تو

دستگیر شاہ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ

کے اسے اپنی طرف کھینچا تھا اور اسے

سینے سے لگایا تھا۔۔۔

اس کی اس حرکت پر زائشہ نے اس

کے سینے پر زور سے چٹکی کاٹی اور اس

کے چہرے پر تاثرات جاننے چاہے جو

ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔

مجھے تنگ کرنا چاہتی ہوں چلو کر لو تمہیں

"کھلی اجازت ہے

اس کی بات پر زائشہ کی آنکھیں اور کھل

گئی تھیں---

دستگیر شاہ تو پور پور بدل چکا تھا---

دستگیر میں جانتی ہوں کے آپ اس "

وقت یہ سب دل سے نہیں کر رہے بلکہ

یہ ناٹک اس لئے کر رہے ہیں کہ میں

خوش رہوں---

لیکن سچ پوچھیں تو میں چاہتی ہوں کہ اگر

آپ یہ سب ناٹک کر رہے ہیں تو کرتے

رہے کیونکہ میں خوش رہنا چاہتی ہوں کچھ

وقت کے لئے--

پھر شاید یہ خوشیاں میسر نہ آئیں اور پھر

....یہ یادیں میرے لئے کافی ہوں گی"

اس نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہتے

اس کے سینے پر سر رکھ لیا تھا اور آنکھیں

موند لی تھیں اور وہ اسے گلے سے لگائے

یہ سوچ رہا تھا۔۔

کہ کتنا بدنصیب تھا وہ کہ اسے بتا بھی

نہیں سکتا تھا کہ یہ سب ناٹک نہیں

حقیقت تھی۔۔

وہ سچ میں ہی اس پر جان چھڑکنے لگا تھا

اب تو اس کی سانسیں بھی زائشہ کی

امانت تھیں---

وہ جلد ہی زائشہ کو اپنے دل کی بات بتا

دے گا--

اس نے دل میں تہیہ کیا تھا۔۔ مگر کیا

وہ بتا بھی پائے گا یا اسے بہت دیر ہو

جائے گی۔۔

کیونکہ وہ کسی بھی حالت میں زائشہ کو

کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

دلربا اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی شادی کی

تیاریاں ہوتے دیکھ رہی تھی۔ سب کچھ

بہت جلدی ہو رہا تھا۔۔۔

فزا آج کل پرسکون سی تھی مگر یہی

خاموشی دلربا کو کسی آنے والے طوفان کا

پیشِ خیمہ لگ رہی تھی۔۔۔

جبکہ رخشندہ بیگم اور ایلف کو اپنی خدمتیں
دیکھ وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔انکا
کہنا تھا کہ وہ پرائے گھر جانے والی ہے
تبھی وہ اسکا اتنا خیال کر رہی تھیں۔۔۔
لیکن دلربا کے دل میں پتہ نہیں کیوں
اندر ہی اندر ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔۔۔

اپنے ہونے والے شوہر سے اسکی ایک دو

بار فون پر بات چیت ہوئی تھی وہ بھی

تیمور صاحب کے کہنے پر کیونکہ شادی سے

پہلے کے یہ چونچلے خاص کر اسے پسند

نہیں تھے--

وہ جب بھی کوئی محبت بھری بات کرنے

لگتا تو وہ فوراً موضوع بدل دیتی جب پر

اسکا شوہر ارے ارے کرتا رہ جاتا مگر مجال

ہے جو دلربا پر کوئی اثر ہوتا۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنے ہونے والے شوہر کی

طرف سے آیا ہوا مہندی کا جوڑا دیکھ رہی

تھی جو اورنج اور شاکنگ پنک امتزاج کا بنا

ہوا تھا۔۔۔

خوبصورتی میں تو وہ اپنی مثال آپ لگ رہا

تھا۔۔۔

اسنے ہاتھ اس لہنگے پر پھیر کر دیکھا تو اسکے

دل میں ایک بھی جزبہ نہ ابھرا تھا۔۔

آخر وہ کب تک یوں بنا احساسات اور

جزبات کے زندگی گزارتی رہے گی--

اسنے بھاری دل سے سوچا اور اس لہنگے کو

زیبِ تن کیا---

لہنگا پہن کر اسکی سادگی جیسے سوگ وار

حسن کو بھی چار چاند لگ گئے تھے--

اسنے خود کو شیشے میں دیکھا تو بے ساختہ
اپنی ماں کا خیال آیا تھا جسے اسنے کبھی
نہیں دیکھا تھا مگر اپنی سوتلی ماں ,تائی ,
چاچیوں کے منہ سے ہمیشہ انکے بارے
میں بس برا ہی سنا تھا۔۔۔

جبکہ اسکا باپ وہ کبھی اسکی ماں کا زکر

ہی نہیں کیا کرتا تھا وہ اسکے ساتھ وقت

ہی کب گزارتا تھا جو وہ اس سے پوچھ پاتی

اپنی ماں کے بارے میں ---

"کیا میری ماں بھی مجھے یاد کرتی ہو گی"

اسنے آئینے سے نظر آتے اپنے عکس پر
ہاتھ رکھتے دل گرفتی سے سوچا---
"کیا وہ بھی مجھے یوں اس دن کے لیے
تیار ہوتے دیکھنا چاہے گی---لیکن کتنی
بدقسمت ہوں میں جسے نہ ماں کی ممتا ملی
نہ باپ کی شفقت"...

وہ تلخی سے آئی اپنی آنکھ میں موجود آنسو

بھی پونچھ کر باہر چلی گئی جہاں اسکی

مہندی کی سب تیاریاں مکمل تھیں--

ایلف اسکا اتنا حسن دیکھ کر جل بھن گئی

تھی وہ بھی اسکی بہن تھی بے شک

سوتیلی ہی صحیح مگر مجال ہو جو وہ زرا سا

بھی دلربا سے حسن چرا پائی ہو---

رخشندہ بیگم البتہ ہونٹوں پر مسکراہٹ

سجائے دل میں بغض لیے اسے کینہ توز

نظروں سے دیکھتیں دل میں شیطانی

ہنسی ہنس رہی تھیں--

کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی سوتن کی

بیٹی کا ہونے والا گھر جو اجاڑنے والی

تھیں---

اسکے ہونے والے شوہر نے ویڈیو کال کی

تو اسکی کزنز نے فوراً اسکی طرف کیمرے

کا رخ کیا تھا---

اسنے بھی دل کھول کر اسکی تعریف کی تھی۔۔اسے یوں دلربا کی خوبصورتی کی تعریف کرتے دیکھ ایلف دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی تھی۔۔

"جتنا خوش ہونا ہے ہو لو دلربا بی بی کل

سے جو تمہارا ہونے والا ہے وہ سب میرا

ہو گا"---

اسنے شاطرانہ انداز میں مسکراتے دلربا کے

من موہنے چہرے کو دیکھتے حسد کرتے

سوچا----

****

آج دلربا کی شادی تھی عروسی جوڑے میں

وہ تیار آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی

تھی---

وہ انتہا کی حسین تھی کیونکہ رب نے اسے

بنایا ہی اتنی فرصت سے تھا کہ ایک بار

دیکھنے والا اسے دوبارہ دیکھنے کی چاہ ضرور

کرتا تھا۔۔۔

اور آج تو اسکا دلہن والا روپ قیامت ڈھا رہا

تھا وہاں موجود لوگوں پر اسے تیار کر کے

بٹھایا جا چکا تھا اب انتظار تھا تو بس بارات

کا۔۔۔

اسکا دل صبح سے ہی انجانے خدشات کے

تحت بری طرح دھڑک رہا تھا کہ اسے کسی

طور چین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جس

کمرے کے باہر سے شور اٹھا تھا ایک دم

چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں

تھیں---

"بس کریے تیمور صاحب آپ اپنی بد

کردار بیٹی کو میرے سے منسوب کیسے کر

سکتے ہیں جو کسی اور کے ساتھ راتیں

رنگین کرتی ہے"

یہ تہمت لگانے والا شخص کوئی اور نہیں

بلکہ شیروانی میں کھڑا اسکا ہونے والا شوہر

تھا---

بیٹا تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میری"

"بیٹی ایسی نہیں

وہ کمزور سی آواز میں بولے----

اچھااا تو کیا یہ سب تصویریں جھوٹی"

ہیں"---

وہ ان پر تصویریں پھینکتا بولا جس ہر ایک

تصویر میں کسی دوسرے لڑکے کے ساتھ

موجود تھی---

وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اسکی

طرف بڑھی---

اور اسے ایک کندھے سے تھام کر اپنی

طرف موڑ گئی ایک پل کو تو اسکا اتنا حسن

دیکھ کر اسکی آنکھیں بھی چندھیا گئی تھیں

مگر جب حقیقت یاد آئی تو لب بھینچ کر رہ

گیا۔۔۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر تہمت

لگانے کی کوئی بھی مجھ پر کیچڑ اچھالے گا

تو کیا آپ مان لیں گے"

وہ اسکی طرف دیکھتی درد سے سرخ ہوتی

بہتی ہوئی آنکھوں سے اس سے شکوہ کرتی

بولی--

''تو کیا ان تصویروں میں تم نہیں ہو''

وہ دانت پیس کر بولا تو اسکی آنکھوں سے

آنسو ٹپ ٹپ برسنے لگے تھے---

"آپ کے آپ ایک شخص آپ ہیں باپ کیسے

سامنے کھڑا آپ کی بیٹی پر الزام لگا رہا ہے

اور آپ خاموش کھڑے ہیں کیسے باپ

ہیں آپ ۔۔آپ کو تو منہ توڑ دینا چاہیے

اسکا"...

وہ تیمور صاحب کے سامنے آتی چیخ چیخ کر

روتے ہوئے بولی---

"او بی بی ستی ساوتری مت بنو یہ ہم

بھی جانتے ہیں اور تم بھی کہ تمہاری ماں

ایک بھگوڑی تھی تو بیٹی بھی ویسی ہی ہو

گی نہ--

ہم نے خود تمہیں اتنے لڑکوں سے چکر

چلاتے دیکھا ہے''

وہ ایک اور بہتان لگاتے ہوئے بولیں

اس پر---

تو اس کی آنکھیں اور سرخ ہوئی تھیں تو

کیا وہ بچ گیا تھا ایسی لڑکی سے---

تیمور صاحب بھی خاموشی سے کھڑے

تھے۔۔جیسے الفاظ کہیں کھو گئے ہوں۔۔۔

"آپ میرے منہ پر الزام لگا رہی ہیں

مجھ پر"

وہ حیرت سے دنگ ہوتی بولی۔۔۔

"ہاں ہاں تیری ماں بھی ایسی ہی بدکردار

تھی جیسی تو ہے..."

وہ ایک دم بھڑک کر بولیں تھیں تو وہ

ششدر رہ گئی---

"بیٹا اسکا کردار چھپا کر بہت برا کیا ہم

نے تمہارے ساتھ لیکن اب بھی کچھ

نہیں بگڑا میری بیٹی ایلف سے شادی کر

لو اسکا کردار صاف شفاف ہے کبھی تمہیں

دھوکا دے گی---"

دلربا کو لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ اس سب

کھیل کے پیچھے کسکا ہاتھ ہے---

"اووہ تو اب سمجھی میں آپ اپنی بیٹی کی
شادی ان سے کروانا چاہتی تھیں تبھی مجھ
پر اتنے گھٹیا الزام لگوائے اور یہ فیک
تصاویر انہیں بھیجی"
وہ رخشندہ بیگم پر تصویریں پھینکتی بولی---

آپ کو ہی مبارک ہو ایسا داماد کیونکہ میں"
اس جیسے شخص کو اپنا شوہر کبھی تسلیم
نہیں کر سکتی جو ہر ایرے غیرے کی
باتوں میں آکر مجھ پر الزام لگانا شروع
کردے"--

اچانک اس شخص کو احساس ہوا تھا کہ

شاید دلربا سچ کہ وہی ہو۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا لہنگا تھامتی تیمور

صاحب کے سامنے گئی۔۔۔

اب میں جان گئی ہوں کہ میری ماں"

بے قصور ہوگی جس طرح آج آپ کے گھر

والوں نے اپنے ہی خون کو بھرے بازار

میں نیلام کیا ہے وہ آپ کی پسندیدہ بیوی

کو کیسے اسگھر میں ٹکنے دیتے---

ضرور آپ نے ہی انکو گھر سے نکالا ہو گا

ورنہ وہ کبھی مجھے چھوڑ کر نہ جاتیں"

وہ انکے سینے پر انگلی سے دستک دیتی

رنجیدگی سے بولی---

"آپ ہی ہیں وہ شخص جن کی وجہ سے

میری ماں رل گئی اور اب میں لیکن آپ

جیسا بے حس شخص کھڑا اپنی بیٹی کی

بربادی کا تماشہ دیکھ رہا ہے"...

وہ آنسوؤں کی شدت کو بمشکل ہٹاتے درد

سے پھٹتے دل کو سمبھالتی ضبط سے

بولی---

"نفرت ہو رہی ہے مجھے آپ سے تیمور

صاحب جو اپنی بیوی کو نہ بچا سکا نہ آج

اپنی بیٹی کو یقیناً میری ماں پاک کردار کی

تھی تبھی آپ کی دی گئی زلت برداشت

نہیں کر پائی ہوں گی اور چلی گئی ہوں

ورنہ جیتے جی مر جاتیں..."

وہ انہیں شکستہ قدموں سے اندر جاتا دیکھ

انکے پیچھے بھاگتے ہوئے رو کر اپنی دل کی

بھڑاس نکالتی جا رہی تھی---

"تو ہمت ہے ہیں رہے کہاں جا اب

کا سچائی کریں سامنا"

وہ انہیں جاتے دیکھ چیخ کر بولی---

"اے لڑکی اپنی غلیظ ماں کی طرح دفعان

ہو جا ورنہ تجھے بھی اسکی طرح دھکے دے

کر نکالیں گے جیسے تیری ماں کو نکالا

تھا''...

اسکی پھپھو بھی غصے سے پھنکارتی --

اسے زین ہر دھکا دیتے بولیں---

وہ فانوس کے ساتھ زمین بوس ہوئی تھی

جو چکنا چور ہوتے اسکا ہاتھ بھی لہو لہان

کر گیا تھا۔۔۔

کانچ کے ٹکڑے چاروں طرف پھیل گئے

تھے۔۔وہ غصے میں اس رات کا سچ بیان

کر گئی تھیں جبکہ دلربا کا شدت سے

دھڑکتا دل ایک دم ساکت ہوا تھا مطلب

اسکی ماں خود نہیں گئی تھی بلکہ اسے

نکالا گیا تھا۔۔۔

مطلب اسکی ماں بے قصور تھی۔۔۔

"اے گند کی پوٹ اٹھ یہاں سے نکل

اپنی غلیظ ماں کے پاس جا "

رخشندہ بیگم اسکا بازو پکڑتے نفرت سے بولیں انکا مقصد پورا ہونے کے قریب تھا۔۔۔

ایک دم دلربا نے اٹھتے کانچ کا ٹکڑا انکے گلے پر رکھا تھا جس سے انکے گلے سے خون بہ نکلا تھا۔۔۔

"ایک بھی لفظ میری پاکیزہ ماں کے
بارے میں اور کہا تو یہیں گردن کاٹ
دوں گی"
وہ سرخ آنکھوں سے دھاڑتی ہوئی بولی تو
شدید اندر تک ڈر گئی تھیں---

سب نے انکو بمشکل چھڑایا تھا اور اسے گھسیٹتے ہوئے باہر نکالنے لگے تھے---

"چھوڑیں مجھے بابا بابا کہاں ہیں آپ یہ دیکھیں آپ کہ چھت تلے مجھ سے کیسی نا انصافی ہو رہی ہے---

اسکے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی آپ

کو آپ مجرم ہیں میرے اور میری ماں

کے---

آپ کو حساب دینا ہو گا میری ماں اور میرا

صبر قہر بن کر ٹوٹے گا آپ کے گھر پر کہ

آپ کا آشیانہ بکھر کر رہ جائے گا یہ بد دعا
ہے میری"
وہ گھر کے باہر بیٹھی چیختے ہوئے بول رہی
تھی آنسو بہاتی اور اسکی آوازیں کمرے
کے اندر موجود تیمور صاحب کو مر جانے پر
مجبور کر رہی تھی۔

اسکی کی ایک ایک بد دعا میں اتنی شدت

تھی کہ انکو اپنے دل میں درد کی لہریں

اٹھتے محسوس ہو رہی تھیں---

وہ کافی دیر آنسو بہاتی رہی گھر کے باہر

جہاں سے اسے نکالا گیا تھا اور پھر آخر کار

اٹھتے ریلوے سٹیشن کی طرف بڑھنے لگی

وہ فیصلہ کر چکی تھی---

بارش تیز تھی مگر اسکے دل کی دنیا پوری

طرح اجڑ گئی تھی بلکل اسکی ہستی کی

طرح--

آج کی رات سب سے بھیانک رات تھی

اس کی زندگی میں جس پر وہ جتنا بھی ماتم

کیوں نہ کرتی اتنا کم تھا---

وہ ٹھٹھرتی کالی رات میں تڑ تڑاتی بارش

میں ٹرین رکتے ہی سب سے پہلے ٹرین

سے اتری تھی---

لوگوں کی گہری , مشکوک ,ہوس زدہ اور پتہ
نہیں کیسی کیسی نظریں اسکے جسم کے آر
پار ہو رہی تھیں ہوتیں بھی کیوں نہ وہ
دلھن کے لہنگے میں آنسوؤں سے تر چہرہ
لیے اپنے سوگ وار حسن سے کسی کو بھی
اپنی طرف بری طرح مائل کر سکتی تھی--

لیکن وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اسکا

نصیب آج کی کالی رات کی طرح کتنا کالا ,

گہرا اور خوفناک تھا۔۔۔

اگر جان جاتے تو اسکے حسن کو للچائی

نظروں سے دیکھنے کی بجائے توبہ

کرتے۔۔۔

وہ اپنے لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی

برستی بارش میں بھاگتی جا رہی تھی---

آج کی بھیگی منحوس رات نے اسکا سب

کچھ چھین لیا تھا اس سے اسکا ہونے والا

شوہر, گھر اور اسکے اپنے---

وہ لوگوں کی کراہیت آمیز نظروں سے بچتی

بھاگتی جا رہی تھی--

آنسوؤں کے باعث سب کچھ دھندلا نظر آ

رہا تھا--

یہاں تک کہ وہ ایک گھرے جنگل کے

پاس پہنچ چکی تھی---

بارش سے اسکا لہنگا اور چولی اسکے شعلے کی

طرح دہکتے جسم سے چپک چکے

تھے۔۔۔۔۔۔وہ ایسے ہی بھاگتی رہتی جب

سامنے کسی چٹان نما چیز سے ٹکرائی

تھی۔۔۔

اسنے ڈرتے ڈرتے اپنی ہیزل براؤن نیم باز
آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو اٹھا کر سامنے
دیکھا تو اسکے قدموں سے جان نکل گئی
تھی کیونکہ آگے کوئی چٹان نہیں بلکہ ایک
لمبا چوڑا شخص کھڑا تھا۔۔۔۔

کالی بھیگی رات کی طرح ہی وہ پراسرار سا
شخص---
اسکی سرخ آنکھوں سے ٹپکتی وحشت اسکے
نازک بدن کے پرخچے اڑا رہی تھی---
وہ کپکپاتی ہوئی نفی میں سر ہلاتے اپنے
سرخ لبوں کو دانتوں تلے کچلتے پیچھے کی

طرف اٹھانے لگی لیکن یہ دیکھ کہ اسکی

جان نکل گئی کہ سامنے کھڑے شخص کے

لڑکھڑاتے قدم اسکی طرف بڑھنے لگے

تھے---

"میرے پاس آتا می م مم میں کہ

رہی ہوں میرے قریب مت آنا"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے قدم اٹھاتے اٹک

اٹک کر بولی---

بلیک پینٹ شرٹ پہنے چہرے پر بکھرے

کالے بال اسکی یونانی دیوتا جیسی شخصیت

کو چار چاند لگا رہے تھے---

اسے اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور
سامنے کھڑی حسن سے بھرپور بدن لیے
کھڑی لڑکی اسے اپنی اس آگ بجھانے کا
ایک واحد حل لگ رہی تھی---

اسنے لاکھ اپنے قدموں کو روکنے کی کوشش

کی مگر دوائی نے اپنا اثر دکھا دیا تھا اسکے

اندر کا بھیڑیا جاگ چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ دلربا وہاں سے بھاگتی

حازم نے اسکی پتلی کمر پر اپنی سخت

انگلیاں رکھتے اسے کمر سے دبوچا تھا۔۔۔

اسکا دہکتا شعلے کی جوانی جیسا نازک بدن

حازم علی شاہ کو انگارہ بنا گیا تھا۔۔۔

اس ظالم کی گرفت میں وہ پھڑپھڑا کر رہ

گئی تھی اور اونچی اونچی چیخنے لگی تھی مگر

وہ اسکی چیخوں کا لحاظ کیے بغیر اسکے سرخ

لپسٹک سے سجے نازک رس بھرے لبوں

کا اپنی ظالم اور وحشت زدہ ہونٹوں کی

گرفت میں لے گیا تھا---

کہ دلربا کی تمام تر چیخیں اسکے گلے میں ہی

دم گھوٹنے لگیں تھیں---

اسنے لاکھ مزاحمت کی مگر اسکے وحشی پن

نے اسکے جان آدھی کر دی تھی---

اسے جھٹکے سے کندھے پر لاد کر وہ جنگل

میں اپنے بنے ہٹ میں بڑھنے لگا۔۔۔

***

وہ اسکی کمر پر مکے برساتی چلی گئی مگر

اس حیوان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اگر وہ ہوش میں ہوتا اور جان جاتا کہ وہ کیا

کر رہا ہے تو خود کو ختم کر دیتا--

مگر سب بات ہوش کی ہی تو ہے---

اس کی جان ہوا ہونے لگی تھی اندھیری

کالی رات میں تنہائی میں وہ دونوں اکیلے

ہی تو تھے---

آخر اس کو بچانے والا کون تھا۔۔۔

کوئی بھی تو نہیں۔۔۔

صرف وہ ظالم شخص تھا جس کے رحم و

کرم پر وہ آج کی رات تھی۔۔۔

وہ ریتلی مٹی کو پاؤں سے روندتا ہوا ایک

فارم ہاؤس میں داخل ہوا جو پیور گلاس کا

تھا۔۔۔

جس سے اندر رہنے والوں کو تو باہر کا منظر

صاف نظر آتا تھا مگر باہر والوں کو

نہیں۔۔۔

فارم ہاؤس کا دروازہ دھاڑ سے کھولتا وہ اندر

داخل ہوا تھا۔۔۔اور لات مار کر دروازہ بند

کرتا وہ اپنے ماسٹر بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا

کیونکہ اب چلنا محال ہو رہا تھا۔۔۔

ہوس نے اسکے سارے احساسات منجمد کر

دیے تھے۔۔۔

دوائی اپنا اثر دکھا چکی تھی۔

حازم علی شاہ نہ صرف پاکستان بلکہ باہر کے کئی ممالک کا جانا مانا بزنز مین تھا۔ جس سے ہر کوئی ملنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ ترقی کی ان بلندیوں پر تھا جہاں اسکے

بہت سے دشمن ,حسد کرنے والے اور

آخری حد تک چاہنے والے موجود تھے---

آج بھی جب وہ اپنی بزنس ڈیل سے فارغ

ہوا تو فاریہ اسکی دوست اسے قریبی ہوٹل

لے گئی اسکی بہت کم کسی سے دوستی ہوا

کرتی تھی دو ہی شخص تھے جو اسکے دوست

تھے گھرے جگری دوست جن سے اسکا

کچھ بھی پوشیدہ نہیں تھا جبکہ فاریہ سے

اسکی دوستی کچھ ہی دیر پہلے ہوئی تھی---

مگر جیسے ہی وہ اسے کلب میں لے کر آئی

اور ڈرنکس کی آفر کی تو اسنے منع دیا تو فاریہ

نے کولڈ ڈرنکس منگوالی تھیں لیکن نظر
بچا کر وہ اسکے اندر وہ دوائی ملانا نہ بھولی
تھی جس سے ہر شخص اپنا ہوش بھول
جاتا ہے اور اپنے ساتھ موجود شخص کی
قربت میں بہک جاتا ہے---

فاریہ جانتی تھی کہ حازم بہت مضبوط
اعصاب کا مالک تھا عورتوں سے اسے
ویسے ہی چڑ تھی جیسے وہ دو سو فٹ دور
ہی رہنا پسند کرتا تھا۔۔۔

یہ فاریہ ہی تھی جسنے بہت محنت سے

اسکا دل جیتا تگا مگر اپنے مفاد کے

لیے---

اب بھی اسنے ایسی زیادہ اثر رکھنے والی نشے

کی دوا ملائی تھی جس سے حازم مکمل

ہوش کھو بیٹھتا اور اس کے اور حازم کے

درمیان پختہ تعلق قائم ہو جاتا جسے وہ چاہ

کر بھی نہ جھٹلا پاتا۔۔۔

جیسے ہی حازم نے وہ ڈرنک ہی فاریہ کے

چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ آگئی تھی

جبکہ حازم کو اپنے جسم سے دھواں اٹھتا

محسوس ہو رہا تھا۔ کافی رات ہو چکی تھی

جبکہ بارش نہایت تیزی سے برس رہی

تھی باہر---

جیسے ہی فاریہ حازم کے قریب ہونے لگی

۔ حازم کو ایک میسج رسیو ہوا تھا جسے پڑھ

کر اسنے فاریہ کو خونخوار نظروں سے

دیکھا---

اس سے پہلے کہ فاریہ اسکے ساتھ لگتی
اسنے غصے سے الٹے ہاتھ کا تھپڑ گھما کر
اسکے منہ پر مارا تھا جس سے وہ اوندھے
منہ گری تھی---

اور وہ فوراً ٹائی کو ڈھیلا کرتا باہر کی طرف
بڑھنے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ دوائی بہت

گہرے اثرات رکھتی ہے اس لیے جلد سے

جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا کہ اس سے

کوئی گناہ سرزد نہ ہو جائے---

گاڑی تیز بھگاتا ہوا وہ عجیب ہی انسان

لگ رہا تھا بال بکھر چکے تھے۔ سانس بری

طرح پھول چکا تھا--چہرہ سرخ ہو رہا تھا

اپنے اندر سے آگ نکلتی محسوس ہو رہی تھی---

اس لیے اسنے اپنے فارم ہاؤس کا انتخاب کیا تھا جو جنگل میں تھا کیونکہ وہاں اسکے علاوہ کوئی موجود نہیں ہوتا تھا---

اب بھی اس سے گاڑی اور ڈرائیو نہ ہوئی

تو وہ جنگل کے قریب گاڑی سے اتر گیا

اپنے جسم کو شدت سے کسی چیز کی طلب

محسوس کرتا دیکھ وہ دانت بھینچ کر رہ گیا

ہے--

وہ بمشکل راستہ طے کرتا جا رہا تھا--- جب

ایک نازک روئی کا گولا اس سے آکر ٹکرایا

اور اسکے ساحل کو جیسے کنارہ مل گیا

تھا---

وہ سرخ عروسی لباس میں حسین لڑکی

اسکے دل کی دنیا تہ و بالا کر چکی تھی جبکہ

اب اسکو شدت سے اس لڑکی کی قربت کی

چاہ ہونے لگی تھی--

اسنے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے انہیں تر

کیا تھا اور اپنے قدموں کو روکا تھا---

کیونکہ وہ جھیل سی آنکھوں والی لڑکی اس

سے ڈر رہی تھی---

لیکن وہ جھیل سی آنکھیں حازم علی شاہ
کے دل پر گہرا وار کر گئی تھیں جس سے
وہ اب تا عمر نہیں بچنے والا تھا۔۔۔
ضبط کی تنابیں ٹوٹیں تو وہ اس نازک جان
کو اپنی گرفت میں لیتے اپنی پیاس بجھانے
لگا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی کی کمزور مزاحمت اس پر کوئی اثر

نہیں کر رہی تھی۔۔۔اپنے مزے دخل

اندازی اس سے برداشت نہ ہوئی تو اسے

اٹھا کر اپنے ہٹ میں لے آیا۔۔۔

اب کچھ یاد تھا تو اپنی باہوں میں بھری

نازک مزاج حسن کی دیوی۔۔۔

کمرے میں لاکر اسے بیڈ پر پٹختا وہ اس پر

قابض ہوتا چلا گیا۔۔۔

نہیں مت کرو ایسا میرے ساتھ کیا بگاڑا"

ہے میں نے تمہارا میں تو تمہیں جانتی بھی

نہیں۔۔

خدارا میری زندگی مت تباہ کرو میں کبھی جی نہیں پاؤں گی"--

وہ بلک بلک کر روتی اپنی عزت بچانے کی التجا کر رہی تھی مگر آج اسکی قسمت میں اس بھیگی رات کی طرح تباہی لکھ دی گئی تھی---

وہ اسکی بات نظر انداز کرتا اس پر اپنا بوجھ
ڈالتا اسکے ہاتھوں کو بیڈ سے لگا گیا۔۔
دلربا کی کلایوں پر اسکی گرفت سے اسکی
سرخ چوڑیوں ٹوٹ کر اسکی کلائیوں کو
لہولہان کرنے لگیں۔۔۔

حازم کے ہاتھ دلربا کی عزت کو تار تار

کرتے چلے گئے تھے---

"نہیں نہیں پلیز نہیں"...

اسکی سانسیں تھم رہی تھیں---

"پتہ نہیں تم میں ایسا کونسا نشہ ہے جو

میں حازم علی شاہ خود کو لڑکیوں سے

ہمیشہ دور رکھنے والا آج چاہ کر بھی خود سے

تمہیں جدا نہیں کرنا چاہتا---

تم صرف میری ہو حازم علی شاہ کی اور

آج میں تمہیں مکمل طور پر اپنا بنا لوں گا تا

کہ تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جا سکو"----

وہ اسے دھکے دیتی رہی اپنی عزت کی

بھیک مانگتی رہی مگر اس بھیگی رات میں

حازم نے اسکی عزت کے ساتھ اسکا غرور

اسکے جینے کی وجہ بھی چھین لی تھی---

"تم صرف میری ہو حازم علی شاہ کی تم

پر صرف میرا حق ہے"---

یہ وہ واحد بات تھی جو وہ اسکے لبوں سے

لپسٹک ہٹاتا بار بار دہرا رہا تھا۔۔۔

وہ اسکی سنہری کانچ سی آنکھوں پر اپنا دل

ہار گیا تھا اور وہ اب اسے ہمیشہ کے لیے

اپنا بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

اس سیاہ بھیگی رات کو وہ دلربا کا سیاہ

بخت بنا چکا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا جب نشہ چھٹے گا تو وہ پھر بھی
یہ رات نہ بھول پائے گا کیونکہ اسکی
یاداشت ظالم حد تک تیز تھی اسے مدہوشی
کی بھی ہر ایک چیز ازبر رہتی تھی اور اب

تو اسکی پسند مل گئی تھی بھلا وہ اسے

کیسے بھول جاتا۔۔۔

رات سرکتی رہی اور وہ اس میں گم ہوتا چلا

گیا سامنے وجود کی پرواہ کیے بغیر کے اسکی

سانسیں باقی ہیں بھی یا نہیں۔۔۔

دلربا کی مزاحمتیں رات ہی دم توڑ گئی

تھیں ہتہ نہیں کتنی بار اس رات میں

اس ظالم نے اسے تشدد کا شکار بنایا

تھا۔۔۔

صبح اسکی سرخ کھلی آنکھیں اسکے لٹ

جانے ہر ماتم کناں تھیں جسم ایسا تھا

جیسے کسی نے بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو کوئی

ایک حصہ ایسا نہ تھا جو اس ظالم کے

لمس سے پاک رہا ہو۔۔۔

اسکو اپنے آپ سے کراہیت محسوس ہو رہی

تھی۔۔وہ خود کو اسکی قید سے آزاد کرتے

بمشکل اٹھی تھی اور واشروم میں بند ہوتی

خود کو اسکے لمس سے آزاد کرنے کی

کوشش کرنے لگی جو شاید ممکن نہ تھا

اسکی قسمت میں کل کی رات نے سیاہی

لکھ دی تھی---

اسے شدت سے اس شخص سے نفرت

محسوس ہو رہی تھی جو اسکو جیتے جی مار گیا

تھا وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلی تھی

اور اس شخص کا خوبرو چہرہ اپنی آنکھوں

میں ازبر کیا تھا جو کسی دردندے سے کم

نہیں تھا۔۔۔

وہ بمشکل چلتی اسکی کرڈ کے پاس گئی اور

اسکی ایک ٹراؤزر شرٹ نکال کر پہنی اور

وہاں موھود اسکی ایک چادر کو مضبوطی

سے اپنے گرد لپیٹا کیونکہ اسکے کپڑے تو وہ

رات ہی تار تار کر چکا تھا--

جو وہاں نیچے پڑے بیتی وحشت زدہ رات

کی کہانی بیان کر رہے تھے---

اسکی آنکھوں میں جیسے مرچیاں بھر گئی

تھیں---

اسنے قریب پڑا بیگ اٹھایا جو رات اسکی کمر

پر ہی تھا جسے حازم شاہ آتے ہی پھینک

چکا تھا---

اس کو اٹھاتے اسنے فوراً اپنے ڈاکومینٹس

چیک کیے اور وہاں سے ہمیشہ کے لیے

نکلنے لگی

اگر یہ بیگ جو اسے گھر سے نکال دینے

کے بعد انکی خاص ملازمہ نے اسکی محبت

میں دیا تھا جس میں اسکے خاص

ڈاکومینٹس اور پیسے موجود تھے جو بعد میں

اسکے کام آتے۔۔۔

اسنے دل میں ہی اس ملازمہ کو دعائیں

دی تھیں۔۔

وہاں سے چلتی وہ جنگل کا رستہ عبور کرتی

اس شہر کے پل پر پہنچ گئی تھی جہاں

نیچے گہرا پانی تھا۔۔۔

اس وقت اسکی دماغی حالت بہت کمزور

تھی کہ وہ خودکشی کرنا چاہتی تھی۔

اس سے پہلے کے وہ پل سے نیچے

چھلانگ لگاتی ایک بزرگ نے اسے روکا

تھا---

"یہ کیا کر رہی ہو بیٹی کیا اللہ کی نعمت

سے منہ موڑ رہی ہو"

وہ بولے تو وہ نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنے لگی---

"میں خاک ہو گئی ہوں کچھ نہیں بچا مجھ میں جو یہاں زندگی گزار سکوں یہ ابنِ آدم مجھے گندہ کر چکے ہیں"

درد سے کہتی ہوئی وہ پھپھک پھپھک کر رو

دی ---

"تو کیا یوں اسکے حضور جاؤ گی کیا سامنا کر

پاؤ گی اس حالت میں اپنے خدا کا"

انکی بات نے اسکے جسم میں لرزا طاری کر

دیا تھا---

وہ کیا منہ لے کر جاتی اپنے رب کے"

حضور ایسی کونسی نیکی تھی اسکے پاس جو

وہ بخش دی جاتی---

اور اب تو اسے اور رہنمائی کی ضرورت

تھی..اسے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی

تھی ,ابھی تو خدا کے حضور جھک کر خود

کو پاک کرنے کی دعائیں مانگنی

تھیں"---

یہ وہ کیا کرنے چلی تھی رب نے جس

کفر خودکشی سے منہ کیا تھا وہ خود وہی کام

کرنے جا رہی تھی---

وہ زوروں سے رو دی آخر کار اسکے رب

نے اسے بچا ہی لیا تھا کیونکہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ وہ اپنی زندگی بے مول

کرے۔۔۔

اسنے تشکرانہ انداز میں ان بزرگ کی طرف

دیکھنا چاہا تو جگہ سنسان تھی جہاں نہ بندہ

تھا نہ بندے کی زات---

یہ بات اسے اندر تک جھنجھوڑ گئی تھی---

اور وہ اپنے نئے سفر پر نکلی تھی---

وہ ایک دارلامان میں رہنے لگی تھی اور

اسے ایک اچھے آفسجاب بھی مل گئی تھی

اپنی قابلیت پر جو اسکے لیے کافی تھی---

"آخر تم اپنے رب کی کون کون سی

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"

***

حازم کی آنکھ دوپہر کے قریب کھلی

تھی۔۔۔وہ جھٹکے سے اٹھا اور اپنا سر پکڑ

کر بیٹھ گیا بیتی وحشت زدہ رات کے لمحے

ایک ایک کر کے اس پر کھلتے چلے

گئے۔۔۔

وہ شدت اور پچھتاوے سے اپنی آنکھیں
میچ گیا اس میں اپنے ساتھ موجود وجود کو
دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی---

جیسے ہی اسنے خود پر ضبط کرتے دائیں
طرف بیڈ پر دیکھا تو جگہ خالی تھی جہاں
صرف خون کے دھبے اور سرخ ٹوٹی ہوئی

چوڑیاں تھیں جو بیتی رات کی داستان سنا

رہی تھیں جس میں وہ ظالم ٹھہرا تھا---

یقیناً وہ رات اس نازک لڑکی کی کلائیوں کو

بری طرح زخمی کر گیا تھا اسنے خون دیکھتے

ندامت سے سوچا--

جس لڑکی کی آنکھوں دیکھتے لمحے میں وہ اپنا

دل ہار گیا تھا آخر وہ کیسے اسکی عزت تار

تار کر گیا تھا۔۔۔یہ سب اس فاریہ کی وجہ

سے ہوا تھا۔۔۔

وہ سب کچھ نظرانداز کرتے اٹھا اور اس

لڑکی کو تلاش کرنے لگا مگر نہ ہی وہ اسے

واشروم میں ملی اور نہ ہی پورے ہٹ

میں---

وہ اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو گیا تھا مگر

وہ وہاں ہوتی تو تب ملتی نہ---

اسے شدت سے اپنے دل میں درد اٹھتا

محسوس ہو رہا تھا۔

"آآآآآآآ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ مجھے

چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہے ابھی تو میں

نے اسے اپنانا تھا اپنا بنانا تھا وہ کیسے

مجھے عشق کی پھانس میں مبتلا کر کے تنہا

کر گئی کیسے"

وہ ایک جھٹکے میں بیڈ شیٹ نوچ کر

پھینکتا وہاں بیٹھے چیخ رہا تھا---

"نہیں جا سکتی وہ مجھے چھوڑ کر وہ میری

وہ ہے عشق میرا ہے محبت میری, ہے ,

یہ کیا کر دیا میں نے اسکے ساتھ میری وجہ

سے گئی ہے وہ کتنا روکا تھا اسنے رات

مجھے میں کیوں نہ رکا خدایا کیوں نہ رکا

...''میں

وہ سر پکڑتے دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا

بلکہ کانچ سے اپنے ہاتھ تک زخمی کر چکا

تھا جسنے اسکے محبوب کو بھی تکلیف پہنچائی

تھی---

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا اس سے بھی زیادہ

درد میں وہ خود مبتلا تھی جسکا نصف درد

بھی وہ برداشت نہ کر پاتا---

کبھی لڑکیوں کے قریب نہ جانے والا نہ

صرف ایک لڑکی کی عزت تار تار کر گیا تھا

جبکہ اسکے عشق میں بھی مبتلا ہو گیا تھا

جو پتہ نہیں اسکی قسمت میں تھی بھی یا

نہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے ڈھائی ماہ کا عرصہ بیت

چکا تھا۔۔۔دلربا آفس کے ورکرز کے ساتھ

گھل مل گئی تھی۔۔۔وہ بہت ہی ملن سار

اور لوگوں کی مدد کرنے والی لڑکی تھی۔۔۔

اب بھی وہ اپنے کیبن میں کام میں

مصروف تھی جب ولید اسکے کیبن کا

دروازہ ناک کرتا اندر آیا۔۔

"ٹن ٹنا نان"

اسکے ہاتھ میں سینڈوچز اور چائے دیکھ کر

وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔۔۔

"اب یہ کس خوشی میں ہیں"

اسنے ولید کو دیکھتے ہوئے پوچھا جسکا اسکو

دیکھتے ہی چہرہ کھل جاتا تھا---

وہ اسکے سامنے آتا بیٹھا اور ٹیبل پر ڈش

رکھی---

تمہیں پسند ہیں نہ یہ اور ویسے بھی سب"

کے لیے لایا تھا تمہارے لیے بھی لے آیا

اس میں کیا بڑی بات ہے---

تم کھاؤ نہ ٹھنڈے ہو رہے ہیں---

اور ویسے بھی تم کام کر کے تھک گئی ہو

گی"---

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو دلربا

اسے دیکھ کر رہ گئی آخر یہ شخص اس کے

لیے کیا کیا کرے گا۔۔۔

"کیوں کرتے ہو تم یہ سب جب تم

جانتے ہو کہ تمہیں کچھ حاصل نہیں

ہوگا"۔۔۔

یہ کہتے ہوئے دلربا کی آنکھوں میں غم اترا

تھا اور ولید کے چہرے پر درد بھری

مسکراہٹ آئی تھی---

کیوں کا تو پتا نہیں مگر یہ دل یہ میری

سنتا ہی کہاں ہے-- اس پر میرا کوئی

اختیار نہیں--- اور تم مجھے قبول نہ

کرنے کی ایک وجہ بھی تو نہیں

دیتی"---

وہ بھی دبے لفظوں میں اس سے شکوہ

کرتے بولی تو وہ سر پکڑ کر رہ گئی اور جب

وہ بولی تو لہجہ سنجیدہ تھا---

"ولید میں تم سے کتنی بار کہوں کہ میں
بنجر صحرا ہوں جو کسی کو کبھی سیراب نہیں
کر سکتی---
جس زندگی میں شامل ہو جاؤں گی وہ زندگی
ختم ہوتے لمحہ نہیں لگے گا---

تم مجھ سے بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے

ہو میں تمہارے قابل نہیں کن لفظوں

میں سمجھاؤں میں تمہیں"----

وہ نم آنکھوں سے بولی تو ایک دم ولید

نے بات بدل دی وہ نہیں جانتا تھا کہ

دلربا کی کیا مجبوری ہے لیکن وہ اپنی وجہ

سے دلربا کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا

تھا۔۔۔

وہ تو بتا بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس

زمانے سے اداس سی لڑکی کی کانچ سی

آنکھوں پر فدا ہو چکا ہے۔۔۔

اس سے اس کی اداس آنکھیں ہیں تو کھا

گئی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ان

کانچ سی آنکھوں تو کوئی بڑی شدت سے

تلاش کر رہا ہے---

"اچھا میں چلتا ہوں مجھے کام ہے"

یہ کہتا وہ جا چکا تھا---

جب کہ وہ اسے اداسی سے جاتا دیکھنے

لگی---

اسنے بھی زندگی میں کبھی چاہے جانے کی

چاہ کی تھی لیکن اس کے اپنے باپ کی

وجہ سے یہ صرف حسرت بن کے رہ گئ

تھی وہ تلخی سے سوچ کر رہ گئ---

ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کے امامہ

دندناتی ہوئی اندر آئی---

"دلربا کی بچی کیا تم نے پھر سے ولید کا

دل دکھایا ہے وہ بے چارہ بڑا سا اداس منہ

لیے نکلا ہے یہاں سے"

امامہ جو اس عرصے میں اسکی سب سے

اچھی دوست بن گئی تھی اسے گھورتی ہوئی

بولی--

"کتنا دفعہ تو منع کر چکی ہوں میں اسے

اسکو کیا ضرورت ہے اسے میرے پیچھے

آنے کی"

اسنے سر جھٹکتے تلخی سے کہا۔۔

"دلربا تم کتنی سفاک ہو وہ بچارہ کب سے

تم پر اپنے سچے جزبات نچھاور کرنا چاہتا

ہے اور ایک تم ہو کہ ہر بار اسکی پہل کو

روندتی آئی ہو"۔۔۔

امامہ اسکی عقل پر ماتم کرتی بولی تو وہ

پھٹ پڑی تھی---

"نہیں ہوں میں اسکے قابل سنا تم نے

نہیں ہوں میں اسکے قابل وہ کوئی پاک

لڑکی ڈیزرو کرتا ہے لیکن میں پاک نہیں

رہی"

وہ ایک دم اٹھتی سرخ آنسوؤں کی آمیزش

لیے آنکھوں سے دھاڑی تو امامہ ایک دم

لڑکھڑا کر ڈر اور حیرت سے پیچھے ہوئی یہ کیا

کہ رہی تھی وہ----

اسکے ایک دم بلکنے پر امامہ نے بھاگ کر

اسے گلے لگایا---

آخر اسکا راز اسکے منہ پر آ ہی گیا تھا۔۔۔

"نہیں ہوں میں کسی کے قابل جسے

درندہ نوچ گیا ہو وہ کسی کے گھر کی عزت

نہیں بنا کرتی"

اتنا کہتی وہ سسکنے لگی تھی اسکا درد ناقابلِ

بیان اور اس قدر عزیت زدہ تھا کہ امامہ

جیسی مضبوط لڑکی کے بھی آنسو بہ نکلے تھے---

"کون تھا وہ تم نے اسکے خلاف کمپلین کیوں نہیں کی"

امامہ اسے جھنجھوڑکر بولی تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی--

اتنی سکت نہیں تھی مجھ میں بس"

وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی--اگر وہ

بزرگ مجھے نہ روکتے تو اب تک شاید زندہ

بھی نہ ہوتی"...

روتے روتے آہستہ آہستہ اس پر ساری
حقیقت آشکار کرتی چلی گئی جسے امامہ دم
سادھے سن رہی تھی--

***

دو دن بعد ولید پھر اسکے لیے کچھ کھانے
کے ساتھ گلاب کے پھولوں کا بکے لے

آیا تھا مگر فرق صرف اتنا تھا کہ اب کی بار

اسنے پھول سب کے سامنے دیے تھے تا

کہ دلربا انکار نہ کر پائے---

دلربا ولید کی اس جرات پر ششدر رہ گئی

تھی سب کولیگز دم سادھے خوشی سے

انہیں دیکھ رہے تھے انہیں ولید اور دلربا

دونوں ہی پسند تھے دونوں کی جوڑی بھی

کیا کمال لگتی---

اس لیے دھیرے دھیرے سب ہوٹنگ

کرنے لگے تھے۔ جبکہ ولید آنکھوں میں

حسرت اور خوشیوں کا جہان لیے اسے دیکھ

رہا تھا---

اس کی آنکھیں ایک دم سرخ ہوئی تھیں

اور آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے وہ نہ

صرف اسکا بلکہ اپنا بھی سرِ بازار تماشہ لگا

چکا تھا۔۔۔

ولید اسکی آنکھیں نم دیکھ فوراً کھڑا ہوا

تھا۔۔۔

دلربا نے چاروں طرف ہراساں نظریں

دوڑائیں تو سب انہیں کو دیکھ رہے

تھے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ولید کو نہ کرتی سب

کے سامنے کمپنی کے مالک کے آنے کا

شور اٹھا تھا۔۔۔

"جلدی سب سمیٹو باس آ گئے جلدی کرو"

ایک دم ہڑ بڑی مچ گئی تھی---

وہ بھی ایک دم ولید کے پاس سے گزرتی

تیز قدموں سے اپنے کیبن میں بڑھی

تھی---

اس نے آج تک اپنے باس کو نہ دیکھا تھا
کیونکہ وہ زیادہ تر دوسرے ممالک یا شہروں
میں ہی اپنا بزنس پھیلاتا تھا---
سال میں ایک آدھ بار یہاں بھی اسکا چکر
لگتا تھا دلربا نے ایسا سن رکھا تھا مگر کبھی
اس سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی کیونکہ

دلربا کی موجودگی میں کبھی اسکا چکر نہیں لگا تھا۔۔۔

جیسے ہی دلربا کیبن میں داخل ہوئی ولید اسکے پیچھے داخل ہوا تو وہ ضبط کے تمام بندن توڑتے ہوئے سسک کر بولی۔۔۔

"کیوں پیچھا نہیں چھوڑ دیتے میرا"

اسکی بات نے تو جیسے ولید کے سارے

لفظ چھین لیے تھے---

کہا تھا نہ کہ میں تو خود کانٹوں سے لیس"

ہوں قریب آکر صرف خود کو زخمی کرو

گے"

وہ درد کی شدت سے بولی تو ولید لب بھینچ

کر رہ گیا---

"آخر کیا کمی ہے مجھ میں وہ سب

خوشیاں تمہیں دے سکتا ہوں میں جسکی

تم حقدار ہو...."

وہ بھی آج پھٹ پڑا تھا---

درد آج حد سے سوا تھا کہ وہ برداشت

نہیں کر پایا اور شکوہ کن لہجے میں بولا---

"تم میں کوئی کمی نہیں ولید لیکن افسوس

مجھ میں ہے تم تو مجھے خوشیاں دے دو

گے ساری پر میں..."

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی بولی---

"میں کوئی خوشی کوئی آرام نہیں دے

سکتی دے ہی نہیں پاؤں گی کیونکہ

میرے اختیار میں نہیں"...

آنکھوں سے آنسو بے لگام ہوتے ٹپ ٹپ

برستے چلے گئے تھے--

"کیوں آخر وجہ کیا ہے اسکی"

وہ اسکے پاس سے نکلنے لگی تو وہ پہلی بار

اسے بازو سے دبوچتا اپنے مدِ مقابل کرتا بولا

تو اسکی قیامت جیسی سرخ آنکھیں دیکھ

دل کو کچھ ہوا تھا مگر اسکے پاس کوئی ایسا

حق نہ تھا جس سے وہ آنسو چن لیتا۔۔۔

"تمہیں کبھی توڑنا نہیں چاہتی تھی میں

لیکن تم نے میری بات نہیں مانی جاننا

چاہتے ہوں کیوں تو سنو۔۔۔

تمہاری زندگی میں آنے والی شاید میں پہلی

عورت ہوں مگر میری زندگی میں آنے والی

تم پہلے مرد نہیں"

وہ اسکے سینے پر انگلی سے دستک دیتی
بولی تو بے یقینی سے اسکی آنکھ سے آنسو
گرتا بے مول ہوا تھا جبکہ درد دلربا کے
دل میں بھی اٹھا تھا جسے وہ چاہ کر بھی
چہرے پر لانے سے نہ روک پائی تھی اور
پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی---

وہ ششدر سا پیچھے ہٹا تھا۔۔۔

"دلربا یہ چائے لے کر جاؤ باس کے

کمرے میں میرے پاؤں پر چائے گر گئی

ہے"

امامہ نے لڑکھڑا کر اندر آتے اسے چائے

دیتے کہا اور اسے سمبھال کر کھڑا کیا اسنے

دلربا کو فرار دکھائی تھی---

وہ جانتی تھی آج نہیں تو کل ولید کا دل

بری طرح ٹوٹنا تھا اور وہ دن آج کا دن

تھا---

دلربا فوراً سے چائے کی ڈش پکڑتی باس

کے آفس کی طرف گئی تھی---

جبکہ پیچھے امامہ ولید کو تسلی دے رہی

تھی---

"ولید اس میں دلربا کا کوئی قصور نہیں

ہے"

"اسکی سب قصور اس کا ہے نہیں کیسے

وجہ سے ہی تو ہوا ہے"

جیسے ہی وہ دلربا کی صفائی دینے لگی تو وہ

ٹوٹے ہوئے دل کے باعث درد سے چیخ

کر بولا تو امامہ بھی دو قدم پیچھے ہوئی

تھی--

جیسے ہی دلربا آفس میں ناک کر کے داخل

ہوئی سربراہی کرسی پر بیٹھا شخص اسے

دیکھ کر جیسے سانس لینا بھول گیا تھا۔۔

جبکہ دلربا ابھی تک چائے ہاتھ میں لیے

ولید کے لیے افسوس محسوس کر رہی رھی

کیونکہ ابھی اسکی نگاہ سامنے جو نہ پڑی

تھی---

اگر پڑ جاتی تو پتہ نہیں کیا قیامت آتی---

سامنے بیٹھا شخص دیوانہ وار اسے دیکھ رہا

تھا جیسے دید کی پیاس بجھا رہا ہو جیسے

ساحل کو سالوں بعد کنارہ ملا ہو جیسے آج

اسکی تلاش ختم ہوئی ہو---

وہ بے یقینی سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا

اور آگے بڑھنے لگا تھا---

تاکہ اسے چھو کر یقین کر سکے جبکہ مینجر

نے دلربا کو وہیں کھوئے دیکھ اسکا نام

پکارا---

"دلربا چائے ٹیبل پر رکھ دو"

انہوں نے سرزنش کرتے کہا تو وہ چونک

کر حال میں لوٹی اور انکی طرف دیکھا اور

پھر نظر سامنے اٹھی تو اٹھی رہ گئی۔۔۔

خوف سے ایک دم ہاتھ لرزنے لگے

تھے۔۔۔لمحہ لگا تھا اسے سامنے کھڑے

شخص کو پہچاننے میں کیونکہ وہ کوئی اور

نہیں بلکہ اسی وحشت زدہ رات والا ظالم

درندہ تھا جو اسے اس رات نگل گیا

تھا---

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ اسکی سانسیں

سینے میں اٹکنے لگیں تھیں جبکہ خوف سے

بھاگنے کی بجائے زمین نے اسکے پاؤں جکڑ

لیے تھے---

مینیجر نا سمجھی سے انہیں دیکھ معاملہ

سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا---

وہ دلربا کے نزدیک تر آگیا تھا اور ہاتھ بڑھا

کر اسکی گال پر رکھا تو اسے یقین آیا کہ یہ

لڑکی اسکا کوئی تخیل نہیں بلکہ سچ میں

وہاں موجود تھی---

"My Queen"

دو لفظی سرگوشی برآمد ہوئی تھی حازم علی

شاہ کے عنابی لبوں سے جسے سن کر اسکے

جسم میں لرزش ہوئی تھی سکتا ٹوٹا تھا--

یسے لگا جیسے کسی بچھو نے اسکے گال پر

ڈنگ مار دیا ہو---

وہ اس پر گرم چائے الٹی بغیر پیچھے دیکھتی

باہر کو بھاگی تھی---

پیچھے وہ اپنے اوپر گرم ابلتی چائے گرنے

پر سختی سے لب بھینچ کر رہ گیا اور کپڑے

جھاڑنے لگا ---

"سر سر آپ ٹھیک تو ہیں"

مینیجر فوراً اسکے قریب آتے اسکے کپڑے

جھاڑتا بولا---

"اسکا پیچھا کرو"

وہ سرخ آنکھوں سے بولا تو مینیجر بھی باہر

کی طرف گیا تھا۔۔۔

دلربا ہڑبڑی میں اپنے کیبن میں اتی اپنا

بیگ پکڑنے لگی تو امامہ اور ولید سے

ٹکرائی۔۔۔

اسے یوں بری طرح ڈرا دیکھ وہ بھی

پریشان ہو اٹھے تھے---

"کیا ہوا ہے دلربا اتنی پریشان کیوں

ہو"---

امامہ نے اس سے پریشانی سے پوچھا تھا

جبکہ یہی حال کچھ ولید کا بھی تھا آخر وہ

جاننا چاہتا تھا کہ وہ کس سے اتنا ڈری

ہوئی ہے---

امامہ وہ وہ آگیا ہے---"

وہ واپس آگیا ہے---

وہ درندہ--- وہ مجھے مار ڈالے گا--- مجھے

چھپنا ہوگا اس سے"----

وہ ڈر کی شدت سے اسے پیچھے دھکا دیتی

ہوئی باہر کو بھاگ گئی تھی---

یہ دلربا کس شخص کی بات کر رہی تھی "

کون درندہ کس شخص کی بات کر رہی تھی

وہ آخر امامہ بتاؤ مجھے"

ولید اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بولا جو

یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ کیا وہ

شخص واقعی میں واپس آگیا ہے جو دلربا کی

زندگی تباہ کرنے کا ذمہ دار تھا----

اور وہ بھی اس کے آفس پہنچ چکا تھا آخر

کون تھا وہ شخص اس آفس میں--- اس

مینیجر دونوں وہ تو سوچا سے سر دکھتے نے

کے بدحواس ہو کر بھاگنے پر حیرت سے

باہر کو نکلے تھے۔۔

جو بھاگ کے دلربا کے پیچھے جا رہے تھے

مگر دلربا تیزی سے رکے بغیر رکشے میں

بیٹھ کر جا چکی تھی۔۔۔

سر آپ دلربا کے پیچھے کیوں گئے تھے "

"آخر اس نے کیا کیا ہے

ولید نے ان سے پریشانی سے پوچھا اس

سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے حازم علی

شاہ مضبوط قدم لیتے ان کے پاس آیا

تھا---

"کہاں ہے وہ اس کا پوچھا کیا"----

وہ سرد لہجے میں بولا تو سارے اس کی

ٹون دیکھ کر سانس روکے اسے دیکھنے لگے

تھے---

"سر اس سے پہلے کہ میں اس کے
پاس پہنچتا وہ نکل گئی تھی مگر ہمارے
پاس اس کی رہائش کا پتہ ہے"
وہ ڈر کے مارے جلدی جلدی بولے تو
حازم علی شاہ انہیں خون خوار نظروں
سے دیکھنے لگا۔۔۔

دس منٹ کے اندر مجھے اس جگہ پر "

پہنچنا ہے جلدی کرو"---

وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا گاڑی میں

بیٹھتا ہوا بولا تو انہوں نے فوراً گاڑی دلربا

کے ہوسٹل کی طرف بڑھا دی تھی جہاں

اس کی رہائش تھی---

"اب میں تمہیں کسی قیمت پر بھی خود

سے دور نہیں جانے دوں گا یہ وعدہ ہے

میرا"---

حازم علی شاہ نے دل میں سوچتے عہد کیا

تھا---

دوسری طرف دلربا بھاگتے ہوئے جلدی

سے ہاسٹل کے اندر داخل ہوئی تھی اور دو

دو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئی اپنے روم میں

پہنچی تھی--

اس کا سانس پوری طرح پھول چکا تھا--

اسے کسی بھی حال میں اپنے ڈاکومنٹس لے کر یہاں سے فرار ہونا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس جیسا اونچے رتبے والا شخص یہاں کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا تھا۔۔

اس نے جیسے ہی اپنے ڈاکومنٹس اور کچھ کپڑے ایک بیگ میں ڈال دے اور باہر کی طرف بڑھنے لگی---

لیکن اس سے پہلے کہ وہ نیچے جاتی وہاں کی کھڑکی سے اس نے نیچے بہت سی گاڑیاں رکتے دیکھیں اور اندر سے حازم علی

شاہ کو نکلتے دیکھ اس کی روح فنا ہوئی تھی--

وہ اس کے بھاگنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا--- وہ الٹے قدموں وہاں سے پلٹی تھی اور پیچھے کو بھاگی تھی---

حازم علی شاہ بغیر وقت ضائع کیے اندر

داخل ہوا تھا اور دو منٹ میں اس کے

انفارمیشن نکلوا کر اس کے کمرے کے

سامنے موجود تھا۔۔۔

اس کے کمرے کو زوردار لات مار کر اس
نے دروازہ کھولا تھا اور اندر دیکھتے وہ حیرت
سے دنگ رہ گیا تھا۔۔۔
دستگیر شاہ زائشہ کا بہت خیال رکھتا تھا۔۔

یہاں تک کہ اسے اٹھ کر پانی بھی نہ پینے

دیتے تھا بلکہ اسکی ایک آہ پر جن کی

طرح خود حاضر ہو جاتا تھا۔۔

اب بھی وہ اسے زبردستی پھل کاٹ کے

دے رہا تھا جو وہ منہ پھلائے کھا رہی تھی

کیونکہ اسکا بلکل دل نہیں تھا۔۔۔

اچانک اسکا فون بجا تو وہ اس طرف متوجہ
ہوا فون پر نمبر دیکھ اسنے ایک نظر زائشہ کی
طرف دیکھا اور پلیٹ اسے پکڑاتا باہر کال
سننے چلا گیا۔۔۔

زائشہ کو اس کی حرکت کچھ عجیب لگی تھی

اس لئے وہ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے کی

تھی---

" میں تمہیں ان کے ٹریٹمنٹ کے پیسے

دے رہا ہوں نا تو پھر بار بار مجھے کال کر

کے کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو تم--

اگر اب اپنی سلامتی چاہتے ہو تو مجھے کال

مت کرنا--

ان سے کہو کہ ان کی بیٹی خوش ہے

میرے ساتھ اور ابھی ویسے بھی اس کی

طبیعت ٹھیک نہیں نہ میں اسے لانا

چاہتا ہوں--

اور اب مجھے کال مت کرنا یہ کہتے ہی

اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا تھا--

جب کہ وہ پیچھے مڑا تو زائشہ حیرت کا بت

بنے وہاں کھڑی تھی---

دستگیر کس کی کال تھی بتائیں مجھے "
ماموں تھے نہ فون پر کیا کہہ رہے تھے وہ
امی کو کیا ہوا ہے"....
وہ اس کے قریب آتی ہوئی کپکپاتے
ہوئے لہجے میں بولی وہ کوئی بری خبر نہیں
سننا چاہتی تھی....

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کسی

اور کی کال تھی تمہیں غلط فہمی ہوئی

ہے..."

وہ ایک دم بدلے ہوئے لہجے میں بولا تھا

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس حالت میں

کسی اور چیز کی ٹینشن لے--- اور کہیں

نہ کہیں اس کے دل میں یہ ڈر تھا کہ وہ
واپس جانے کی فرمائش نہ کرے کیونکہ وہ
یہ فرمائش پوری نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
اس کو لگتا تھا کہ اگر ایک بار بھی زائشہ
یہاں سے چلی گئی اپنی ماں کے پاس تو

وہ اس کے پاس دوبارہ کبھی نہیں آنا

چاہیے گی---

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ یہ سب

کر کے زائشہ کو خود اپنے آپ سے دور کر

رہا تھا----

"آپ میرے منہ پر جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں---

میں خود سن چکی ہوں ماموں جان کی آواز---

میری ماں کی طبیعت اتنی خراب ہے اور آپ مجھے بتا ہی نہیں رہے کتنے ظالم ہیں

آپ۔۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت ان سے

ملنے جانا ہے"۔۔۔

وہ بھی ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔۔

وہ اس انداز میں بات کرتی ہوئی شاید یہ

بھول گئی تھی کہ وہ دستگیر شاہ تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر دستگیر شاہ کی

آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں غصے کی وجہ

سے اور وہ اس کے بال دبوچتے ہوئے

بولا۔۔۔

کیا کہا ایک بار پھر کہنا۔۔۔ ظالم ہوں "

میں تمہیں ملنے نہیں دیتا تمہاری ماں

سے۔۔۔ سن لو کبھی ملنے نہیں دوں گا

میں تمہیں تمہاری ماں سے یہیں رہوں گی

"تم....

وہ اس کے بالوں پر اپنی گرفت مضبوط

کرتا ہوا اس کے منہ پر غصے سے دھاڑتے

ہوئے بولا تھا کہ زائشہ اندر تک ڈر گئی

تھی------

اس نے سوئے ہوئے پرانے دستگیر شاہ

کو جانے انجانے میں جگا دیا تھا---

وہ بے یقینی سے اس کا بدلا ہوا لہجہ

دیکھنے لگی تھی یہ تو وہ دستگیر شاہ تھا ہی

نہیں جو ڈھائی ماہ سے اس کے ساتھ تھا

یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔

جس سے وہ پہلے دن ملی تھی۔۔۔

آپ۔۔۔کتنا بدل گئے ہیں آپ۔۔۔"

تو اتر ہی گیا نہ آپ کے منہ سے جھوٹی

محبت کا ملکھوٹا۔۔۔

اتنی دیر سے آپ نے مجھے دھوکے میں

رکھا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں---

مگر اصل حقیقت تو یہ تھی کہ آپ مجھے

یہاں قید کر کے رکھنا چاہتے تھے---

لیکن آپ بھی سن لیں بہت جلد آپ کو

چھوڑ دوں گی میں----

اور یہاں سے چلی جاؤ گیں نہیں رہوں

گی میں آپ کے ساتھ---

طلاق لے لوں گی---

مجھے آپ جیسے جھوٹے رشتے کی کوئی

ضرورت نہیں---

مجھے میری ماں آپ سے زیادہ عزیز ہے

"---

اس حالت میں اس کا غصہ اسکے دماغ پر اثر کر گیا تھا اور وہ بغیر سمجھے بولتی چلی گئی--

وہ بھی اس سے ڈرے بغیر اس کے منہ

پر چیختے ہوئے بولی آنکھوں سے آنسو نکلتے

ہوئے چہرہ تر کرتے جا رہے تھے---

جب کہ درد کی شدت سے اس کا چہرہ شدید

سرخ پڑ چکا تھا لیکن اس کے الفاظ

سامنے موجود مقابلہ کو سلگتی ہوئی جہنم

میں دھکیل گئے تھے---

مجھے چھوڑو گی تم مجھ سے طلاق لو گی--"

اب میں تمہیں بتاؤں گا کے لفظ جدائی

کی سزا کیا ہوتی ہے"---

دستگیر شاہ پر تو جیسے خون سوار ہو گیا تھا

وہ اسے اندر گھسیٹتے ہوئے بولا---

"چھوڑیں مجھے"

وہ جھٹپٹائی تو دستگیر شاہ نے زناٹے دار

تھپڑ اسکے منہ پر مارا تھا کہ اسکا سر سن

ہو کر رہ گیا تھا اور وہ بری طرح رونے لگی

تھی---

"اب دیکھو انجام مجھ سے دور جانے کا"

وہ اسے اندر لے جا کر بیڈ پر دھکیلتے

ہوئے بولا---

اس نے کبرڈ سے اپنی بیلٹ نکالی

تھی--- اور پے در پے اس پر وار کرتا چلا

گیا یہ جانے بغیر کہ وہ کس حالت میں

ہے غصہ اس کی عقل کو بالکل کھا گیا

تھا----

ایک دم جب وہ سسک سسک کر رونا
بند کر چکی تو اسے ہوش آیا تھا ایک دم
فضا میں بلند ہاتھ روکا تھا۔۔۔
اور وہ سکتے سے دنگ رہ گیا تھا یہ وہ کیا کر
رہا تھا۔۔۔

کیا وہ اتنا بے حس ,ظالم اور درندہ بن چکا

تھا کہ اس کی حالت کا لحاظ کیے بغیر اس

پر وار کرتا جا رہا تھا۔۔۔

یہ وہ کیا کر بیٹھا تھا بیلٹ چھوٹ کر اس

کے ہاتھ سے نیچے گری تھی اور وہ ایک

دم زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس کے قریب کیا

تھا۔۔۔

"زائشہ زائشہ میری جان اٹھو۔۔۔پلیز

آنکھیں کھولو یہ میں نے کیا کردیا تمہارے

ساتھ۔۔

اپنے ساتھ ہمارے بچے کے ساتھ۔۔۔

"میں بہت برا ہوں

وہ ایک دم اپنے منہ پر تھپڑ برساتا چلا گیا تھا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا...

زائشہ کو ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ اس نے فورا ڈاکٹر کو کال کی تھی---

اسکی جان جا عہی تھی اپنی زالئشہ اپنی کل

کائنات کو اس حالت میں دیکھ جو صرف

اسکی وجہ سے ہوئی تھی--

ڈاکٹر کے پہنچنے پر ڈاکٹر نے اسے بری

طرح گھور کر دیکھا تھا جو اس کا حال تھا وہ

صاف ظاہر تھا کہ اس کے شوہر نے

اس کی یہ حالت کی تھی--

ڈاکٹر کو بالکل یقین نہ آیا کہ کچھ ماہ پہلے

یہ شخص کیسے دیوانہ ہو رہا تھا اپنی بیوی

کے لئے اور آج اس نے اپنی بیوی کی

بری حالت کر دی تھی--

اس نے غصے سے دستگیر شاہ باہر انتظار کرنے کا کہا اور خود اس معصوم کا چیک اپ کرنے لگی جو بے ہوشی میں بھی درد سے کراہ رہی تھی---

وہ اس کی مرہم پٹی کرتے باہر آئی اور

اسے غضبناک آنکھوں سے دیکھا مجھے

افسوس ہے کہ وہ آپ کی بیوی ہے۔۔

میں سمجھی تھی شاید آپ اس سے بہت

محبت کرتے ہیں۔۔

پر آج اس کا یہ حال دیکھ کر لگ رہا ہے

کہ میں غلط تھی"---

وہ اس ست سرد لہجے میں بولی--

"ڈاکٹر میرا بچہ کیسا ہے وہ"..

وہ بے چینی سے بولا ندامت اس کے

چہرے سے صاف دیکھی جا سکتی تھی--

"ہنہ ابھی بچے کی پڑی ہے اپنی

بیوی کی کوئی فکر نہیں مگر مبارک ہو آپ

کا بچہ بد قسمتی سے بچ گیا ہے"---

وہ یہ کہتے ہوئے غصہ سے جا چکی تھی--

جب کہ وہ دل میں خدا کا شکر بجا لایا

تھا--

جس نے اسے بہت بڑے گناہ سے بچا

لیا تھا اور اب اس کا رخ اپنے سٹڈی روم

کی طرف تھا۔۔۔

جہاں جاکر وہ سارے ڈیکوریشن پیس

توڑنے لگا تھا اور اپنے ہاتھوں کو بری طرح

زخمی کرتا چلا گیا تھا کیونکہ یہی تو وجہ تھے

اسکی زائشہ کو تکلیف پہنچانے کے-----

صبح وہ تھی تو اس کا جسم پھوڑے کی مانند

دیکھ رہا تھا--- وہ بمشکل ہمت کرتے

اٹھی اور سسکیاں بھر کر رہ گئی--

ایک الگ گروپ ہی دیکھا تھا اس نے

کل دستگیر شاہ کا--

جس نے زائشہ کا دل بری طرح دکھایا تھا

مگر پھر بھی وہ اس سے نفرت نہ کر پائی

تھی کیونکہ جہاں محبت ہو وہاں نفرت کا

کیا کام---

وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ دستگیر شاہ کو
کیا ڈر ہے کہ کہیں وہ اس کو چھوڑ کر نہ
چلی جائے اس لیے وہاں سے یہاں قید
کر کے رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے زائشہ
نے اس سے دور جا کر اس کو سزا دینے
کا ارادہ کیا تھا۔۔۔۔

وہ چاہتی تھی کہ دستگیر شاہ کو ان کی
جدائی یہ یقین دلائے کہ وہ اس کی زندگی
میں کتنی اہمیت رکھتی ہے وہ اس کے
لیے کتنا ضروری ہے اور وہ اسے یہ بھی
احساس دلانا چاہتی تھی کہ رشتے کبھی
پابندی کا شکار نہیں ہوتے--

اگر انہیں باندھ کر رکھا جائے گا تو وہ ٹوٹ

جائیں گے---

اگر انہیں کھلی ہوا میں سانس نہ لینے

دی جائے تو ان کو زنگ لگ جاتا ہے---

وہ اپنے ٹوٹتے جسم کو بمشکل جوڑتے
کھڑی ہوئی اور لاکر تک گئی جہاں پر دستگیر
شاہ اپنی گن رکھا کرتا تھا۔۔
اس نے لاکر کھولتے وہاں سے دستگیر
شاہ کی گن نکالی اور کچھ پیسے بھی اپنے
ساتھ حفاظت کے طور پر رکھ لئے اور

الماری سے دستگیر شاہ کی ایک بڑی سی
چادر نکال کر اپنے اوپر اوڑھ لی--- ایک
دم سے اسے تحفظ کا احساس ہوا تھا جیسے
کسی اپنے نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا
ہو---

وہ اس چادر کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتی
تھی کیونکہ اسے اس سے دستگیر شاہ کی
خوشبو محسوس ہوتی تھی--

اب بھی وہ اسے اپنے اوپر لیے جانے
کے لیے بالکل تیار تھی---

آہستہ آہستہ وہ چھپاتی نیچے کے چادر گن
یہ لئے کے اس تھی لگی اترنے سیڑھیاں
وہ ہی جیسے تھا کام ترین مشکل حد بے
نے بیل بجتی کی فون لگی نکلنے سے وہاں
کیسی نہیں پتا کیا متوجہ طرف اپنی اسے
اس سے وجہ کی جس میں اس تھی کشش

کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے اور اس

نے وہاں لاؤنج میں موجود فون کو اٹھا

لیا۔۔۔

"ہیلو"

اس نے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔۔

"ہیلو ہیلو زالشہ یہ تم ہی ہو نا۔۔۔ اس

دست گیر شاہ نے تم سے ملنے تک کا ہر

ایک رستہ ہم پر بند کر دیا ہے۔۔۔

اور یقینا اس سب میں تم اس کے

ساتھ ہوگی تمہیں کہا فکر ہوگی اپنی ماں

کی کہ وہ جیئے یا مرے۔۔۔

تم تو اس کے ساتھ خوشیوں بھری زندگی

گزار رہی ہوں گی اس بات سے انجان کہ

یہاں تمہاری ماں تمہیں ملنے کے لیے تڑپ

تڑپ کر آخرکار اپنی جان کی بازی ہار

گئی---

لیکن ایک بات یاد رکھنا تم کبھی خوش نہیں رہ پاؤگی---

ابھی بھی وقت ہے لوٹ آؤ---

اس جگہ تم کبھی بھی آباد نہیں رہ پاؤگی"---

سعد جلے دل سے اسے بد دعا دیتے

ہوئے بولا اس بات سے انجان کے زائشہ

پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے---

فون ایک دم اسکے ہاتھ سے چھوٹتا نیچے

گرا تھا اور ہاتھ بے جان ہو کر اس کا پہلو

میں گرا تھا--

"یہاں کیا کر رہی ہو تم"۔۔ پیچھے سے "
دستگیر شاہ کی آواز پر اس نے شدتِ درد
سے لہو ہوتی آنکھیں بند کی تھیں اور آہستہ
سے پیچھے مڑی تھی اس کے اندر کوئی
احساس باقی نہ رہا تھا۔۔

وہ اس سے اس کا سب کچھ چھین کر

پوچھ رہا تھا کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے

جب کہ اسی نے تو اسے یہاں قید کیا

تھا۔۔۔

"وہ "میں یہاں سے ... جانا چاہتی ہوں""

ایک دم باغی انداز میں بولی تو دستگیر شاہ

لب بھینچ کر رہ گیا---

پہلے ہی وہ اپنے آپ کو کل کی حالت کا

ذمہ دار سمجھتا تھا اس لیے وہ آج زائشہ کو

کچھ بھی ایسا نہیں کہنا چاہتا تھا-----

"اچھا تو میرے ہوتے ہوئے یہاں سے

جا سکتی ہو تم"--

وہ ایک دم طنزیہ انداز میں اسے دیکھتے

ہوئے بولا تو زائشہ اس کی طرف یک تک

دیکھنے لگی تھی--

"تمہارے پاس ایک ہی راہ ہے یہاں

سے جانے کی اور وہ ہے کہ تم مجھے مار دو

تبھی تم یہاں سے جا پاؤگی---

بولو کیا کر سکتی ہو یہ"---

وہ جیسے اس کو چیلنج دیتے ہوئے بولا

تھا-- جس کے بدلے میں زائشہ نے

بغیر دیر کیے اس کے اوپر بندوق تان لی

تھی--

جسے دیکھ کر وہ لمحے کے لیے حیرت زدہ

رہ گیا تھا--

تو مطلب وہ پوری تیاری کے ساتھ آئی

تھی--

"چلا سکتی ہو مجھ پر"

وہ ایک دم اس پر ہنستے ہوئے بولا تھا وہ

جانتا تھا کہ زائشہ

صرف اسے ڈرا رہی ہے کیوں وہ دستگیر

شاہ کو کبھی نہیں مار سکتی--

کیوں نہیں مار سکتی میں تم جیسے قاتل "

کو جو میری ماں کا قاتل ہے--

تم نے مارا ہے میری ماں کو تم وجہ ہو

میری ماں کی موت کی----

اگر اب بھی سعد کا فون نہ سنتی تو مجھے

پتہ نہیں چلتا کہ میری ماں تو اس دنیا

میں رہی ہی نہیں اور مجھے ان کا آخری

دیدار کرنے جانا ہے اور تم مجھے اس کے

لئے بالکل بھی نہیں روک سکتے---"

وہ بغیر کوئی ڈھیل دیے اس کو بندوق

دکھاتے ہوئے بولی تھی انداز صاف تھا کہ

وہ اس کے آگے سے ہٹ جائے.. مگر وہ

اس کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا تھا اور

بندوق اس کا ہاتھ پکڑتے بالکل اپنے

سینے پر رکھی تھی چلاؤ گولی ڈر کس بات کا

ہے"

وہ ایک دم سرد لہجے میں بولا تو زائشہ نے

نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اس پر گولی نہیں چلا

سکتی تبھی اسے طیش دلا رہا تھا۔۔

میں نے کہا میں چلا دوں گی ہٹ جاؤ"

پیچھے"۔۔۔

وہ چلا کر روتے ہوئے کپکپا کر بولی۔۔

میں نے کہا چلاؤ گولی وہ ایک دم پھر

دھاڑا تو اس کا ہاتھ لڑکھڑایا تھا اور اس کی

انگلی کی گرفت ٹرگر پر مضبوط ہوئی تھی اور

ایک دم ٹھا کی آواز سے گولی چلی تھی---

جو اس کا کندھا چیرتے ہوئے چلی گئی

تھی-- وہ حیرت سے دنگ ہوتی آنکھوں

سے اپنا ہاتھ دیکھنے لگی تھی اور اس کے

بعد گرتے ہوئے دستگیر شاہ کو۔۔

جس کا جسم بے جان ہو کر نیچے گرا

تھا۔۔۔

یہ میں نے کیا یہ میں کیسے کر سکتی"

ہوں اپنی ہی محبت کے ساتھ ایسا نہیں

کر سکتی"---

وہ ایک دم اپنے ہاتھ دیکھتی ہوئی بولی

ایک طرف اس کی ماں تھی تو ایک طرف

اس کی محبت اخر کس کے پاس جاتی

وہ--

آخر کار وہ ایک حل سوچتی ہوئی باہر کی

طرف بھاگ گئی تھی--

وہ اندر سر کو گولی لگ گئی ہے فورا اندر "
جا کر دیکھو کیا ہوا ہے انہیں ہسپتال لے
کر چلو "--
وہ گھبرائی ہوئی حالت میں آنسو بہاتی گارڈز
کو حکم دیتے ہوئے بولی جو اس کی بات

سنتے لمحے میں اندر کی طرف غائب ہوئے

تھے۔۔

یہی اس کے پاس اچھا موقع تھا وہ آخری

نگاہ اس محل پر ڈالتے ہوئے باہر کی

طرف بھاگ گئی تھی۔۔ اگر وہ آج نہ جا

پاتی تو کبھی نہیں نکل پاتی اس نے اپنی

ماں کو پتا تھا وہ جانتی تھی کہ دستگیر شاہ بچ جائے گا کیونکہ گولی اس کے کندھے پر لگی تھی۔۔

جیسے ہی وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی ہے اپنے ماموں کے گھر پہنچی تو دہلیز پار

کرنے سے پہلے سعد کی آواز باہر تک پہنچی

تھی جو اسکے قدم زنجیر کر گئی--

"میں جانتا ہوں میں نے زالیشہ سے

جھوٹ کہا ہے مگر میں یہ بھی جانتا ہوں

کہ وہ یہ بات سن کر بھاگتی چلی آئے گی

اور پھر ہم اسے کبھی یہاں سے جانے

نہیں دیں گے----

ارے وہ تو یہ بھی نہیں جانتی کہ پھپھو

کا علاج اچھے سے ہو رہا ہے-- اسے ہم

اپنے پاس رکھ کر دستگیر شاہ کو اچھی طرح

بلیک میل کر سکتے ہیں اور اسے طلاق

دلوا سکتے ہیں"---

اس وقت سعد کی آواز زائشہ کو کسی جلاد

سے کم نہ لگی تھی حقیقت جیسے ہی اس

پر آشکار ہوئی تھی وہ تڑپ کر رہ گئی تھی

اور الٹے قدموں واپس باہر بھاگ گئی

تھی--

گارڈ نے اسے جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا

اور فورا اندر کی طرف بھاگا تھا جب کہ وہ

ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک نئے سفر پر روانہ

ہو چکی تھی----

وہ بھاگتی ہوئی پیچھے کی طرف بنے ہاسٹل

کے پچھلے دروازے کی طوف آئی تھی

جہاں اماں جی تالا لگا رہی تھیں--

"پلیز رکیے اماں جی ابھی دروازہ بند مت

کیجئے گا پلیز مجھے اسے جانے دیجئے"---

وہ پھولتے ہوئے سانس کے درمیان

بولی تو وہ ایک دم پریشان ہوگئی تھیں--

مگر بیٹا یہاں سے باہر جانے کی کسی کو "

" اجازت نہیں ہے

وہ اسے یہاں کے رولز بتاتی ہوئی بولیں تو

وہ ایک دم رونے والی ہو گئی---

"پلیز اماں جی خدا کے لئے آپ کو آپ
کے بچوں کا واسطہ ہے مجھے یہاں سے
جانے دیجیئے میرا یہاں سے جانا بہت
ضروری ہے..
ورنہ میں بہت غلط ہاتھوں میں لگ
جاؤں گی خدارا پلیز مجھے جانے دیں"---

وہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں نم آنکھوں
سے زرد پڑتی رنگ کے ساتھ بولی---
اس کی آہ و فریاد سنتے ہوئے اماں جی کو
اس پر ترس آیا تھا اور انھوں نے ہاں میں
سر ہلا کر کے اسے جانے دیا تھا--

وہ خدا کا شکر کرتی وہاں سے بھاگ گئی

تھی اور رکشے کو روک کر اس میں بیٹھ کر

اپنی نئی منزل کی طرف روانہ ہوگئی

تھی۔۔۔آگے والے سفر سے انجان کے

وہ کس سے ملنے والی تھی۔۔

دوسری طرح جیسے ہی حازم علی شاہ نے

دروازہ کھولا تھا اندر کمرہ سنسان پڑا تھا --

اسے یہ جاننے میں زیادہ دیر نہ لگی تھی

کہ وہ یہاں سے بھی فرار ہو چکی ہے---

ہوتی بھی کیوں نہ آخر وہ شخص کا سایہ

بھی کیسے اپنے اوپر برداشت کر سکتی تھی

جس نے اس کی زندگی تباہ کر کے رکھ دی تھی-----

"ڈھونڈو اسے "

جیسے ہی اس کا مینیجر اس کے پیچھے آیا اس نے دو لفظی سرگوشی کی تھی----

"میں نے کہا ڈھونڈو اسے جہاں بھی ہے

چاہے وہ زمین کے اندر ہے یا آسمان

پر---

مجھے وہ چاہیے سنا تم نے مجھے وہ

چاہیے"----

اسے وہیں کھڑا دیکھ وہ دھاڑ کر بولا تھا

جسے سن کر وہ مینیجر الٹے پیروں باہر کو

بھاگا تھا پیچھے حازم علی شاہ شکست خوردہ

سا گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا اور

پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا سجدے میں گرتا

ہوا۔۔۔۔

"کیوں کیوں آخر کیوں خدایا میرے ساتھ

ہی ایسا کیوں ہوا۔۔۔۔۔۔

میرے ہاتھوں ایسا گناہ سرزد ہونا کیوں

لکھا تھا آخر میری قسمت میں۔۔۔

کیا تو نے ابھی تک مجھے معاف نہیں

کیا۔۔۔۔"۔۔۔

وہ دھاڑیں مار کر روتا ہوا چلا اٹھا تھا اسے

یہ بات جیتے جی مار رہی تھی کہ اس نے

کسی صنفِ نازک کی زندگی تباہ کر دی تھی

وہ بھی اس لڑکی کی جس نے اس کی ہر

نیند اس کی آنکھوں سے چرا لی تھی۔

کوئی ایسا پل نہ تھا جس میں وہ اسے یاد

نہ آتی تھی----

اور ستم تو یہ تھا وہ اسی لڑکی سے عشق

کر بیٹھا تھا جس کی عزت اس نے خود

اپنے ہاتھوں سے تار تار کی تھی----

"یا اللہ تو بہت مہربان ہے بہت رحم
کرنے والا ہے بس ایک بار ایک بار مجھے
موقع دے کے میں اس سے اپنے کیے کی
معافی مانگ سکوں---

اسے میری قسمت میں لکھ دے مولا

میں اور کچھ نہیں مانگوں گا--- مجھے بس

وہ چاہیے"---

وہ بچوں کی طرح بلکتا ہوا خدا کے سامنے

اس سے آہ و فریاد کر رہا تھا اور پھر یہ کیسے

ہو سکتا ہے کہ خدا کا بندہ اس سے کچھ

یوں لاڈ سے مانگے اور وہ عطا نہ

کرے۔۔۔

خدا نے بھی اس کی سن لی تھی مگر اس

کی دعا کو قبولیت کا درجہ کب دینا تھا یہ تو

رب بہتر جانتا تھا۔۔۔

بے شک ہمارا رب بہترین کارساز

ہے---

****

دلربا وہ شہر چھوڑتی کراچی آچکی تھی---

یہاں اسے ایک سکول میں اچھی جاب

مل گئی تھی--- یہاں کا سٹاف بہت ہی

ملنسار تھا اور سب اس کی بہت عزت

کرتے تھے۔۔۔

لیکن ہر آہٹ پر اسے اس شخص کے

آنے کا گمان ہوتا تھا جس کی پرچھائی سے

بھی وہ ڈرتی تھی جس سے بھاگ کے وہ

یہاں تک آ گئی تھی۔۔۔

لاکھوں دعائیں مانگی تھی وہ شخص سے

سامنا نہ ہونے کی---

تب آفس میں اسے اپنے سامنے دیکھ وہ

یہ تو جان چکی تھی کہ یہ دنیا بہت چھوٹی

تھی گھوم پھر کر وہ اسی شخص کے

سامنے لاتی تھی جس سے وہ ملنا نہیں

چاہتی تھی---

یہاں آنے کے بعد اس نے اپنی سم تک

توڑ کے پھینک دی تھی تاکہ اس کو دلربا

کی موجودگی کا گمان تک نہ ہو کہ آخر وہ

کہاں جا چکی ہے اس نے تو عمامہ سے

بھی رابطہ نہ رکھا تھا وہ اتنا ڈر گئی تھی---

لیکن یہاں کے بچوں نے اس پر اچھا

اثر ڈالا تھا وہ اس کی دل سے عزت

کرتے تھے اور اس کا دل لگا کر رکھتے

تھے--

ڈیوٹی ختم ہو جانے کے بعد وہ یہاں

نزدیک ہی دارالامان میں رہتی تھی----

جب اس کی کولیگ نے اسے ایک

فلیٹ میں رہنے کا مشورہ دیا جو اس نے

کرایہ پر دیا ہوا تھا---

دلربا کو اس نے وہ فلیٹ نہایت ہی کم

قیمت پر کرائے پر دے دیا تھا دلربا کی

مجبوری جانتے ہوئے---

اس فلیٹ میں تین کمرے تھے اور ایک

اوپن کیچن تھا---

ان میں سے ایک کمرہ دلربا کا جبکہ دو

کمرے اور اس کی دو کولیگز کے تھے---

سب ہی مل بانٹ کر کام کرتی تھی اور

شام کو ایک ساتھ ہی چائے سے لطف

اندوز ہوتی تھیں---

دلربا کے زندگی جیسے پھر سے ایک ڈگر پر

چلنے لگی تھی---

****

آج جب وہ صبح اٹھی تھی تو موسم ابر آلود

تھا جیسے بہت تیز طوفان آنے والا

ہو----

اس نے ایک گہری سانس بھری تھی

کیونکہ اس کا دل پتہ نہیں کیوں بے چینی

کا شکار تھا---

ایک عجیب سی کسک اٹھ رہی تھی اس

کے دل میں جس سے وہ خود بھی انجان

تھی

وہ آج سکول جانا تو نہیں چاہتی تھی مگر

پتہ نہیں کیا چیز تھی جو اسے وہاں کھینچ

رہی تھی---

اس لیے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی برے

دل سے تیار ہوئی اور اپنی کولیگز کے ساتھ

اسکول پہنچی----

فرسٹ لیکچر لینے کے بعد اس کا سر بری

طرح دکھنے لگا تھا۔۔۔

جب اس نے کلاس کے باہر سے گزرتی

ہوئی چمیلی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔

"چمیلی میری بات سنو"

چمیلی ایک غریب گھرانے کی لڑکی

تھی--- جو سڑک پر اپنی ماں کے ساتھ

پھول بیچا کرتی تھی--- دلربا نے ہیڈ

مسٹرس سے بات کر کے اسے اسکول میں

نوکری دلوا دی تھی اس کا کام صرف ٹیچرز

تک چائے پانی پہنچانا تھا---

اور ہیڈ مسٹریس کا پیغام ٹیچرز تک پہنچانا

تھا۔۔۔

اب بھی جب دلربا کو چائے کی شدید

طلب محسوس ہوئی تو اس نے چمیلی کو

بلایا۔۔۔۔

چمیلی پلیز میرے لئے ایک کپ چائے "

لے آؤ میرا سر بہت دکھ رہا ہے اور میں

یہاں سے کلاس چھوڑ کر جا بھی نہیں

سکتی کیونکہ بچوں کا ٹیسٹ ہو رہا

ہے"----

دلربا نے اپنی مجبوری بیان کرتے ہوئے

کہا تو اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا

تھا----

" کیوں نہیں دلربا جی میں ابھی آپ کے

لیے چائے لے کے آئی دو منٹ دی جیے

مجھے پھر دیکھئے گا آپ کا سر درد کیسے

اڑنچھو ہوتا ہے"---

وہ یہ کہتی چھپاک سے باہر غائب ہوئی

تھی جبکہ اس کے جانے کے بعد دلربا

مسکرا کر رہ گئی تھی---

اس جھلی کی حرکت پر---

چمیلی بھی دلربا کی دل سے عزت کرتی

تھی یہ احسان کیا کم تھا کہ اس نے

چمیلی کو عزت والی نوکری دلوا دی

تھی----

چمیلی جیسے ہی سٹاف روم میں چائے

بنانے آئی تو وہاں دلربا کو موجود دیکھ اس

کی سیٹی گم ہوئی تھی---

"دلربا جی آپ یہاں آپ تو وہاں کلاس

میں تھیں تو پھر آپ یہاں کیسے آگئے مجھ

سے پہلے"---

چمیلی اپنی آنکھیں ملتی ہوئی کپکپاتے لہجے میں بولی اور الٹے قدموں واپس بھاگ گئی تھی اس کلاس کی طرف جہاں پہلے دلربا موجود تھی--

لیکن وہاں پہنچ کر دلربا کو وہاں بھی موجود

دیکھ اس کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے

رہ گیا تھا۔۔۔

چمیلی کیا ہوا تم چائے لے کر نہیں آئی"

"میں تمہارا انتظار کر رہی تھی

دلربا نے پریشانی سے اس کا اڑا ہوا رنگ دیکھ کر اس سے دریافت کیا جو اٹک اٹک کر کچھ کہنے لگی تھی---

"دلربا جی آپ یہاں بھی اور وہاں بھی"

وہ انگلی سے باہر کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے بولی تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے

لگی---

" میں کہاں چمیلی میں یہی تھی میں

کہیں نہیں گئی"--

دلربا اس کو گھورتے ہوئے بولی تو وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی---

"بھوت ب ب بھوت آپ کا بھوت

سٹاف روم میں کیا وہ بھوت تھا میں نے دیکھا اپنی آنکھوں سے"-----

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو چمیلی آج کی
صدی میں بھی کوئی بھوت پر یقین کرتا
ہے"
وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تو چمیلی منمنا
کر رہ گئی---

آپ خود چل کر دیکھ لیجئے میں نے "

ہوبہو آپ جیسی لڑکی سٹاف روم میں

دیکھی ہے ---

وہ بالکل آپ جیسی تھی وہی آنکھیں وہی

ناک وہی ہونٹ کوئی چیز بھی تو مختلف

نہیں تھی--- اگر آپ میری بات پر

یقین نہیں تو میرے ساتھ چلیے"----

وہ اس کا ہاتھ کھینچ کر سٹاف روم میں

لے جاتی ہوئی بولی تو وہ ارے ارے کرتی

رہ گئی---

لیکن وہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ آخر چمیلی

نے کس کو دیکھ لیا تھا۔۔۔

جیسے ہی وہ سٹاف روم میں پہنچی تو ایک

لڑکی دیکھیں جو ان کی طرف پیچھا کیا کھڑی

تھی۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے اس کی بیک کو

دیکھا جو چادر میں لپٹی تھی اور پھر ہلکا سا

کھنکاری---

ایکسکیوز می"---"

اس کی آواز پر سامنے موجود لڑکی کے وجود

میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی اور وہ

آہستہ آہستہ پیچھے کو پلٹی تھی---

مگر جیسے ہی دلربا کی نگاہ اس لڑکی پر پڑی

تھی وہ اگلا سانس لینا بھول گئی

تھی----

وہ ہوبہو اس کا عکس تھی---

وہی سنہری آنکھیں وہی تیکھی ناک اور

وہی گلابی لب کچھ بھی تو مختلف نہیں تھا

ان میں----

دلربا کو ایسا لگا جیسے وہ کوئی آئینہ دیکھ رہی

ہو---

سامنے موجود لڑکی کا حال بھی اس سے

کچھ مختلف نہیں تھا اس کی بھی یہی

حالت تھی جو اس وقت دلربا کی تھی مگر

فرق صرف اتنا تھا کہ دلربا کی آنکھوں میں

حیرت تھی جبکہ سامنے موجود زائشہ کی

آنکھوں میں نمی تھی درد تھا رنج تھا تکلیف

تھی اپنوں سے دور ہو جانے کی اور بچھڑ کر

سالوں بعد ملنے کی----

دونوں کے قدم دھیرے دھیرے ایک

دوسرے کی جانب اٹھنے لگے تھے---

دلربا کی آنکھوں میں گمان تھا جبکہ زائشہ کی

آنکھوں میں پورا یقین تھا کہ یہی اس کی

بچھڑی ہوئی بہن ہے---

ایک دوسرے کے سامنے پہنچتے ہیں

دونوں کے قدم رک گئے تھے جیسے وقت

تھم گیا ہو--- اور ان دونوں کے سوا وہاں

کوئی موجود نہ ہو----

دلربا کے کانوں میں اپنی اس پرانی ملازمہ

کی آواز گونج رہی تھی جس نے اسے گھر

سے نکلتے ہوئے کچھ پیسے اور اس کے

ڈاکومنٹس دیے تھے---

"بیٹا ان لوگوں نے جو اتنے سالوں سے

تمہاری ماں کا خاکہ تمہارے ذہن میں بنا

ہے وہ سراسر غلط ہے انہوں نے نا

صرف تمہاری ماں کی پاکیزگی چھپائی ہے تم

سے-----

بلکہ یہ بات بھی چھپائی ہے کہ تمہاری

ایک جڑواں بہن بھی ہے جو ہو بہو تم

جیسی ہے"....

اس ملازمہ کی آواز بار بار اس کے کانوں

میں گردش کرتی ایک دوسرے سے ٹکرا

رہی تھی-----

چونکی تو وہ تب جب اس نے سامنے

لڑکی کے وجود میں حرکت دیکھی جو آہستہ

آہستہ اپنا ہاتھ بے یقینی سے اس کے

چہرے کی طرف بڑھا رہی تھی----

جیسے ہی اس کے ہاتھ میں دلربا کے

چہرے کو چھوا اس کے جسم میں ایک

کرنٹ دوڑ گیا تھا حیرت کی بات تھی اسے

اس کا لمس برا نہ لگا تھا نہ ہی اس نے

سامنے کھڑی لڑکی کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔

اس کے لمس میں اتنی اپنائیت کیوں

محسوس کر رہی تھی وہ۔۔۔۔

آخر کیوں وہ اس لڑکی کو خود سے دور

نہیں کر پا رہی تھی----

جو اچانک ضبط کے تمام بندھن توڑتی

ہوئی بلکتی ہوئی اس کے گلے سے لگ گئی

تھی---

دلربا کے ہاتھ ملکینکی انداز میں اٹھتے

ہوئے اس لڑکی کے گرد لپٹ گئے تھے

جیسے وہ خود بھی اسے چھوڑنا نہ چاہتی

ہوں---

بہت دیر بعد وہ اس سے الگ ہوئی تو

زائشہ نے سرخ نم آنکھوں سے اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہلکے سے سرگوشی کی تھی---

"دلربا میری بہن "جس کے لفظوں نے

دلربا کے شک پر مہر لگا دی تھی یقین کی

کہ وہی اس کی سگی بہن ہے---

"تم دلربا ہی ہو نہ میری جڑوا بہن"

اس نے سسکتے ہوئے ایک بار کپکپاتے

ہوئے لہجے میں دلربا سے پوچھا تھا۔۔۔

آنکھوں میں رد ہو جانے کا خوف تھا۔۔

جو دلربا کو پتہ نہیں کیوں برا محسوس ہوا

تھا۔۔۔

"ہاں میں دلربا ہی ہوں تمہاری

بہن"---

اس نے اپنے لفظوں سے جیسے زائشہ کو

راحت بخشی تھی---

اس نے ایک بار پھر زائشہ کو کہتے اپنے

گلے سے لگا لیا تھا---

اس کے واحد خون کا رشتہ تھا-----

آخر وہ کیسے اس سے ناراض رہ سکتی

تھی--

اس لئے پہلے کے تمام گلے شکوے

مٹاتے ہوئے---

اس نے خود پہل کی تھی اور اسے اپنی

آغوش میں بھر لیا تھا۔۔۔

ان دونوں کا ملاپ دیکھ چمیلی کی آنکھوں

میں بھی آنسو آگئے تھے۔۔۔

اس نے شارٹ لیو لے لی تھی اور زائشہ
کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے فلیٹ پر آگئی
تھی---

زائشہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ بھی کسی
جاب کے سلسلے میں آئی تھی مگر خدا کا

کرنا ایسا ہوا کہ اسے اس کی بہن مل گئی تھی---

"سچ بتاؤ کیا ماں کو ایک بار بھی میری یاد نہیں آئی جب وہ مجھے میرے باپ کے پاس چھوڑ آئیں"---

اس نے درد سے پھٹتے ہوئے دل کے

ساتھ زائشہ سے پوچھا جو روتے ہوئے نفی

میں سر ہلانے لگی تھی---

خدا گواہ ہے میری بہن ہماری ماں "

ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جو تمہیں

یاد کر کے نہ سوئی ہوں---

ہر وقت ان کے لبوں پر تمہارا ذکر رہتا

تھا۔۔

ان کی آنکھیں ہر وقت تمہاری راہ تکتی

رہیں اور شائد اب بھی تکتی ہوں۔۔۔

وہ تو تم سے ایک بار اپنی زندگی میں ملنا

چاہتی تھیں کہ تم سے اپنے گناہ کی

معافی مانگ سے جو تمہیں وہاں چھوڑ کر کیا

تھا۔۔۔

مگر بابا نے تمہیں ان سے چھین لیا

تھا۔۔۔تمہاری یاد میں ماں بہت بیمار پڑ

گئی تھیں دلربا خدا جانے اب وہ کس حال

میں ہوں گی مگر میں ان سے مل نہیں پائی---"---

زائشہ نے اپنے دل کا غبار ایک دم اپنی بہن کے سامنے نکال کر رکھ دیا تھا اور اسے شروع سے لے کر اب تک کی کہانی بتاتی چلی آئی تھی کہ کیسے اس کے ماموں

اور ماميوں نے اس کے ساتھ بچپن میں

سلوک رکھا۔۔

کیسے سعد کے ساتھ اس کی شادی ٹوٹی

اور دستگیر شاہ سے ملی اور کیسے اب وہ

اپنے ماموں کے گھر سے بھاگ کر

آئی۔۔۔

" رو مت میری بہن یہ سعد کتنا کم ظرف اور کمینہ شخص ہے کبھی میرے ہاتھ لگا تو کسی دن جان لے لوں گی میں اس کی"

وہ دانت پیستے بولی

اور تم فکر مت کرو دستگیر شاہ جہاں "
بھی ہوگا ٹھیک ہوگا تمہاری محبت اسے
کچھ نہیں ہونے دے گی"---
اس نے زائشہ کو اپنے پروں میں
چھپاتے ہوئے کہا---

تمہیں پتا ہے دلربا میں ہمیشہ سوچا کرتی "

تھی کہ چلو میں نہ سہی مگر تم تو خوش

رہتی ہوگی کیونکہ تم بابا کے پاس رہتی

تھی--

وہ تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے

ہوں گے نہ"---

وہ آس بھرے لہجے میں اسے دیکھتی ہوئی بولی تو دلربا تلخی سے مسکرا دی تھی۔۔۔

"مجھے افسوس ہے میری بہن کے تم غلط سوچتی تھی کیونکہ میں اپنے باپ کے

سائے میں تو رہی مگر ان کی شفقت سے

ہمیشہ محروم رہی--

جس پیار کہ ہم حقدار تھے وہ انہوں نے

اپنے سوتیلے بچوں کو دے دیا"---

وہ نہایت رنج سے اپنے گلے میں آنسوؤں

کا گولا روکتے ہوئے بولی تو زائشہ ایک دم

جھٹکے سے اٹھی تھی--

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم"---"

"زندگی ماں کی چھاؤں کے بغیر کیسی

گزرتی ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے...

تمہارے پاس بیشک باپ نہ تھا مگر ایک

ہم راز ماں تھی جس سے تم ہر دکھ سکھ

کر لیتی تھی مگر میرے پاس کون تھا---

میرے تو باپ نہیں کبھی مجھے اپنے

ہونے کا مان نہیں بخشا تو میں اپنے درد

کس کو سناتی ہمیشہ اپنا دل لہو کرتی آئی

ہوں میں کیونکہ ہمارے باپ کو میرے

ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

تھا۔۔

اگر ان کی زندگی میں کوئی اہمیت رکھتا تھا

تو وہ ان کی دوسری بیوی کے بچے

تھے۔۔۔

ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے میں ان
کے ساتھ اجنبی بن کر رہ گئی تھی--
جس کی خبر تک لینا انہوں نے کبھی گوارا
نہ کیا تھا--- اور اب تو حد ہی ہو گئی
تھی--- میری عزت میرا سوتیلا بھائی تک
محفوظ نہ رکھ پایا تھا اور اپنے ہی دوستوں

کے سامنے میری عزت کا تماشہ بنا کر رکھ

دیا تھا اس نے۔۔

بات یہاں تک رہتی تو ٹھیک تھا مگر

انہوں نے وہی سب دوہرایا جو انہوں نے

ہماری ماں کے ساتھ کیا تھا۔۔۔

کیسے اس رات انھوں نے ہماری ماں کو

نکالا تھا ویسے ہی بالکل اس ہی طرح--

ہماری سوتیلی بہن اور تیری ماں نے مجھ

پر بدکرداری کا الزام لگا کر مجھے میرے

ہونے والی شوہر کی نظروں میں بدکردار

قرار دیا---

تاکہ وہ اپنی بچی کی شادی اس سے
کر کے اپنی بچی کا مستقبل سنوار
سکیں۔۔۔ مگر دکھ اور دل چیر دینے کی
بات پتہ ہے کیا ہے کہ میرا باپ بھی
خاموش رہا ہوں تب بھی چپ تھا ہماری
ماں سے زیادتی کے وقت اور اس رات

بھی جب مجھے اس گھر سے بے عزت کر

کے نکالا گیا---

اور اس کے لئے میں انہیں کبھی معاف

نہیں کر سکتی کبھی نہیں---

اگر اس رات ہمارے باپ نے مجھے

اپنے ہونے کا مان بخشا ہوتا تو میں در بدر

اپنی میں رات اس کھاتی نہ ٹھوکریں کی

کے درندے اس بیٹھتی گنوا نہ عزت

ہاتھوں کے ہاتھوں"----

وہ کرب ناک لہجے میں بولی تو زائشہ کی

آنکھوں سے اس کی زندگی کا اتنا درد ناک

گزرا وقت سنتے آنسو آبشار کی طرح بہنے لگے

تھے---

"کیا ہوا تھا اس رات"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولی---

"اس وحشت زدہ بھیگی رات میں میں

نے اپنی عزت گنوا دی تھی اس کالی

رات کو میں اپنی قسمت سے کبھی نوچ

نہیں سکتی"---

وہ سرخ وہشت زدہ آنکھوں سے اسے اب

تک کی ساری روداد سناتی بولی تو زائشہ بھی

اسکے گلے لگ کر اسکا غم غلط کرنے لگی

تھی---

"یہ سب باتیں چھوڑو اور بتاؤ کتنی دیر
ہے میرے خالہ بننے میں"---
دلربا اسے چھیڑتے ہوئے بولی تو اس کی
بات پر زائشہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا
تھا---

ڈاکٹر نے چار ماہ بعد کی ڈیٹ دی ہے"

"---

وہ شرم سے سرخ چہرہ لئے بولی تو اس

کے شرمیلے لہجے پر دلربا کھلکھلا کر ہنس

دی تھی--

"تم فکر مت کرو میں اپنے آنے والے

بھانجا بھانجی کا بہت خیال رکھوں

گی"---

وہ اس کو گلے لگاتی ہوئی بولی تو زائشہ بھی

اس کی بات پر مسکرا دی تھی---

یقیناً اب وہ اپنی بہن کے ساتھ تھی اس کی زندگی میں بھی خوشیاں آنے والی تھی--

****

یہ اس سے کچھ دن بعد کی بات تھی

جب دلربا کو ایک دم چکر آیا اور وہ تیورا کر

نیچے گری تھی--

زائشہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اس

کی حالت دیکھ--

اس لئے وہ فورا اسے ہسپتال لے گئی تھی جہاں جا کر انہیں پتہ چلا تھا کہ دلربا پریگنینٹ ہے----

وہ تو یہ خبر سنتے ایک دم سکتے میں چلی گئی تھی---

ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا "

میں اس گناہ کو نہیں پال سکتی---

وہ اپنے پیٹ کو نوچتے ہوئے بولی تو زائشہ

اس کو بمشکل روکنے لگی تھی--

دلربا کی ذہنی حالت خراب ہونے لگی

تھی۔۔ وہ ایک دم اپنے آپ کو بری طرح

مارنے لگی تھی۔۔۔

زائشہ کو ڈر تھا کہ وہ اپنے آپ کو کوئی

نقصان نہ پہنچا لے۔۔۔

لیکن وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچا چکی

تھی---

"دلربا تم پاگل ہو چکی ہو اس سب میں

اس معصوم کا کیا قصور ہے جسے تم

نقصان پہنچانے پر تلی ہوئی ہو یہ تو رب

کی دین ہے--

تم ناشکری کیوں کر رہی ہو۔۔

کیا تم اپنی اولاد کی قاتل بننا چاہتی

ہو"۔۔۔

اس کی بات پر جیسے دلربا ہوش میں آئی

تھی اور سسک کر رونے لگی

تھی۔۔۔

آخر وہ کہاں جاتی اگر وہ رب کی رضا پر

راضی ہو جاتی تو تب بھی یہ دنیا والے

اس کی اولاد کا جینا حرام کر دیتے---

اس نے رب کی رضا جان کر خاموشی

اختیار کرلی تھی---

اب وہ کچھ نہیں کہتی تھی---

نگر اس کی حالت بھی خراب رہنے لگی

تھی۔۔ سوچوں کے جال نے اسے مرجھا

کر رکھ دیا تھا اور پھر وہ دن بھی آگیا جس

کا انہیں ڈر تھا۔۔۔

شدید ٹینشن لینے کے باعث اس کا

نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور وہ نیچے گری

تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اس کا مس

کیرج ہو گیا تھا۔۔۔۔

اس دن وہ بہت ہی چلائی تھی اپنی اولاد

کو کھو دینے پر۔۔۔ راتوں تک جاگ کر وہ

خدا سے معافی مانگا کرتی تھی جس نے

اولاد جیسی نعمت پر ناشکری کی تھی اور اللہ

نے اس سے وہ واپس لے لی تھی۔۔۔

کہیں نہ کہیں وہ اس کا ذمہ دار حازم

علی شاہ کو بھی گردانتی تھی۔۔۔ جس کے

خاتے میں وہ ایک اور الزام لکھ چکی تھی

جسے اس کی بہن تک نہیں تھی۔۔۔۔

اس کی یہ حالت تب جاکر صحیح ہوئی تھی

جب چار ماہ بعد زائشہ نے ایک سرخ و

سفید گول مٹول بیٹے کو جنم دیا تھا جس کا

نام اس نے مہران رکھا تھا---

مہران خالہ کی جان میرا گڈا ہمارا محافظ"

بنے گا بڑا ہو کر"---

دلربا اسے چٹا چٹ چومتے ہوئے بولی تو

اس کی بات پر وہ کھل کھلا کر ہنس دیا

تھا۔۔

جیسے اس کی بات سے اتفاق رکھتا ہو اور

اس کے ایسا کرنے پر وہ دونوں بھی ہنس

دی تھیں۔۔۔ مگر زائشہ آج کے دن

غمگین تھی کیونکہ اس کے ساتھ اس

کے اہم موقع پر اس کا شوہر موجود نہیں

تھا---

تم فکر مت کرو زائشہ دستگیر بھائی "

جہاں بھی ہوں گے ٹھیک ہوں

گے"----

اور یہ اپنے بیٹے کو پکڑو یہ تمہارے پاس

آنا تو نہیں چاہتا مگر دیکھ لو"---

وہ اسے ایک بار پھر چھیڑتے ہوئے بولی

اور اس کی گود میں مہران کو دیا---

جواب دلربا کی گود میں جانے کو ہمک رہا

تھا صاف ظاہر تھا کہ اسے زائشہ سے زیادہ

اپنی خالہ دلربا پسند آئی تھی---

جس پر زائشہ اس کو گھور کر رہے گی بیٹا

وہ اسکا تھا اور فدا اپنی خالہ پر ہوا پڑا

تھا---

اور دلربا مہران کی اس حرکت پر کھلکھلا کر

ہنس دی تھی---

اپنی بہن کو یوں اتنی دیر بعد مسکراتے

دیکھ زائشہ بھی دل سے خوش ہو گئی

تھی----

ڈھائی ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا-- وہ
دونوں مہران کے ساتھ اپنی چھوٹی سی
زندگی بسائے بہت خوش تھیں---
ان کے فلیٹ میں موجود انم کی بھی
دوستی ان سے خوب تھی--

جس نے ان کے ساتھ آج مال جانے

کا پلان بنایا تھا۔۔۔

جب وہ لوگ ایک لیڈیز شاپ میں پہنچی

اور کپڑے دیکھنے لگیں تو انم نے مہران کو

فورا اپنی گود میں لے لیا تھا۔۔۔

دلربا نے ایک ڈریس لیا اور انم کے

اسرار کرنے پر چینجنگ روم میں ڈریس

تبدیل کرنے چلی گئی---

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی کسی نے

پیچھے سے اس کے اندر داخل ہوتے اس

کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا اور ڈریسنگ روم کا

دروازہ بند گیا تھا۔۔۔

اپنے ہونٹوں پر ایک مردانہ گرفت مضبوط

ہوتے اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔

کہاں چلی گئی تھی تم میری بیوی مجھے"

چھوڑ کر۔۔۔

کیا تمہیں میرا ذرا بھی خیال نہیں کہ میں

تمہارے بغیر کیسے رہ پاتا--

ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں

سوچا بولا"---

اس کی بات سن کر دل باغ میٹر شارٹ

ہوا تھا ایک تو وہ اس کے منہ پر ہاتھ

جمائے کھڑا تھا اور اسے بولنے کا کہہ رہا تھا

اور دوسرا وہ اسے بیوی کہہ کر مخاطب کر

رہا تھا آخر وہ کسی بھی راہ چلتی لڑکی کو اپنی

بیوی بنا لیتا تھا۔۔۔۔

جیسے ہی بغیر سوچے سمجھے دلربا نے اسکے

ہاتھ پر کاٹا تو وہ بلبلا کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔

وہ جھٹکے سے اس طرف پلٹی تھی--

"یا ہے ٹھکانے دماغ کیا ہو گئے سٹک

میں لگاؤں کیا بچپن میں نکاح کیا تھا مجھ

سے جو مجھے یاد ہی نہیں اور تجھے یاد ہے

"---

وہ کاٹ کھانے والے لہجے میں بولی--

تو وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگا یہ آخر اسکی زائشہ کو ہو کیا گیا

تھا---

اسکی بھولی بھالی بیوی ڈان کیسے بن گئی

تھی---

"زائشہ کیا ہوا ہے میری جان کیا تمہارے

دماغ پر کوئی چوٹ لگ گئی ہے"

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے

پریشانی سے بولا---

تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی وہ جان گئی

تھی کہ اسے زائشہ سمجھنے والا کوئی اور

نہیں بلکہ دستگیر شاہ تھا لیکن اسے اپنے

قریب آتے دیکھ اسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا

اسے کک کی تھی جو دستگیر شاہ کے چھکے

چھڑا گئی تھی اور وہ درد سے دہرا ہوتا نیچے

بیٹھا تھا۔۔۔

آئندہ ہر ایک کو اپنی بیوی سمجھنے کی"

غلطی مت کرنا"---

اسے وارن کرنے کے انداز میں کہتی وہ

لمحے میں وہاں سے غائب ہوئی تھی اور وہ

اسے پکڑ بھی نہ پایا تھا---

******

دوسری طرف زائشہ جو غلطی سے مینز

ٹرائل روم میں چلی گئی تھی۔۔۔

حازم علی شاہ نے اسے فورا پکڑا تھا اور

دیوار سے لگایا تھا۔۔۔

کہاں چلی گئی تھی تم دلربا میں نے "

تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں تو تمہارا

نام بھی نہیں جانتا تھا--

یہ تو تمہارے ڈاکومنٹس پڑھ کے تمہارا نام

پتا چلا--

مجھے ایک موقع تو دو اپنی بے گناہی ثابت
کرنے کا اس رات میرا کوئی قصور نہیں
تھا۔۔ مجھے نشے کی گولیاں دی گئی
تھی۔۔"

زائشہ جو کسی غیر مرد کو اپنے قریب دیکھ
کر نم آنکھوں سے جھٹپٹا رہی تھی۔۔

اس کی بات سن کر سہم کر اسے دیکھنے
لگی تھی۔مگر وہ جان گئی تھی کہ سامنے
کھڑا شخص کوئی اور نہیں بلکہ اس کی بہن
کی عزت کا لٹیرا تھا۔۔

مگر وہ یہ کیا کہہ رہا تھا کیا واقعی اس کی

اس رات کوئی غلطی نہیں اور وہ بے

قصور تھا۔۔۔۔

اس نے حازم کے ہاتھ کی طرف اشارہ

کیا تو اس نے فوراً اس کے چہرے سے

ہاتھ ہٹایا تھا اور وہ گہرے سانس بھر کر

سرخ چہرے سے بولنے لگی تھی---

بھائی میں دلربا نہیں ہوں میں اس کی "

بہن ہوں زائشہ--- پلیز مجھے جانے دیں

اور میری بہن کا پیچھا بھی مت کریں--

وہ آپ کی شکل تک نفرت کرتی ہے اس

کا پیچھا چھوڑ دیجیے"--

وہ اسے دھکا دیتی ہوئی باہر کو بھاگ گئی

تھی--

جبکہ وہ بے جان قدموں سے جاتا دیکھنے

لگا تھا مگر ہوش میں آتا وہ اس کے پیچھے

لپکا تھا۔۔

کیا وہ اسے بے وقوف بنا رہی تھی یا

واقعی وہ اس کی دلربا کی ہم شکل بہن

تھی۔۔

یہ دیکھنے کے لئے وہ اس کے پیچھے گیا تو

اس کے شک کو یقین کی مہر ملی تھی--

جب اس نے دونوں ایک جیسی لڑکیوں

کو فوراً وہاں سے جاتے دیکھا تھا---

اپنے بندوں کو اس کے پیچھے جانے کا

اشارہ کرتے وہ وہاں پریشانی سے ٹہلنے لگا

تھا۔۔۔۔

*****

وہ تینوں جلدی میں واپس فلیٹ میں

پہنچی تھیں۔۔۔

"یار تم دونوں کو ہو کیا گیا تھا نہ ہی تم لوگوں نے کچھ شاپنگ کی نہ مجھے کرنے دی۔۔۔ آخر کون سا بھوت دیکھ لیا تھا تم دونوں نے جو یوں جلدی مچا رکھی تھی"۔۔۔

انم ان سے خفا ہوتی ہوئی بولی۔۔۔

"سوری میری جان مگر وہاں کچھ لڑکے

پیچھے پڑ گئے تھے اس لئے ہمیں وہاں سے

فوراً نکلنا پڑا"---

دلربا لجاہت سے بولی---

م"جھے وہاں ہی بتاتی میں ان لوگوں کا

علاج کرتی"---

انم اپنے بازوؤں کو غصے سے اوپر
چڑھاتے ہوئے بولی تو وہ دونوں اس کے
انداز پر مسکرا دی تھیں۔۔ تھوڑی دیر ان
کے پاس بیٹھنے کے بعد انم وہاں سے جا
چکی تھی جب کہ وہ دونوں کمرے میں تنہا

رہ چکی تھیں اور ایک دوسرے کو دیکھنے

لگی تھیں---

زائشہ آج میں نے دستگیر بھائی کو دیکھا "

انہیں لگا کے میں زائشہ ہوں---

تو وہ مجھ سے اپنا حال بیان کرنے لگے

تھے---

مگر تم خوش ہو جاؤ وہ صحیح سلامت

ہیں--

انہیں کچھ نہیں ہوا"---

وہ پرجوش لہجے میں اس کا ہاتھ پکڑتے

ہوئے بولی تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی

تھی--

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو دلربا ٹھیک ہے تم

نے اپنی آنکھوں سے دیکھا"---

وہ بے یقینی سے کپکپاتے ہوئے لہجے

میں بولی تو وہ ہنس کر ہاں میں سر ہلانے

لگی تھی

جس پر زائشہ کو اپنے اندر تک سکون

اترتے ہوئے محسوس ہوا تھا لیکن وہ اتنی

جلد کوئی فیصلہ نہیں لینا چاہتی تھی اور

اسے آج کی رات کے ساتھ وہ شخص یاد

آیا تو وہ دلربا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ہچکچا کر

بولی---

"دلربا"

زائشہ نے اس کو دونوں ہاتھوں سے
تھامتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر
اس کا نام سرگوشی کے انداز میں لیتے
جیسے بات کہنے کی ہمت جٹائی تھی--

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جو بات وہ کرنے

لگی ہے اس پر دلربا کا ری ایکشن نہایت

شدید ہوگا۔۔۔۔

دل ربا جیسے آج تم دستگیر سے ملی ویسے

ہی میں آج تمہارے گناہ گار سے ملی۔۔

وہ بھی مجھے تم سمجھ بیٹھا تھا اور مجھ سے

اپنے کیے کی معافی مانگنے لگا تھا۔۔۔

دلربا وہ بہت نادم تھا اپنے کیے پر وہ کہہ

رہا تھا کہ اس کو نشے کی دوائی دی گئی

تھی۔۔

اسے ورنہ وہ کبھی بھی تمہارے قریب نہ

آتا۔۔

تمہارے ساتھ سب کسی صورت

نہیں کرتا۔۔۔

وہ وہ رو رہا تھا دلربا گڑگڑا رہا تھا اپنے گناہ کی

معافی مانگ رہا تھا۔۔

جو اس نے ہوش کی حالت میں کیا بھی

نہیں تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے وہ سچ کہہ رہا تھا دلربا"۔۔۔

زائشہ ایک ہی سانس میں سب کہتی دلربا

کا چہرہ دیکھنے لگی تھی جو اس وقت غصے

اور غم کی شدت سے نہایت سرخ پڑ رہا

تھا جب کہ آنکھیں آنسوؤں کے باعث لہو

رنگ ہوگئ تھیں جیسے درد نے سینہ میں

دھڑکتا دل چیر دیا ہو اسکا---

ہاتھ ایک دم چھڑوائے تھے اسنے---

یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو زائشہ کیا پتہ وہ "

تم سے جھوٹ بول رہا ہو اور بے شک اگر

اس نے وہ نشے کی حالت میں ہی کیا

کیونکہ وہ نشے میں ہی تھا۔۔۔ مگر میری تو

زندگی برباد ہو گئی نہ۔۔

مجھ سے تو ساری خوشیاں ہمیشہ ہمیشہ

کے لئے چھن گئیں ان کا قصور وار میں

کس کو ٹھہراؤں۔۔

بتاؤ مجھے---

اپنے بچے کو گنوا دینے کا غم کس کو

سناؤں میں"---

وہ ایک دم اتنے زور سے چیخی کے اس

کی گردن کی رگیں ابھرنے لگی تھیں--

جب کہ آنسو کا گولا گلے میں اٹک گیا تھا اور

وہ نیچے زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی---

زائشہ نے فوراً اسے اپنے گلے لگایا تھا اور اس کا غم غلط کرنے لگی تھی اور آج ایک اور رات انکی غم میں گزری تھی---

******

اللہ اپنے ایک بندے کا آنسو رائیگاں

نہیں جانے دیتا۔۔۔ اس بات کا اندازہ

اس بات سے ہوتا جب دلربا کو رخشندہ

بیگم نے دھکے مار کر نکالا تھا تو انہوں نے

اپنی بیٹی کی شادی اس لڑکے سے کروا

دی تھی جس سے دل ربا کی شادی ہونے

والی تھی---

مگر کچھ ہی دن بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ

وہ بازار گئی تو اس کے بھائی کے دوستوں

نے اسے گھیر لیا تھا---

چھوڑو مجھے یہ تم کیا کر رہے ہو چھوڑو "

مجھے ورنہ میں اپنے بھائی کو بتاؤں

گی"----

وہ یہ کہتے ہوئے چیخنے لگی تھی مگر اس

کی بات کہاں ان مشٹنڈوں پر کوئی اثر

نہیں پڑا تھا۔

جبکہ وہ اسے اٹھا کر ایسے سنسان فلیٹ

میں لے گئے تھے جہاں اس کی عزت

داغ دار کرتے انھوں نے یہ بھی نہ سوچا

تھا کہ وہ ان کے دوست کی بہن ہے یا

ان سے عمر میں بڑی ہے---

وہ روتی رہی سسکتی رہی فریاد کرتی

رہی---

مگر ان بے رحم کو ذرا بھی رحم نہ آیا

تھا--

آتا بھی کیسے جب انہوں نے اس کی

سوتیلی بہن کو نہیں چھوڑا تھا تو پھر سگی

بہن کو کیسے چھوڑ دیتے---

وہ تو خدا نے دلربا کی عزت محفوظ رکھی

تھی اور وہ وہاں سے بھاگ نکلی تھی--

مگر وہ اپنی عزت نہ بچا پائی تھی---

مگر اب اس کو دلربا کی اذیت کا اچھی

طرح اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اس دن

اتنا رو رہی تھی اور کیوں وہ نہیں چاہتی

تھی کہ اس کا بھائی ایسے دوستوں سے

واسطہ رکھے مگر اس کی ماں نے اس کو

ادھیڑ کر رکھ دیا تھا---

مگر اس کی باتوں پر کان نہ دھرا تھا جس

کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ ان کی اپنی سگی بیٹی

آج دلربا کی جگہ اذیت برداشت کرتی ان

لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی تھی---

جو شاید پوری عمر ختم نہ ہوئی تھی---

جب وہ اجڑی ہوئی حالت میں گھر آئی تو
اس کے شوہر نے بغیر اس کی بات سنے
اس کو طلاق دے دی تھی----
وہ تو پہلے ہی شکی مزاج ٹھہرا تھا---جسکے
وہ خواب سجائے بیٹھی تھی وہ پست
ذہنیت کا مرد نکلا تھا---

ہاں جس کی بہن ایسی ہوگی تو وہ بھی

ویسی ہی ہوگی نہ اور یہ کہ کر اس کسی

بھی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے بغیر

کچھ سنے اسے گھر سے نکال دیا

تھا------

وہ لٹے پھٹے حال میں جب اپنے گھر کی

دہلیز پر آئی تو بلک بلک کر رو دی

تھی---

اس کی حالت کو دیکھ کر کے تیمور

صاحب کو میجر ہارٹ اٹیک آیا تھا---

جس کی بدولت وہ ہسپتال میں ایڈمٹ

تھے جبکہ رخشندہ بیگم خود بھی روتی پیٹتی

رہیں اور اپنے بیٹے کو بھی ساتھ میں مارتی

رہیں-- جس کی وجہ سے اس کی بہن

اس حالت میں پہنچی تھی---

اور وہ روتا سسکتا بزدل بنا بس دلربا کی

باتوں کو یاد کر رہا تھا جس نے اسے بد دعا

تو نہ دی تھی مگر اس کی آہ اس کو لگ

گئی تھی----

جو ان کا ہنستا بستا گھر اجاڑ گئی تھی---

تیمور صاحب جب ٹھیک ہو کر اپنی بیٹی

کے کمرے میں اسے دیکھنے آئے تو ان

کی بیٹی کے لبوں پر ایک ہی بات جاری

تھی کہ یہ سب دلربا کے صبر کا نتیجہ

ہے---

جو الزام انہوں نے اس معصوم پر لگائے

وہ حقیقت بن کر ان کے کھاتے میں آ کر

ان کے گھر کو اجاڑ کر رکھ گئے تھے۔۔۔۔

جس کا درد شدت سے تیمور صاحب کو

بھی ہوا تھا۔۔۔

انھوں نے اپنی بیٹی پر یقین نہ کر کے

گھاٹے کا سودا کیا تھا بلکہ اپنی پوری زندگی

تباہ کرلی تھی جس کے لیے ان کو

پچھتاوں کے ناگ ڈسنے لگے تھے ---

مگر اب واپسی کا کوئی ذریعہ نہ تھا---

اور بے شک میرا رب بہترین انصاف

کرنے والا ہے---

*****

یہ اس سے دو دن بعد کی بات ہے جب

دلربا واپسی پر اپنے گھر کو روانہ ہوئی تھی

سکول سے--- جیسے ہی وہ کسی رکشہ کو

روک کر بیٹھنے لگی حازم علی شاہ نے اس

کا رستہ روکا تھا اسے دیکھتے ہی دلربا کے

چہرے کا رنگ فق ہوچکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ پلٹ کر بھاگتی

حازم علی شاہ نے اس کا بازو دبوچتے

اسے مدِ مقابل کیا تھا۔۔

بس ایک بار میری بات سن لو میں اس "

گناہ کے ساتھ جی نہیں پا رہا--

میں مر جاؤں گا بس ایک بار مجھے معاف

کردو تم جو کہو گی میں کرنے کے لیے تیار

ہوں---- میں ہر درد کا مداوا کروں گا

میں دو کر معاف مجھے بار ایک بس---

نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا"---

" کیسے کردوں میں معاف نہیں کر سکتی

میں معاف اپنے بچے کے قاتل کو--

تمہاری وجہ سے ذہنی اذیت میں مبتلا رہی

اور اپنا بچہ کھو بیٹھی میں---

بتاؤ کون کرے گا اس غم کا

ازالہ---"---

وہ اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے

بولی تو بالکل دنگ رہ گیا تھا اس کی بات

پر تو جیسے سارے الفاظ کہیں کھو گئے تھے

اس کے کیا وہ اپنا بچہ کھو بیٹھا تھا اپنی

وجہ سے----

" اب بول کیوں نہیں رہے چپ کیوں

لگ گئی تمہیں بولو کر دیا نہ داغدار مجھے

اب کون کرے گا مجھ سے شادی کون

اپنائے گا مجھے "---

وہ اس کو جھنجھوڑتے ہوئے بولی تو جیسے

ہوش میں آیا تھا اور ایک دم سنجیدہ لہجے

میں بولا مگر آنکھ سے آنسو گرتے اس کی

کوئی اور ہی کہانی بیان کر رہے تھے--

" میں کروں گا تم سے شادی "

اس کے بات نے تو جیسے دلربا کو سکتے

میں دھکیل دیا تھا یہ کیا کہہ رہا تھا

وہ----

"--شادی سے مجھ کروگے تم کیا کہا

عزتوں کے لٹیرے کبھی محافظ نہیں بنا

کرتے--- تمہیں یہ کیوں کر خوش فہمی

لاحق ہوئی کہ میں تمہیں اپنی زندگی میں

داخل کروگی جب میری زندگی اجاڑنے کا

سبب بنا---"---

اب وہ لہو رنگ آنکھوں سے زخمی شیرنی

بنی دھاڑی تھی----

"میں نے کہا نہ تمہیں اذیت بھی میں

نے ہی پہنچائی ہے تو تمہاری زندگی میں

خوشیوں کو لانے کا باعث بھی میں ہی

بنوں گا اور کوئی نہیں"

وہاں سے یقین دہانی کراتے ہوئے بولا۔۔

نہیں کروں گی میں تم سے شادی میں "

تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی تم جیسے انسان

پر-----"--

وہ تنفر سے بولی تو وہ لب بھینچ کر رہ

گیا--

اگر یہی بات کوئی اور کہتا تو وہ اسے زندہ زمین میں گاڑ دیتا مگر سامنے کھڑی ہستی پر تو وہ اپنا قتل بھی معاف کر سکتا تھا۔۔۔۔

ابھی کیلیئے اس نے دلربا کو جانے دیا تھا مگر وہ اسے اپنا بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

کچھ دن بعد جب وہ سکول سے واپس

فلیٹ لوٹی تو دروازے بند کرتے بولی--

"آج میں اپنے گڈے کے لیے بہت

ساری چیزیں لائی ہوں"---

یہ کہتے جیسے ہی وہ حال میں آئی تو زائشہ

کو صوفے سے رسیوں کے ساتھ بندھا دیکھ

اسکے ہاتھ سے چیزیں چھوٹ کر نیچے گری

تھیں--

"زائشہ"

وہ بھاگ کر اسکے پاس پہنچی تھی جب وہ

اسے بندھے منہ کے ساتھ پیچھے دیکھنے کا

اشارہ کرنے لگی---

وہ بوکھلا کر پلٹی تو حازم علی شاہ کو پیچھے

مجود لبوں سے گن ٹکائے ٹانگ پر ٹانگ

دھرے دیکھ اسکے جسم میں شرارے

پھوٹنے لگے تھے---

"کمینے انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی

میری بہن کو چھونے کی"

وہ چیل کی طرح اس پر جھپٹی تو اسنے

دونوں ہاتھوں سے اسے تھامتے سرخ

آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالی---

"میری جان یہ جان کیا چیز ہے یہ جان

تک مانگ لینا مجھ سے تمہارے پاس گروی

ہے میری جان بس ایک بار میری ہم

نوائی میں آ جاؤ بخدا اف تک نہیں کروں

گا"---

وہ دلفریب لہجے میں بولا تو وہ کاٹ کھانے

کو دوڑی تھی--

"کبھی نہیں"

"جیسی تمہاری مرضی"

یہ کہتے ہی اسنے اپنے مینیجر کو کال کی

تھی جو اگلے ہی سیکنڈ اٹینڈ ہوئی تھی---

"سنو تمہاری میڈم نکاح کے لیے نہیں

مان رہی اگر اگلے دو سیکنڈ میں وہ نا مانی تو

تمہیں پتہ ہے نہ بچے کے ساتھ کیا کرنا

ہے"---

اسکی بات پر زالئشہ جھٹپٹا کر رونے لگی

تھی---جبکہ دلربا کا کلیجہ بھی منہ کو آیا

تھا---

"کہاں ہے میرا بچہ ظالم انسان کہاں

چھپایا ہے تم نے اسے بولو"---

وہ اسکا گریبان جھنجھوڑ کر بولی---

جی باس اڑا دوں گا"---"

اسکی آواز اپنے بند کمرے سے محسوس کرتی وہ پاگلوں کی طرح وہ بند کمرہ پیٹنے لگی تھی---مگر دروازے کو نہ کھلنا تھا نہ وہ کھلا---

اندر سے جوں ہی مہران کے رونے کی آواز

آئی تو وہ خود کو جھلستا ہوا محسوس کرنے

لگی تھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی نکاح ہی

حامی بھر گئی تھی---

نکاح قبول کرتے وقت وہ سو بار مری تھی

مگر وہ اپنے بچے جیسے بھانجے کو مرتے

نہیں دیکھ سکتی تھی---

نکاح مبارک ہو جانم"---"

وہ اسکے قریب آتا بولا ---

"مرتے مر جاؤں گی مگر تمہیں معاف

نہیں کروں گی کبھی"

وہ پھنکارتے لہجے میں بولی تو وہ عزیت

سے مسکرایا تھا۔۔۔

"تمہاری نفرت کو محبت میں نہ بدل دیا تو

میرا نام بھی حازم علی شاہ نہیں"۔۔۔

وہ پختہ لہجے میں اسے جان نثار کرتی نظروں سے دیکھ بولا---

"مر جاؤ گے ایڑھیاں رگڑتے مگر میرے دل تک رسائی نہیں کر پاؤ گے پاش پاش ہو جاؤ گے اس سفر میں"---

وہ سرخ انکھوں سے ازیت ناک لہجے میں دھاڑی تھی---

"اگر تمہیں پانے کی شرط موت ہے تو مجھے وہ بھی قبول ہے اف تک نہیں کروں گا اگر جان لینے والے ہاتھ تمہارے ہوں گے"---

وہ سرخ آنکھوں سے بولا تو وہ استہزیہ انداز

میں اسے دیکھنے لگی تھی---

جہاں کل وہ تھی آج وہاں وہ ظالم سفاک

درندہ کھڑا تھا---

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا وہ جھٹکے

سے پلٹی اور زائشہ کو کھولنے لگی جبکہ وہ جا

کر مہران کو کمرے سے لے آیا تھا۔۔۔

جو اسکی گود میں ایسے چڑھا ہوا تھا جیسے

کبھی

رویا ہی نہ ہو۔۔۔

جلدی سے اپنے ضروری کپڑے پیک کر"

لو اور بچے کا ضروری سمان لے لو ہم جا

رہے ہیں میرے گھر اب سے ہم سب

وہیں رہیں گے"---

وہ اسکو جلدی سے بولا تو وہ بل کھا کر

پلٹی---

"کبھی نہیں جو تم چاہتے تھے تمہیں مل

گیا اب ہمارا پیچھا چھوڑو اور جاؤ یہاں

سے"---

وہ کاٹ کھانے کو دوڑی تھی اسے جس پر

وہ مسکرا دیا تھا---

"لگتا ہے تم بھول رہی ہو بچہ ابھی بھی

میرے ہاتھ میں ہے"

اسکی دھمکی پر وہ مہران کو جھپٹنے لگی تو وہ

فوراً پیچھے ہوا تھا---

آں آں آں میری جان اتنی بھی کیا"

جلدی ہے دیر مت کرنا میں گاڑی میں

بیٹھا ہوں"---

یہ کہتے وہ وہاں سے جا چکا تھا جبکہ وہ

خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئی تھی---

حازم علی شاہ مہران کو گود میں بٹھائے

ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا

تھا۔۔۔

جب کچھ دیر بعد زائشہ اور دلربا سامنے

سے آتی ہوئی نظر آئیں۔۔۔

تو اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ

نے چھپ کر دکھلائی تھی۔۔۔

یقیناً وہ اپنے پہلے قدم میں کامیاب ہو گیا

تھا اسے یقین تھا کہ آہستہ آہستہ سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

جیسے ہی گاڑی حازم کے بلند و بالا محل

جیسے گھر کے سامنے رکی تو دلربا حیرت سے

خوبصورتی سے بنے ہوئے گھر کو دیکھنے لگی

تو کیا اب یہ اس کا اپنا گھر تھا مگر یہ خیال

اس نے فوراً اپنے ذہن سے جھٹکا

تھا۔۔۔

اندر آتے ہی اس نے مہران کو زائشہ کے
حوالے کیا تھا اور ایک ملازم کو اس کا کمرہ
دکھانے کا کہا تھا جس کے پیچھے پیچھے وہ
چلی گئی تھی...

جبکہ دلربا ادھر ہی کھڑے اس کو نہایت

غور سے دیکھ رہی تھی کہ اب اس کا یہ

کونسا الگ روپ تھا۔۔۔

"کیوں کر رہے ہو یہ سب کیا چاہتے ہو

تم"

وہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئی بولی تو حازم علی شاہ نے سر جھکا لیا تھا اور آہستہ قدم لیتے اس کے سامنے آتے کھڑا ہوا تھا-----

"فقت تمہاری زندگی کو خوشیوں سے بھرنا چاہتا ہوں اور کچھ نہیں"---

وہ سادگی سے بولا تو وہ طنزیہ مسکراہٹ

سے اسے دیکھنے لگی تھی--

"دیکھتے ہیں کب تک تم اپنا زور آزماتے

ہو جلد ہار جاؤ گے اور تب میں تمہیں یہی

ملوں گی"---

یہ کہتے وہ جانے لگی جب حازم نے اس

کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

تم کہاں جارہی ہے ہمارا کمرہ تو اوپر"

ہے"

اس کی بات پر وہ آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگی تھی۔۔۔

کیا مطلب تمہارا میں تمہارے ساتھ ہرگز"

"نہیں رہوں گی

وہ ایک ایک لفظ دانت پیستے ہوئے بولی

تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا۔۔

میں بس تم سے ایک موقع چاہتا ہوں

ہماری زندگی سوارنے کا تم مجھ پر یقین کر

سکتی ہو میں کبھی خود پہل نہیں کروں

گا۔۔۔۔ تمہیں پورا وقت ہوگا کبھی تمہیں

چھونے کی کوشش نہیں کروں گا خود سے

مگر پلیز اپنے کمرے میں آجاؤ۔۔

میں نہیں چاہتا کہ مہران اور زائشہ پر

کوئی برا اثر پڑے تم بھی تو اسے خوش

دیکھنا چاہتی ہو گی"---

یہ کہتے وہ وہاں سے جا چکا تھا جب کہ

پیچھے وہ اسکی باتوں کے بارے میں سوچنے

لگی تھی کہ وہ کیا کہ گیا تھا---

دربا اس معاشرے کی تلخ حقیقت کو جانتی

تھی تبھی اسنے حازم علی شاہ کی آفر قبول

کرلی تھی--

بے شک اسے بھروسہ اس پر بھی نہ تھا

مگر لوگوں کے لیے تو وہ اسکی بیوی تھی جو

اسکے گھر ہی محفوظ رہ سکتی تھی--- اگر

اسے معاشرے کی گندی ذہنیت کا پتا نہ

ہوتا تو کبھی یہاں نہ آتی--

اس کو پتا تھا کہ اکیلی عورت کا گزارا کرنا

کتنا مشکل ہے اور مرد کے بغیر تو یہ دنیا

ایک اکیلی عورت کو بری طرح نگل جاتی

ہے---

******

رات کو اس کے سونے کا یقین کرتی وہ
کمرے میں داخل ہوئی تھی-- وہ جو
آنکھوں پر بازو رکھ کر اس کا انتظار کر رہا تھا
ذرا سا بازو کی جھری سے نیم وا آنکھوں سے

اسے اندر آتے دیکھا جو اس کو ہی گھور رہی

تھی---

حازم علی شاہ نے بمشکل اپنی ہنسی کو قابو

میں کیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کو

کوئی بھی غلط فہمی ہو---

پہلے تو وہ چوروں کی طرح اندر داخل ہوئی

پھر اس کے تھوڑا قریب آتے ہوئے ہچکچا

کر اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلایا

تھا---

جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ واقعی سو رہا

ہے یا سونے کا ناٹک کر رہا ہے---

اس کے سونے کا یقین کرتے جیسے

اس نے فضا میں آزادی بھرا سانس لیا

تھا اور اس کے پاس سے ایک تکیہ

اٹھاتے صوفے پر رکھا تھا اور وہاں لیٹ

گئی تھی صوفے پر پڑی چادر اس نے

اپنے اوپر لی تھی یہ جانے بغیر کہ وہ کالی

چادر اسکے شوہر حازم علی شاہ کی چادر ہے

مگر یہ حرکت حازم علی شاہ کو بالکل بھی

گوارا نہ گزری تھی کہ وہ خود مزے سے بیڈ

پر سوتا اور اس کی بیوی ایک صوفے پر

سوتی---

مگر یہ ناگواری بھی جلد ہی دور ہوئی تھی

جب وہ ایک دم کروٹ لیتے ہوئے صوفے

سے نیچے کی گری تھی---

اوئی اماں میری کمر"---"

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہی اور حازم نے

فوراً اپنے سونے کے ناٹک کو بھاڑ میں

جھونکا تھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

مگر اس کا قہقہ نکلا تھا اس کی حالت دیکھ

کر جب کہ وہ اس کو خود پر ہنستے دیکھ خون

خوار نگاہوں سے دیکھنے لگی تھی جب کہ وہ

بمشکل اپنی ہنسی ضبط کرتے اس کے

قریب آیا اور اس کے آگے ہاتھ بڑھایا تھا

تاکہ وہ اٹھ کر کھڑی ہو جائے مگر اس کا

ہاتھ دیکھتے ہی دلربا نے نفرت سے سر

جھٹکا تھا۔۔

جس سے حازم کے دل میں تکلیف

ہوئی تھی مگر وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر کر رہ گیا

تھا---

اس نے بیڈ پر جاتے تکیوں سے بیڈ کے

درمیان بارڈر لائن بنائی تھی--

"تم یہاں سو سکتی ہو میں اپنے قول کا

پکا ہوں میں اس طرف نہیں آؤں گا

---"

وہ یہ کہہ کر اپنے سائیڈ کا لیمپ بجھا کر

آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹ چکا تھا---

مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھی کافی

دیر بعد جب----

حازم کے وجود میں جنبش نہ ہوئی تو وہ

اٹھ کر لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ کے قریب

آئے تھی اور غور سے اسے دیکھنے لگی تھی

جو چہرے سے تو بالکل بھی درندہ نہ لگتا

تھا--

مگر اس رات اس نے درندہ بننے میں کوئی

کسر نہیں چھوڑی تھی---

یہ نکاح کے دو بول کا ہی احساس تھا کہ

وہ بیڈ پر نہ چاہتے ہوئے بھی لیٹ گئی

تھی اور اس کی طرف کروٹ لیتی اس کے

چہرے کو دیکھنے لگی تھی--

کے کیا جو یہ شخص دکھاتا ہے وہی سچ

ہے یا اس کی ذات میں کوئی اور بھی

پہیلی پوشیدہ ہے---

وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی تھی کافی دیر بعد جب حازم کو محسوس ہوا کہ وہ سو گئی ہے تو اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ دلربا کی طرف دیکھنے لگا تھا اور دیکھتا ہے گیا۔

آخر اسکے رب نے اسکی سن لی تھی اور

دلربا کو اسکا ہمسفر بنا دیا تھا جسکے لیے وہ

جتنا شکر ادا کرتا اتنا کم تھا۔۔

ایک نظر وال کلاک پر ڈالتے وہ اپنی جگہ

سے اٹھا تھا اس کے اٹھنے پر دل ربا کے

دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی اور اس نے

اپنے آپ کو اندر ہی اندر تیار کیا تھا کہ اگر

حازم نے زرا سی بھی اس کو چھونے کی

کوشش کی تو وہ چیخنا چلانا شروع کر دے

گی ---

مگر اس کا یہ انتظار انتظار ہی رہا کیونکہ وہ

دروازہ کھولتے باہر جا چکا تھا --

اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں اور

دروازے کی طرف تکنے لگی تھی جہاں سے

وہ باہر گیا تھا۔۔۔

آخر یہ شخص اتنی رات کو کہاں گیا

تھا۔۔۔ایسے کئی سوالات اس کے ذہن

میں گردش کرنے لگے تھے۔۔۔۔

کچھ دن ایسے ہی پلک جھپکتے گزر گئے تھے

اس نے حازم کے رویے میں کوئی بھی

برائی محسوس نہیں کی تھی نہ اس کی نظر

میں اپنے لیے کوئی گندی بات محسوس کی

تھی---

وہ اس کے ساتھ اچھا رویہ نہ رکھتی تھی تو برا بھی نہ رکھتی تھی مگر کبھی کبھار طنز کے نشتر چلانے سے باز نہیں آتی تھی---

وہ روز رات کو حازم کو کہیں جاتے ہوئے دیکھتی تھی--- مگر آج اس نے حازم کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کا ارادہ کیا تھا---

وہ اس کو اس کی نظروں میں گرانا چاہتی تھی یہ دکھا کر کے وہ اس کے سامنے اچھے بننے کا ناٹک کر رہا ہے--

اس لیے جیسے ہی آج رات وہ باہر نکلا وہ

اس کے پیچھے نکلی تھی----

دھیرے سے کمرے کا دروازہ بند کرتے

ہوئے وہ نیچے گیا تھا اور نیچے کارنر میں

بنے روم میں داخل ہوا تھا--

وہ بھی آہستہ آہستہ اس کا پیچھا کرتے

وہاں پہنچ گئی تھی مگر اندر جا کر اس نے

دروازہ بند کر دیا تھا۔۔

دلربا کو اور کچھ نہ سوجھا تو وہ کی ہول سے

اندر دیکھنے لگی تھی جہاں سے بہت تھوڑا

نظر آرہا تھا۔۔

مگر اس نے حازم کو دیکھ لیا تھا جو اندر

بنے اٹیچ باتھ سے نکلا تو اس کا چہرہ اور بازو

گیلے گیلے تھے---

جو وہ آگے کرنے جا رہا تھا دلربا کو اس کا

یقین نہیں آرہا تھا اس نے اپنے قدموں

کو پیچھے لینا چاہا مگر وہ یہ نہ کر پائی---

اس کے قدم تو جیسے زنجیر ہو گئے تھے

اور آنکھیں ساکت اس نے اپنی آنکھوں

سے حازم کو جائے نماز بچھا کر تہجد کی نماز

ادا کرتے دیکھا تھا اور بعد میں دعا میں کئی

گھنٹے اس نے حازن کو روتے ہوئے دیکھا

تھا جس میں وہ خدا سے معافی طلب کر

رہا۔۔۔

وہاں کھڑے کھڑے اس کے پیر شل ہو

چکے تھے مگر اس میں جان باقی نہ بچی

تھی وہ بمشکل اپنے آپ کو گھسیٹتی ہوئی

کمرے میں آئی تھی...

آنسو ٹوٹ کر گرے تھے اس کی آنکھوں

سے اور چہرے پر برسنے لگے تھے---

ایک حازم تھا جو ایک گناہ کے بعد تہجد

کی نماز لگاتار پڑھتا ہوگا اور ایک وہ تھی

جس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی---

مگر اس نے کیا کیا تھا اپنے رب کی بارگاہ
میں سر جھکانا چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنی رب
سے نظریں نہیں ملا پاتی تھی---

یہ اس نے کیا کیا تھا اسے ایک دم
اپنے آپ سے نفرت محسوس ہونے لگی

تھی اور حازم علی شاہ سے حسد محسوس

ہونے لگا تھا---

کیا پتا وہ مجھے دکھانے کے لئے ایسا کرتا ہو

نہیں حازم تم ایسا نہیں کر سکتے---

تم بس یہ مجھے دکھانے کے لئے کر رہے

ہو میں بھی یہیں ہو اور تم بھی دیکھتی

ہوں کب تک تم یہ نیک نیک بننے کا

ناٹک کرتے ہو میرے سامنے---

وہ ابھی بھی یہ ماننے پر راضی نہ تھی کہ

حازم خدا سے قریب ہو چکا ہے اور اسکے

دل میں حازم کی محبت پنجے گاڑ رہی

تھی

******

کل سے حازم اپنے بزنس کے کام کے سلسلے میں کہیں گیا تھا اور ایک ہی دن میں اسے یہ کمرہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا سارا دن اسکا زائشہ کے کمرت میں گزرا تھا

اب جب رات سونے کو اپنے کمرے میں آئی تو زرا دل نہ لگا ---

وہ خاموش بھی صوفے پر بیٹھ کر اپنا کام کرتا تو دلربا کو اسکے ہونے سے کمرہ جاندار لگتا تھا۔ اب تو جیسے وہ گم سم تھی ورنہ اس سے لڑ جھگڑ لیتی تھی --

بھوک زوروں کی لگی تھی مگر اسنے کھانا نہ کھایا تھا حالانکہ وہ حازم کے آنے سے پہلے ہی کھانا کھا لیتی تھی کبھی اسکا انتظار کرنے کی زحمت نہیں کی تھی---

بھوک برداشت نہ ہوئی تو رات کے دو

بجے دوپٹہ سینے پر ڈالتے نیچے کچن کی طرف

چل پڑی ---

وہ کچن کے قریب پہنچی تو

کچن سے کھٹ پٹ کی سنائی دینے لگی۔

زائشہ کو تو وہ سلا کر آئی تھی اور حازم"

بھی تو گھر پر نہیں تھا پھر یہ کون ہے

؟ "وہ ہاتھ بھینچتی آہستہ سے بڑ بڑائی۔

اس نے قریب ٹیبل پر پڑا گلدان اٹھایا اور

جوتے وہیں اتارتی دبے پاؤں چلنے

لگی

حازم کی اس کی جانب پشت تھی۔

"تم آگئی؟ "وہ اس کی جانب رخ موڑتا

ہوا بولا۔ اس نے ہاتھ نیچے کر لیا۔

"تم کیا سمجھی کوئی چور ہے "وہ ہولے

سے مسکرایا...

وہ بغیر دیکھے ہی اس کی موجودگی بھانپ

گیا تھا کیسا احساس تھا اس کے

درمیان---

اسے چھوڑو اور ہاتھ دھو لو پھر ساتھ "

کھانا کھاتے ہیں"--

وہ اس کے ہاتھ میں پکڑے گلدان کی
طرف اشارہ کرتا ہوا بولا جو اس نے فوراً
شرمندگی سے وہاں ٹیبل پر رکھا تھا اور
سوچنے لگی بھلا اسے کیسے پتہ چلا کہ اسے
بھوک لگی ہے--

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس کی

شکل دیکھتے ہی اس کا دل پڑھ لیتا

ہے--- محبت کی تھی مذاق تھوڑی

تھا--

وہ پر جوش انداز میں بولتا جارہا تھا۔ ''تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ ''وہ جھنجھلا کر بولی۔

''کیا مطلب؟''

وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگا۔

میں جانتی ہوں تم کیسے انسان ہو پھر

کیوں اچھا بننے کی کوشش کر رہے ہو

میرے سامنے"؟

وہ تنک کر بولی۔ "تم مجھے گھٹیا کہہ سکتی

ہو لیکن منافق نہیں۔ میں جو بھی ہوں

جیسا بھی ہوں سب کے سامنے ہوں

چھپ کر نہیں کرتا کچھ کیا تم نے مجھے

کوئی برا فعل انجام دیتے دیکھا"---

وہ آنکھوں میں درد لیے بولا تو وہ لب بھینچ

کر رہ گئی---

وہ کھانا اسکے سامنے رکھتا بنا کچھ کہے کمرے

میں چلا گیا----

جبکہ وہ اسکی پلیٹ کو دیکھنے لگی تھی

افسوس سے جو جوان چھوا چھوڑ کے جا چکا

تھا۔۔

یقیناً اسکی باتوں نے حازم کی بھوک اڑا

دی تھی۔۔۔

وہ زائشہ کو بھی اپنی بہن کی طرح ٹریٹ

کرتا تھا جب کہ مہران تو اس کا لاڈلا تھا جو

اس سے لاڈ اٹھواتے نہیں تھکتا تھا۔۔۔

ہمیشہ زیادہ تر اس کی ہی گود میں پایا جاتا

تھا۔۔۔

لیکن دلربا نہیں جانتی تھی کہ وہ اب تک

حازم کو معاف کیوں نہیں کر پا رہی

تھی---

****

رمضان شروع ہو چکا تھا اور وہ باقاعدگی

سے روزے رکھتے تھے---

جیسے ہی حازم علی شاہ آفس سے تھکا

ہارا آتا تو وہ افطاری کا سامان ٹیبل سے

اٹھوا دیتی تھی اس کو شائد علم نہیں تھا

کہ وہ بھی روزے رکھتا ہے----

یہ تو زائشہ اور دلربا کو اس دن بتا چلا جب

وہ آج دیر رات کے ٹائم کچن میں بیٹھی

باتیں کر رہی تھیں اور ملازم ایک دش میں
وہ سامان رکھنے لگی تھی جو دلربا ملازموں کو
افطاری کے لئے دیتی تھی---
"یہ تم کہاں لے کر جا رہی ہو یہ کھانا تو
میں نے تم لوگوں کو دیا تھا" وہ حیرت

سے بولی تو ملازمہ اس کی طرف دیکھنے لگی

اور جاتے ہوئے بولی---

"میڈم آپ جو ہمیں روز کھانے کے لیے

دیتی ہیں وہ تو ہم کھاتے ہی نہیں بلکہ

صاحب جی وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور

اس کے بدلے ہمیں باہر سے کھانا منگوا

دیتے ہیں ---

کیونکہ انہیں گھر کا کھانا پسند ہے اور وہ روز

ہمارے کھانے سے ہی افطاری کرتے

ہیں جو آپ ہمیں دیتے ہیں کھانے کے

لئے"---

اس کی بات سن کر زائۃ اور دلربا دونوں

دنگ رہ گئی تھیں-- دلربا کے دل میں

شدت سے تکلیف ہوتی تھی تو کیا وہ بھی

روزے رکھتا تھا اور اس نے ایک دفعہ

بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا تھا کہ اسے

کچھ چاہیے یا وہ بھی انکے ساتھ بیٹھ کھانا کھا

لے---

حازم اس لئے ان کے ساتھ کھانا نہیں

کھاتا تھا کیونکہ جب بھی وہ کھانے کی ٹیبل

پر بیٹھتا تو دلربا وہاں سے اٹھ جاتی

تھی---

اس لئے اس نے انکے ساتھ کھانا چھوڑ

دیا تھا--

مگر جواب ہوا تھا اس کے ساتھ زائشہ

دلربا کو ملامتی نظروں سے دیکھنے لگی

تھی--

" دلربا تم نے بہت برا کر لیا ہے بھائی

کے ساتھ بہت سزا دے دی ہے

انہیں۔۔۔خدارا بس کرو۔۔

اتنی بڑی سزا اچھی نہیں میری بہن اتنی

پتھر دل تو نہ تھی۔۔ اتنی سنگ دل کب

سے ہوگئی تم کے تمہیں کسی کے کا

احساس ہی نہیں رہا کہ تمہارا شوہر کیسے

جی رہا ہے کیا تمھیں ذرا بھی خوف نہیں

کہ خدا تمہیں کیسی سزا دے گا اپنے شوہر

کی نافرمانی کرنے کی--

یا اسے یوں سزا دینے کی"---

یہ کہتے ہی وہ ناراضگی سے وہاں سے چلی
گئی تھی جبکہ دلربا سوچوں میں گھری وہیں
کھڑی رہ گئی تھی--

اسے شدت سے اپنی کوتاہیوں کا احساس
ہو رہا تھا وہ سراسر غلط کر رہی تھی تو کیا

اس کے روزے قبول ہو رہے ہوں گے

یقیناً نہیں---

اسنے لب کاٹتے نم آنکھوں سے سوچا---

لیکن جب لگلے دن حازم کو گرماگرم تازہ

افتاری ملی تو وہ بھی حیرت کا شکار ہوا تھا

آخر یہ تبدیلی کیسے آئی تھی--- مگر اسے

تبدیلی اچھی لگی تھی وہ یہ نہیں جانتا تھا

کہ دلربا بھی اس کی طرف پلٹ رہی

ہے---

****

ڈائنگ حال سے باتوں کی آتی آواز پر اسکے

قدم ٹھٹک کر رکے تھے---

ایک بار نہیں سو بار دیکھا تھا اسنے اس

شخص کو کیا واقعی دستگیر شاہ یہاں انکے

گھر موجود تھا مگر کیوں اسنے دوسری نظر

حازم کو دیکھا جو ہنس رہا تھا اسکے ساتھ

اسے رات کا لمحہ یاد آیا جب حازم نے

اسے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا کہ کل

اسکے لیے ایک سرپرائز ہے---

تو یہ تھا اسکا سرپرائز اسنے نم آنکھوں سے

اسے مسکراتے نظر بھر کر دیکھا اور جب

تک وہ چلا نہ گیا وہ وہیں کھڑی رہی--

"تو کیسا لگا سرپرائز میری بہن کو"

حازم نے اچانک نمودار ہوتے پوچھا۔۔۔

تو وہ ایک دم اپنے دل پر خوف سے ہاتھ

رکھ کر رہ گئی۔۔

بھائی آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا"

لیکن مجھے آپ کا سرپرائز بہت پسند آیا

شکریہ بہت بہت مگر آپ نے ان کو یہ

"کیوں نہیں بتایا کہ میں یہاں ہوں

اس نے اپنا دل میں مچلتا ہوا سوال

پوچھ ڈالا تھا آخر ---

جس پر وہ مسکرا دیا تھا---

"بے شک میں بتا سکتا تھا وہ میرا جگری

دوست ہے لیکن اس لیے نہیں بتایا

کیونکہ یہ میری بہن کا معاملہ تھا اور جب

تک میری بہن نہیں چاہے گی میں اس

کو کچھ نہیں بتاؤں گا"--

اس نے زائشہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

تو اس کو احساس ہوا تھا جیسے اس کا سگا

بھائی اس کے ساتھ کھڑا ہو۔۔

تو اس نے نم آنکھوں سے اس کا شکریہ

ادا کیا تھا۔۔

جس پر اُس کے سر پر ہلکی سے دھپ لگا

کر رہ گیا۔۔

بہن بھی کبھی بھائیوں کو شکریہ بولتی "

ہیں کیا یہ تو ان کا حق ہوتا ہے"۔۔۔

وہ دل سے مسکراتے ہوئے بولا تو یہ منظر

سیڑھیوں میں کھڑی دلربا بھی مسکرا دی

تھی اور سوچنے لگی تھی کہ اس نے حازم

کے ساتھ کتنا برا کیا تھا اور وہ اس سے

جڑے رشتوں کا بھی کتنا خیال رکھتا

تھا----

اگلے دن جب حازم نے اسے ڈنر پر لے

جانے کا کہا تو وہ بلا تردد مان گئی تھی وہ

ہوٹل میں بیٹھے ڈنر کر رہے تھے تو وہاں

سے گزرتے دستگیر کی نظر ان پر پڑی تھی

اور وہ حیرت سے ان کے قریب چلا آیا

تھا۔۔

"زائشہ میری جان تم یہاں کیا کر رہی

ہو--- اور حازم تم زائشہ کو کیسے جانتے ہو

اور اس کے ساتھ کیا کر رہے ہو"--

وہ غصے سے کھولتے ہوئے بولا تو حازم

نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا مگر تب تک وہ دلربا

کا ہاتھ پکڑ چکا تھا---

جس کے جواب میں دلربا نے زور سے

دستگیر شاہ کے پاؤں کے اوپر اپنی ہیل

ماری تھی جس پر وہ بلبلا کر رہ گیا تھا۔۔۔

بغیر بات سنے ہاتھ لگانے کی بہت بری "

عادت ہے آپ کو نہیں ہوں میں زائشہ

اس کی بہن ہوں میں دلربا۔۔

اس دن کی ملاقات تو نہیں بھولے ہوں

گے آپ اس لیے بہتر ہے کہ اپنے

ہاتھوں کو کنٹرول میں رکھیں ورنہ میرے

پاؤں کنٹرول رہنے میں نہیں آئیں

گے"---

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو دستگیر شاہ

ششدر کھڑا اسے دیکھنے لگا تھا---

بھلا کوئی اپنی بہن سے اتنا کیسے مل سکتا

تھا---

اگر تم یہاں ہو تو پھر زائشہ کہاں ہے "

پلیز مجھے اس کا پتہ بتا دو میں اس سے

مل کر اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں

"میں بدل گیا ہوں

وہ بے صبری سے بولا تو وہ اس کی باتوں

اور التجاؤں کو نظر انداز کرتی ہوئی گاڑی میں

جا کر بیٹھ گئی تھی---

اس نے امید بھری آنکھوں سے حازم کو
دیکھا تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا تھا۔۔
" میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا مجھے اپنی
بیوی کے ساتھ زندہ گھر جانا ہے۔۔ بس
اتنا بتا دو تمہاری بیوی جہاں بھی ہے

بالکل محفوظ ہے یہ کہتے ہی وہ وہاں سے نکل چکا تھا---

پیچھے دستگیر شاہ سوچ کے تانے بانے بننے لگا تھا کہ آخر وہ کہاں جا سکتی ہیں---

وہ گھر آ گئے تھے بغیر کچھ کھائے اب

مشہور زمانہ بزنس مین حازم علی شاہ کچن

میں کھڑا اپنے کھانے کے جوہر دکھا رہا

تھا۔۔۔

بیس منٹ میں وہ مزے دار سا لزیز

پاستہ تیار کر چکا تھا۔۔۔

بہت بار کھانا بنایا ہے لیکن پتہ نہیں "

تمہیں پسند آلئے گا یا نہیں..."

حازماس کے سامنے ٹرے اس کے

سامنے رکھتا ہوا بولا۔ وہ اب بھی خاموش

رہی۔

"میں اپنے ہاتھ سے کھلاؤں گا تمہیں "

وہ شریر لہجے میں اسے چھیڑتے ہوئے

بولا---

حازم کے چہرے پر ایک نا ختم ہونے والی

مسکراہٹ تھی۔

"میرے ہاتھ سلامت ہیں ....میں خود

کھا سکتی ہوں"۔

وہ تڑپے کھسکاتی ہوئی بولی۔

وہ لب دبائے مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا

تھا۔

بلیک کلر کی ٹی شرٹ پہنے وہ پرکشش

دکھائی دے رہا تھا۔

"تم دیکھو گے تو میں کیسے کھاؤں گی؟"

وہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی

تو وہ یک تک اس کی سنہری آنکھوں میں

دیکھنے لگا۔

"حازم"

وہ مدھم آواز میں بولی۔

کتنا اچھا لگتا ہے تمہارے ہونٹوں پر میرا

نام----

وہ بے خودی میں اسے تکتا جا رہا تھا

میں کھالوں یا نہیں ؟ "اب کہ وہ زور "

سے بولی۔

"ہا..ہاں تم کھاؤ میں جاتا ہوں باہر۔"

وہ کچن سے نکلتے ہوئے بولا۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ کھل کھلا کر ہنس دی تھی۔ زندگی اپنی ڈگر پر واپس آ رہی تھی اور شاید اس کی قسمت میں بھی خوشیاں آنے والی تھیں۔۔۔

****

یہ اس سے دو دن بعد کی بات ہے جب

زائشہ اور دلربا شاپنگ پر گئی تھیں جبکہ

حازم آج گھر پر اکیلا بور ہو رہا تھا۔۔

قدموں کی آواز پر اسنے منہ بنا کر رکھا مگر پلٹا

نہیں وہ سمجھا دلربا ہے۔۔۔

"آگئی میری یاد"

وہ بغیر پلٹے بولا---

"حازم ؟

وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئی تھی

اسے گھر میں تنہا دیکھ---

اس لڑکی اپنی دوست کہیں یا دشمن جسکی

وجہ سے آج وہ اس حال میں پہنچا تھا

اسکی آواز سن کر وہ کرنٹ کھا کر پلٹا اور

بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں" ...

حیرت سے یک لفظی سا جواب آیا۔ وہ

سائیڈ سے نکلنا چاہتا تھا لیکن وہ سامنے

آگئی۔

"کیسے ہو ؟"

وہ چاہت سے بولی--

"میں ٹھیک اور تم ؟"

لٹھ مار انداز میں بولا تھا اور رک کر اسے

دیکھنے لگا-

میں نے دستگیر سے بھی رابطہ کیا کہ "تم سے ملنا چاہتی ہوں مگر اس نے ایک بار "بھی مجھے تم سے ملنے نہ دیا--

وہ بس رو دینے کو تھی۔

حازم لب کا تھا اس سے نظریں ہٹانے کی سعی کر رہا تھا۔

رہی تو وہ ایک عرصہ اسکی دوست ہی تھی

نہ--

"دیکھو میری شادی ہو چکی ہے بہت جلد

بچہ بھی ہو جائے گا سو پلیز تم کسی اور

کے ساتھ ٹائم پاس کرو".

وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

ملازم سارے منہ کھولے یہ تماشہ دیکھ

رہے تھے جبکہ وہ اپنے لپ سٹک سے

سجے ہونٹوں پر انگلی سے اپنی لپسٹک

بکھیرنے لگی تو اسنے فوراً چہرہ دوسری

طرف کیا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ دلربا اسے یہاں دیکھ

کچھ غلط سمجھے تبھی دھاڑا۔۔

"دفعہ ہو جاؤ"

یہاں تک کے غصے سے اسکی نسیں ابھر

گئی تھیں۔۔

"تو کیا ہوا؟ شادی کے بعد کیا لوگ

ریلیشن میں نہیں ہوتے؟"

وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

"ہوتے ہوں گے لیکن مجھے اپنا گھر

خراب نہیں کرنا".....

وہ کرختگی سے بولا۔

"حازم میں تمہارا گھر خراب کروں گی؟

وہ آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھنے لگی۔

دیکھو تم سمجھ نہیں رہی ....پلیز تم"

بھول جاؤ مجھے دنیا میں بہت سے لڑکے

ہیں

میں اکیلا نہیں ہوں اس لیے میرا گھر

خراب مت کرو"

وہ سرخ رنگ آنکھوں سے اسے وارننگ

دیتے بولا تو وہ پھر اسکے قریب ہوئی تھی

چیکنے کو جب اسنے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے

مارا تھا کہ وہ حیرت سے ابلتی آنکھوں

سمت اسے دیکھنے لگی۔۔

"جا رہی ہو یا"

وہ ایک بار پھر غرا کر اسکے قریب آتے

بولا۔۔۔

تو وہ الٹے پاؤں باہر بھاگی مگر اندر آتی دلربا

سے ٹکرانا اور اسکے کان بھرنا نہ بھولی

تھی---

"کون آیا تھا"

اسنے اندر آتے کہا--

"کوئی بھی تو نہیں تم لوگ آو نہ"

وہ سر میں ہاتھ پھیرتا خود کو شانت کرتے

بولا۔۔

"کب تک جھوٹ بولو گے حازم وہ سب

سچ بتا چکی ہے مجھے کہ کیسے تم نے اسے

بھی پیار کے جھانسے میں پھانسا"

وہ نم آنکھوں سے دانت پیستے بولی تو وہ

سرخ درد بھری آنکھوں میں ازیت سمیٹے

اسے دیکھتے بولا--

"پرائے لوگوں پر یقین ہے پر مجھ پر

نہیں اب ایک بھی لفظ اپنی سفائی میں

نہیں کہوں گا اگر تمہیں مجھ تک لوٹنا ہے

تو خود آنا ہو گا"---

یہ کہتے وہ اپنی گاڑی لیتے نکلتا چلا گیا اور وہ

وہیں لاونج میں گھٹنوں کے بل گرتی رونے

لگی تھی---

اور زائشہ فوراً اسے سمبھالنے لگی تھی--

زائشہ"

کیا مجھے خوشیوں کا کوئی حق نہیں کیا میری قسمت میں آدھی ادھوری خوشیاں ہی لکھی ہیں---

کیا حازم واقعی ویسا ہے جیسا اس لڑکی نے بتایا یا وہ جھوٹ بول رہی ہو مجھے کچھ

سمجھ نہیں آ رہا میں کس پر یقین کروں

"---

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامتے

ہوئے بولی تھی---

تو زائشہ نے فوراً اسے دلاسہ دیا تھا--

"کیا ہو گیا ہے تمہیں دلربا بھائی اتنی دیر

سے تمہارے ساتھ ہیں ان کا ہر ایک

عمل تمہارے سامنے ہے---

کیا تمہارا دل یہ گواہی دینے کو تیار ہے کہ

وہ تم سے بے وفائی کر سکتے ہیں"

اسنے دلربا کو جھنجھوڑتے کہا تو اسنے

بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا--

" نہیں نہ تو پھر صرف اپنے دل کی

سنو"--

وہ اسے ہمت دیتی بولی---

چھوٹا منہ بڑی بات میم صاحبہ مگر وہ"

لڑکی خود ہی صاحب جی سے چپک رہی

تھی جبکہ صاحب جی نے اس کی ایک

نہیں سنی تھی---

وہ بار بار انہیں رجھا رہی تھی ہمارے

سامنے صاحب کو مگر انہوں نے کہا آپ

کافی ہیںان کے لیے انہیں کسی دوسری

عورت کی ضرورت نہیں--

بلکہ اس کے عیارانہ ہتھکنڈوں کو باز رکھنے

کے لیے اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا تھا

اور اس کو دفعہ ہونے کے لیے کہا تھا مگر

وہ نہیں ہوئی اور اپنی حرکتوں سے باہر

نہیں آئی تو صاحب نے اسے دھکے مار کر

باہر نکال دیا۔۔

جس نے اپنا غصہ آپ کے کان بھر کر

نکالا۔۔۔

سارے ملازمین یک زبان ہو کر بولے تو

وہ ان کی بات سن کر رو دی تھی۔۔

یہ اس نے کیا کر دیا تھا اپنے شوہر پر

ہی یقین نہ کیا تھا اب وہ کہاں ڈھونڈتی

اسے پتہ نہیں وہ غصے میں کہاں نکل گیا

تھا وہ---

اور وہ تو تھا بھی غصے کا تیز پتہ نہیں

کہاں ہو گا"---

ابھی وہ پریشانی میں یہی سوچ رہی تھی کہ

فون کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

--

جیسے ہی اس نے فون اٹینڈ کیا اس کے

قدموں تلے سے زمین نکل گئی تھی اور

فون چھوٹ کر نیچے گرا تھا--

"کیا ہوا دلربا کون تھا"

زائشہ نے اسے پکڑتے ہوئے پوچھا---

مجھے جانا ہوگا مجھے ہاسپٹل جانا ہوگا حازم "

کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے ---

مجھے جانا ہوگا"--

یہ کہتے ہوئے وہ بھاگ گئی تھی اور ڈرائیور

کے ساتھ فوراً ہاسپٹل چلی گئی تھی جبکہ

زائشہ وہیں گھر پر رہ کر حازم کے لئے دل

میں دعا کرنے لگی تھی---

اور اپنے کمرے میں وضوع کرنے گئی

تھی۔

جیسے ہی دلربا ہسپتال پہنچی تو حازم کے وارڈ میں پہنچتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جھرنے کی طرح بہنے لگے تھے۔۔۔

اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھ اسکا کلیجہ کٹ رہا تھا۔۔

آج وہ جس حال میں تھا اس کی ذمہ دار

صرف اور صرف وہی تھی--

وہ تو اس کو یہ بھی نہیں بتا پائی تھی

اب تک کہ وہ اس سے کتنی محبت کرنے

لگی ہے اس کے بغیر دلربا کا گزارا ممکن

ہی نہیں"---

وہ اس کے قریب بیٹھتی ہوئی اسے دید
کی پیاس بجھاتی نظروں میں بھر کر دیکھنے
لگی---

اسے اس زخمی حالت میں دیکھ اسکے لب
کپکپانے لگے تھے---
آنکھوں میں پھر سے نمی تیرنے لگی۔

"آئم سوری حازم" ....

وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی ہوئی

بولی۔

اسکی آنکھ اسکا لمس محسوس کرتے کھلی

تھی۔۔وہ آنکھوں میں حیرت سموئے اسے

دیکھ رہا تھا۔

"تم ؟"

وہ آکسیجن ماسک ہٹاتا ہوا بولا۔

"پلیز تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ" ..

وہ اشک بہاتی سسک کر بول رہی تھی۔

چہرہ جھکا ہوا تھا۔

حازم کے چہرے پر میں مسکراہٹ رینگ

گئی--

تو مطلب آگ دونوں طرف برابر لگی

تھی--

وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار

چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"کیوں ؟"

وہ تعجب سے زیر لب دہراتی اسے دیکھنے لگی---

آخر وہ کس منہ سے اسے کہتی کہ وہ اسے محبت کرنے لگی ہے اپنے ستمگر سے--

وہ جیسے لطف لے رہا تھا۔

"میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا لیکن پچ

میں وہ سب "

وہ مجرمانہ انداز میں بول رہی تھی حازم کی

سنے بغیر۔

"کیا کہا تم نے؟"

اس نے جیسے سنا نہیں یا پھر دوبارہ سننا

چاہتا تھا۔

"تم سن چکے ہو" ..

وہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہاں لیکن میں دوبارہ سنا چاہتا ہوں۔

وہ معدوم سا مسکرایا۔

"کیا؟"

وہ معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ گھورتا ہوا اٹھنے کی سعی کرنے لگا۔۔

"نہیں لیٹے رہو تم".

وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔

"تم نے مجھے معاف نہیں کیا"..

وہ رخ موڑتا ہوا بولا۔

"ایسا کیوں کہتے ہو میں کیوں تمہیں معاف

نہیں کروں گی جب کہ میں تم سے محبت

کرتی ہوں"

وہ روانگی میں کہہ گئی تو وہ جھٹکے سے

پلٹا۔۔۔

"سچ"

وہ بے یقینی سے پوچھ بیٹھا---

"مچ"

اسنے نم آنکھوں سے کہتے اسکے کندھے پر

سر رکھتے خود پہل کی تھی اسکے قریب آنے

میں جبکہ وہ جزب سے اسے اپنے سینے

میں بھینچ کر اسکی خوشبو خود میں اتارنے

لگا تھا۔۔

نرس کے کھنکھارنے پر وہ جھٹکے سے "

"ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے۔۔۔

جو مسکرا کر انکو دیکھ رہی تھی جس پر دلربا

کے گال شرم سے سرخ ہوئے تھے

جبکہ وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی
شرمندگی کم کرنے لگا تھا۔۔۔

****

دستگیر شاہ کو جب حازم کے ایکسیڈنٹ کی
خبر ملی تھی تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول
گئے تھے وہ فوراً رش ڈرائیو کرتا ہوا حازم

کے گھر پہنچا تھا کیونکہ اسے معلوم نہیں

تھا کہ وہ کس ہاسپٹل میں ایڈمٹ

ہے---

وہ گھر سے یہی معلوم کرنے آیا تھا جب

گھر کو خالی پایا تو سر پیٹ کر رہ گیا ملازموں

نے اسے بتایا کہ دلربا حازم کے ساتھ

ہاسپٹل میں موجود ہے--

اس سے پہلے کہ وہ گھر سے باہر نکلتا

اسے ایک کمرے سے بچے کے رونے کی

آواز آئی تھی---

جس پر اس کے باہر کو جاتے ہوئے

قدم ٹھٹک کر رک گئے تھے---

"نوٹ اگین کہیں یہ لڑکا باپ تو نہیں

بن گیا اور مجھے بتایا بھی نہیں"--

اس کو تمہیں بعد میں دیکھتا ہوں پہلے ذرا

اس بچے کو دیکھ لوں"---

یہ کہتے ہوئے دستگیر اس کمرے کی طرف

جانے لگا جہاں سے بچے کے رونے کی

آواز آرہی تھی جیسے ہی اس نے دروازہ

کھولا۔۔۔

تو اندر بے بی کاٹ میں ایک بچے کو دیکھا

جو گلا پھاڑ کر رو رہا تھا۔۔

جیسے ہی وہ اس کے قریب بے بی کارٹ
پر جھکا بچہ خاموش ہوتے ہوئے اسے ٹکر
ٹکر دیکھنے لگا۔۔۔

جیسے دنیا کا کوئی آٹھواں عجوبہ دیکھ رہا ہو
دونوں ہی ایک دوسرے کو گھور کر دیکھ
رہے تھے جیسے کوئی نمونہ دیکھ لیا ہو۔۔۔۔

اسے یوں ایک جگہ پر ہی کھڑا دیکھ مہران

پھر رونے کی تیاری پکڑنے لگا اور پھر اس

کا بھونپو سٹارٹ ہو چکا تھا۔۔

جس پر دستگیر شاہ نے فورا اسے گود میں

اٹھایا اور اپنے چہرے کے سامنے کیا تھا

دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی نظروں سے ٹکرائی تھیں---

کیسا احساس تھا دونوں کے درمیان دونوں ہی سمجھ نہیں پا رہے تھے--

جیسے ہی دستگیر نے اس کو چھونے کے لئے اپنے قریب کیا تو مہران نے رکھ کر

اس کے منہ پر اپنے ننھے ہاتھ پر مکا مارا

تھا۔۔۔۔ جس پر وہ اس کو گھور کر رہ گیا

تھا۔۔

یہ چھوٹا شیطان پتا نہیں کس پر چلا گیا

تھا۔۔

"دیکھو تمیز سے ذرا تم سے بڑا ہوں میں "

وہ اس کو گھورتے ہوئے ایسے بولا جیسے

مہران اس کی بات کو سمجھ رہا ہو ..

مگر اس کی بات پر مہران آگے سے ہنسنے

لگا تھا اپنے دو خرگوش جیسے چھوٹے

چھوٹے نئے اگتے دانت نکال کر جیسے کہنا

چاہ رہا ہو کہ اپنی اوقات میں رہو--

جس پر دستگیر شاہ نے اسے ڈبل گھوری

سے نوازا تھا اور اس کے پھولے ہوئے

گالوں کو چٹاچٹ چوم لیا تھا۔۔

جس پر وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگا تھا کیونکہ

اسے دستگیر شاہ کی چبھتی ہوئی داڑھی سے

گدگدی محسوس ہوئی تھی اور اسے پسند

بھی آئی تھی---

اس لئے وہ اس کے منہ پر اپنے ننھے

ننھے ہاتھ مارتا اس کی تھوڑی بڑی

داڑھی کو کھینچنے لگا تھا---

جو دستگیر شاہ کو بہت اچھا لگا تھا--

وہ دونوں ایسے ہی ہنستے ہوئے ایک

دوسرے میں مگن تھے---

جب پیچھے سے واشروم کا دروازہ کھولتی

ہوئی زائشہ وضو کرتے باہر آئی تھی اور

دستگیر شاہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی اور

دنگ تو وہ بھی رہ گیا تھا--

اس کو یوں اپنے سامنے دیکھ---

"تم یہاں--"

حیرت سے دستگیر شاہ کے منہ سے بس

یہی نکلا تھا اور وہ اپنی سوچ کے تانے

بانے بننے لگا تھا تو مطلب دلربا کی جڑواں

بہن زائشہ تھی--

اگر دلربا اس وقت یہاں موجود نہیں تھی

تو پھر اس کے سامنے کھڑی لڑکی کوئی اور

نہیں بلکہ اس کی بیوی زائشہ تھی--

وہ اتنی دیر سے اس کے دوست کے گھر

میں پناہ لیے ہوئے تھی اور اس کو کانوں

کان خبر نہیں ہوئی تھی--

کتنا بڑا پاگل تھا وہ حازم کی تو کچھ ہی دیر

پہلے شادی ہوئی تھی تو یہ بچہ اس کا

نہیں ہو سکتا۔۔

مگر ہاں یہ بچہ ذائشہ کا اور اس کا تو ہو

سکتا ہے کیونکہ گھر سے جانے سے پہلے وہ

پریگننٹ تھی تو مطلب یہ بچہ کسی اور
نہیں بلکہ اس کا خود کا تھا۔۔۔
اس کا بیٹا اس کا خون وہ نم آنکھوں سے
مسکراتے اپنے ہاتھوں میں اس بچے کو
دیکھنے لگا اور کس کر گلے لگایا۔۔۔

جیسے ہجر کے بعد کی پیاس بجھا رہا

ہو۔۔خوش تو زائشہ بھی تھی اور آنسو تو

اسکی آنکھوں میں بھی تھے۔۔۔

وہ آہستہ سے اسکے قریب آئی تو دستگیر شاہ

نے مہران کو لیٹاتے اسکو اپنے قریب کیا

تھا۔۔۔

"سچ بتاؤ ایک بار بھی یاد نہیں آئی میری

کیا ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں زندہ

بھی ہوں یا مر گیا"

وہ نم آنکھوں سے کربناک لہجے میں کہتے

سامنے کھڑی زائشہ کا دل چیر گیا تھا جسنے

فوراً نفی میں سر ہلاتے اسکے ہونٹوں پر

ہاتھ رکھتے اسے ایسا کچھ بھی کہنے سے

بعض رکھا تھا۔۔۔

ایسے کیسے ممکن ہوسکتا ہے جب میری "

دعائیں ہر لمحہ آپ کے ساتھ تھیں تو پھر

آپ کو کیسے کچھ ہو سکتا تھا۔۔

مجھے اپنی دعاؤں پر پورا یقین تھا اور پھر مجھے دلربا نے بھی تو بتایا تھا کہ آپ بالکل صحیح سلامت ہیں۔۔۔

یقین جانیے یہ سن کر میری روح میں سکون اتر گیا تھا۔۔۔

اور جب آپ یہاں حازم بھائی کے گھر

ان سے ملنے آتے تو میں آپ کو دور سے

ہی دیکھ کر اپنی محبت کی پیاس بجھا لیتی

تھی---"--

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس

کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر بولی تھی---

تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔۔

مگر تم نے ایک بار بھی میرے بارے "

میں نہیں سوچا کہ میں کیسے جیا ہوں گا

تمہارے بغیر۔۔۔۔

تمہاری جدائی نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔

تمہارے جانے کے بعد مجھے احساس ہوا

کہ تم ٹھیک کہتی تھی کہ رشتوں کو سپیس

دینا لازمی ہے کیونکہ تب ہی تو رشتے زنگ

آلود ہونے سے بچ سکتے ہیں اور یہ میں

نے تمہارے جانے کے بعد جانا ہے--

تم ایک بار بھی دوبارہ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئی کیا اب تک مجھے معاف نہیں کر پائی ہو مجھے کیا ابھی بھی تڑپانہ چاہتی ہو!۔۔

اس نے دکھ بھرے لہجے میں بولا تو اسنے فوراً سسکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"نہیں ایسی بات نہیں میں کیسے نظر ملا
پاتی آپ سے جب آپ کو یوں اتنی بری
حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس
گئی تھی جنہوں نے مجھے دھوکے سے
وہاں بلایا تھا۔۔

امی بالکل ٹھیک تھی انہیں کچھ نہیں

ہوا تھا۔۔

لیکن وہ لوگ مجھے اپنے پاس رکھ کر آپ

سے طلاق دلوانا چاہتے تھے۔۔۔

اس لیے وہاں سے بھگ گئی۔۔

مگر میں آپ کی پرواہ کیے بغیر آپ کو

چھوڑ آئی تھی یہ گلٹ مجھے جیتے جی مار رہا

تھا۔۔

اس لیے میں نے دوبارہ وہاں کا رخ نہیں

کیا تھا اور کراچی آگئی تھی اور یہاں آکر ہی

تو میں دلربا سے ملی تھی ورنہ میں اپنی

بہن سے کبھی نہیں مل پاتی---

جب دلربا اور حازم گھر آئے تو زائشہ اور

دستگیر کو ساتھ دیکھ کر وہ ایک لمحے کیلئے

چونک گئے تھے--

لیکن پھر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ان

کے درمیان سب ٹھیک ہو چکا ہے--

تو وہ مطمئن ہو کر مسکرا دیئے تھے---

پھر چاروں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو

حازم اچانک بولا تھا۔

"اب سب کچھ ٹھیک ہو ہی گیا ہے تو

کیوں نہ پھر سے شادی کی جائے"

وہ ہاتھ ملتے مزے سے بولا۔۔

"کیا مطلب پھر سے"

وہ تینوں اچانک بولے تھے...

"میرا مطلب یہ ہے کہ پہلے ہمارے جن

بھی حالات میں شادی ہوئی تھی وہ ہم

سب جانتے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ

اس بار ہماری شادی سب دیکھیں---

کوئی ارمان نہ رہ جائے آنٹی بھی اپنی

بچیوں کی خوشیاں دیکھ لیں گی"

اسنے مدبرانہ انداز میں بڑے بوڑھوں کی

طرح کہا تو ساروں نے اس کی بات سے

اتفاق کیا تھا۔۔۔

اور شادی کی ڈیٹ ایک ماہ بعد کی رکھی

تھی۔۔۔

لیکن اس سے پہلے مجھے ماما سے ملنا"

ہے"

دلربا نے کہا تھا۔۔

اور مجھے بابا سے "زائشہ نے بھی اپنے"

دل کی بات کہی جس پر دلربا اس کو

دیکھنے لگی تھی۔۔۔

صالحہ بیگم ہاسپٹل کے ایک کمرے میں

بیڈ پر نیم دراز تھیں اور اپنی بچیوں کے

بارے میں سوچ رہی تھیں--

جب دروازہ کھولتے انہوں نے کسی کو اندر

آتے دیکھا...

"زائشہ تم آگئی "

انہوں نے نم آنکھوں سے کہا مگر اس لڑکی کو وہیں آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا دیکھ وہ ٹھٹھک گئی تھیں--

اس کا انداز زائشہ جیسا تو نہ تھا بے شک اس کی شکل زائشہ جیسی تھی--

مگر وہ اس سے مختلف کیوں لگ رہی

تھی---

ان کا دل اتنی تیزی سے کیوں دھڑک رہا

تھا--

"تم تم میری دلربا ہو نا

وہ نقاہت زدہ سی آواز میں بیڈ سے

بمشکل اٹھتے ہوئے بولیں---

تو وہ لپک کر ان کے سینے سے لگتی

پھپھک پھپھک کر رو دی تھی اور اپنا غم

غلط کرنے لگی تھی --

"ماما میں نے آپ کو بہت مس کیا ماما--"

آئی لو یو ماما میں آپ سے بہت پیار کرتی

ہوں-- میں نے اتنے سال آپ کے بغیر

بہت مشکل سے گزارے ہیں--

کوئی ایسا پل نہیں گزرا جس میں مجھے

آپ کی یاد نہ آئی ہو"---

صالحہ بیگم بھی آخر کار اپنے لخت جگر کو

اپنے سینے سے لگائے اپنی ممتا کی پیاس

بجھا رہی تھیں--

جس کی انتظار میں انہوں نے سالوں راہ

رکی تھی آج وہ ان کے سامنے تھی---

تو ان کو یقین نہیں آرہا تھا شکر کے آنسو
ان کی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے --
جو دلربا نے مسکراتے ہوئے صاف کیے
تھے اور پیچھے سے زائشہ آئی تھی اور اس
نے ان دونوں کو گلے لگایا تھا---

جب زائشہ نے سعد کو دیکھا تو وہ کچھ لمحے

پہچان نہ پائی کہ یہ وہی ہشاش بشاش

سعد تھا جو ہمیشہ خوش رہتا تھا۔۔

مگر اس نے اپنے ساتھ رمشہ کی

زندگی بھی برباد کر دی تھی۔۔

نہ ہی وہ اسے وقت دیتا تھا اور نہ ہی

اس کے قریب جاتا تھا ان دونوں کو اپنے

کیے کی سزا مل گئی تھی اور اپنی فیملی

ٹوٹتے دیکھ اا کے دونوں ماموں کو بھی اپنی

کی گئی زیادتیوں کا احساس ہوا تھا اور

انھوں نے اپنی بہن اور زائشہ سے معافی

مانگی تھی--

جس نے ان کو معاف کردیا تھا مگر اپنی

ماں کو لے کر اپنے ساتھ چلی گئی

تھیں--

دوسری طرف زائشہ بھی تیمور صاحب

سے ملی تو اس کی آنکھیں نم تھیں تیمور

صاحب نے اسے گلے لگایا اور اس سے

بہت بار معافی مانگی تھی نہ صرف اس

سے بلکہ صالحہ سے بھی جب وہ دلربا سے

معافی مانگنے لگے تو دلربا نے دل پر پتھر

رکھ کر ان کو معاف کر دیا تھا --

چاہے جو بھی تھا وہ تھے تو اس کے باپ

ہی نہ لیکن جو اس کے ساتھ اس کی

سوتیلی ماں نے کیا تھا وہ اس کی معافی

ہرگز بھی ان کو دینا نہیں چاہتی تھی نہ

ہی اپنے سوتیلے بہن بھائی کو معاف کر

پائی تھی

مگر یہ ضرور کہا تھا کہ اب فی الحال اس کا

دل اتنا بڑا نہیں کہ وہ ان سب کو معاف

کر سکے اگر کبھی زندگی میں اسے لگا کے وہ

ان کو معاف کر سکتی ہے تو وہ کر دے

گی مگر فی الحال وہ اپنے دل کو اتنا وسیع

نہیں پاتی---

زندگی اپنے ڈگر پر واپس لوٹ آئی تھی اور

پھر وہ دن بھی آگیا تھا جس دن ان

دونوں جوڑوں کی شادی بہت دھوم دھام

سے ہوئی تھی اور دلہنوں کو ایک جیسے

لباس میں اپنے کمرے میں پہنچا دیا گیا

تھا۔۔۔

دونوں دلہے ہشاش بشاش سے ایک

دوسرے کے ساتھ ہوٹل کی راہداری میں

داخل ہوئے تھے جہاں ان دونوں کے

ویڈنگ رومز بک تھے۔۔۔

دونوں کا کمرہ ساتھ ہی تھا۔۔۔ اندر

جانے سے پہلے دونوں دوستوں نے ایک

دوسرے کو دیکھا اور ہاتھ سے بیسٹ آف

لک کا اشارہ کیا تھا اور گہری سانس لیتے

اندر بڑھ گئے تھے۔۔۔

جیسے ہی حازم کمرے کے اندر داخل ہوا

تھا دلربا کو سرخ عروسی لباس میں اپنا

انتظار کرتے دیکھ کر اس کا دل دھڑک

دھڑک گیا تھا۔۔۔

کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس پل کا جو

اسے آج میسر ہوا تھا وہ لفظوں میں بیان

نہیں کر سکتا تھا کہ وہ آج خود کو کتنا خوش

محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اپنی بیوی کو دیکھتے ہیں جیسے اس کے

سارے جسم کے جذبات ابھرنے لگے

تھے۔۔۔

جیسے ہی اس نے بیڈ پر بیٹھ کے اس کا

نازک سا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تو اس کی

باریک آواز پر چونکا تھا وہ---

" ارے جیجو آپ یہاں کیا کر رہے

ہیں"---

اس کی بات کو سمجھنے میں حازم کو دس سیکنڈ لگے تھے اس کی بات جیسے ہی سمجھ آئی تھی اسے۔۔۔

اس نے کرنٹ کھا کر اس کا ہاتھ چھوڑا تھا جیسے اسنے واقعی کسی ننگی تار کو چھو لیا ہو۔۔۔

"زرائشہ تم یہاں"

وہ ہکلاتے ہوئے بولا تو اس نے بمشکل

اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔۔

"لگتا ہے میں غلط روم میں آگیا ہوں

سوری"۔۔۔ یہ کہتے ہی وہ جھپاک سے

باہر گیا تھا۔۔۔

دوسری طرف جب دستگیر شاہ کمرے

میں داخل ہوا تھا تو اس کی بھی کچھ ایسی

ہی حالت تھی--

زائشہ کو اپنی سیج سجائے دیکھ اسے یہ

سب کچھ خواب جیسا منظر لگ رہا تھا---

جو آج حقیقت بنا بیٹھا تھا اس نے اتنا

عرصہ جس کا انتظار کیا تھا آخر کار وہ اسے

مل ہی گئی تھی اور آج اپنے جذبات کی

شدت اس پر ظاہر کر کے وہ اسے بتانا

چاہتا تھا کہ اس نے زائشہ کو کتنا مس کیا

ہے--

جیسے ہی وہ زالئشہ کے قریب بیڈ پر کھنکھار

تے ہوئے بیٹھا تو وہ فوراً چیخی تھی---

"جیجو یہاں کیا کر رہے ہیں آپ کیا آپ

پچھلی بار کا واقعہ بھول گئے ہیں"--

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو وہ سپرنگ کی

طرح اچھل کر بیڈ سے دور ہوا تھا اس کی

مار تو اسے اب تک یاد تھی تو کیا وہ غلط

کمرے میں آگیا تھا---

سوری سالی صاحبہ میں چلتا ہوں"---"

وہ فورا کہتا ہوا نو دو گیارہ ہوا تھا تو اس نے

دانتوں تلے لب دبائے تھے اپنے

مسکراتے ہوئے---

دونوں جیسے ہی کمرے سے باہر نکل کر

گہرا سانس لے رہے تھے تو نظر ایک

دوسرے پر پڑی تھی اور فوراً خجالت سے

سیدھے ہوئے تھے اور بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب

سے گزرتے ہوئے فورا دوسرے کمرے

میں چھپاک سے بند ہو گئے تھے---

حازم دروازہ بند کرتے ہوئے گہرے

سانس بھرتے جیسے ہی شیروانی کے بٹن

کھول کے پھر سے بیڈ پر آنے لگا تو

سامنے بیٹھی زائشہ چیخی تھی---

"جیجو یہ آپ کیا کر رہے ہیں"

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی تھی--

تو حازم کا چہرہ سفید پڑا تھا اس نے فوراً

تیزی سے اپنے بٹن الٹے سیدھے بند

کئے تھے اور اسے ڈرتے ہوئے دیکھنے لگا

تھا---

کیا تم دلربا نہیں ہو"--"

تو اس نے حازم کی طرف دیکھتے ہوئے

مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھ--

وہ ان دونوں کی شرارتوں اچھی طرح سمجھ

چکا تھا اس لیے دانت پیستے ہوئے باہر

کی طرف بڑھا تھا---

جبکہ دوسری طرف جب دستگیر اندر تیزی

سے داخل ہوا تھا تو اس نے شکر کا

سانس بھرا تھا کہ وہ صحیح کمرے میں آگیا

تھا---

آپ کے آجانے سے آجاتی ہے چہرے "
پر رونق لوگ سمجھتے ہیں بیمار کا حال اچھا
ہے"---

وہ شریر انداز میں اس کے قریب آتے
ہوئے شیر گنگنایا تو دلربا نے اسے آنکھ
اچکا کر دیکھا---

جیجو خیریت ہے کیا آپ اپنی پچھلی ڈوز "

بھول گئے ہیں جو پھر میرے آشیانے

میں آگئے ہیں اپنے درگت بنوانے"---

وہ منہ بنا کر اسے جلاتے ہوئے بولی تو

دستگیر کا شعر اس کے گلے میں ہی اٹک

گیا تھا--

"ت ت تم زائشہ نہیں..."

اس کے حکلانے پر وہ ایک دم کھلکھلا

کر ہنسی تھی اور نفی میں سر ہلایا تھا---

" آپ کے آجانے سے آجاتی ہے جن

کے چہرے پر رونق وہ ساتھ والے کمرے

میں موجود ہیں"

وہ اسے اس کا ہی شعر لگا کر بولی تو وہ

دانت پیس کر رہ گیا اور پیر پٹختے ہوئے

باہر نکلا تھا---

دستگیر شاہ اور خازم علی شاہ جو دونوں

دانت پیستے ہوئے کمرے سے باہر نکلے

تھے آپس میں ہی ٹکرا کر گر گئے تھے---

تم تو پیچھے ہٹو"--"

وہ ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہوئے وہ

اپنے اپنے کمرے میں بھاگے تھے---

تمہیں تو میں بتاتا ہوں بڑی ہنسی آرہی ""

ہے مجھے پاگل بناکر"

وہ دلربا کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے

اسے بیڈ سے لگا کر بولا تو وہ پھر بھی چپ

نہ ہوئی وہ لگاتار ہستی جا رہی تھی اسے رہ

رہ کر دونوں کا چہرہ یاد آ رہا تھا۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔کہ بچ جاؤگی مجھ

سے۔۔۔ پیچھے سے اسکی گردن پر لب رکھ

کر بولا ۔۔۔

اسنے جتنا آج حازم کو ستایا تھا آج اسکی

باری تھی۔۔۔

میں تو ایسا نہیں سوچ رہی دلربا اسکی بیئرڈ

سے کھیلتی ناک چڑھا کر بولی -

"اچھا جی تو چلو دیکھتے ہیں"

وہ اسکی گردن میں منہ گھسا کر لب رکھتا گہرا

سانس خود میں اتارتا بولا تو اسکی جان پر

بنی تھی---

"میں حازم ہیں کیا کر رہے یہ ---پی

تھک گئی ہوں "۔ وہ دوسری طرف سے

جمپ کے انداز اتری بھاگنے لگی جب وہ

ایک جست اسکی طرف آکر اسکا دوپٹا پکڑ لیا

اور آہستہ سے اسے اپنی طرف کھینچنے لگا

...

میں بھی تھک گیا ہوں "---"

اب دونوں تھکے ہوئے ہیں تو کچھ تمہاری

تعریف کرونگا تو میری تھکن اتر جائے گی

-- اور اسکا تمہیں ثواب ملے گا-----

اور تم شوہر کی تعریف پر خوش ہو جاؤ

گی"

وہ معنی خیزی سے آنکھ ونک کرتا اسے

واپس اپنی بازو میں لیکر بیڈ پر آیا---

"آپ بہت برے ہیں"

وہ منہ بناکر بولی

وہ اسے بیڈ پر ڈالکر جھکا

"لیکن صرف تمہاری قربت کے لیے"

کچھ جتاتے بولا اور دونوں ہنس دئے ---

"وعدہ کرتا ہوں اب تمہاری آنکھ میں ایک

آنسو بھی نہیں آنے دوں گا تمہیں اپنے

دل کی ملکہ بنا کر رکھوں گا کہ تم فخر کرو

گی"

وہ جزبات سے اس کو ہر طرح سے اپنے

لبوں سے معطر کرتا جزبات کی شدت سے

بولا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی---

"مجھے فخر ہے آپ پر"

وہ سرگوشی میں بولی تو حازم نے سائڈ

لیمپ بجھاتے اپنے لبوں سے اسکے

آنسوؤں کو چنا تھا۔۔۔اور اس طرح ایک

حسین رات میں دو پیار کرنے والوں کا

ملن ہوا تھا۔۔۔

****

جیسے ہی دستگیر شاہ کمرے میں آیا تو۔۔۔

سامنے ہی لیمپ کی مدہم روشنی پر پڑی

آنکھیں موندے پڑی تھی ----

قریب جانے پر محسوس ہوا تو اس کی گھنی

پلکیں بھیگی ہوئی تھی-----

دستگیر شاہ کے گھنی موچھوں تلے عنابی

لب مسکرا اٹھے----

" آ۔۔۔ آپ اس بار بہت لیٹ آئے

ہیں"۔۔۔ وہ اپنی بھیگی آنکھیں صاف

کرتی بولی۔۔۔۔

"اچھا میڈم تو اتنی دیر سے بے نگ کون

کر رہا تھا"

وہ اسے اپنے نرغے میں لیے آڑے

ہاتھوں لے کر بولا تو وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی

تھی---

بچنے کی تمام راہیں بند ہوئی تھیں شرارت

کی تھی اب سزا تو بھگتنی تھی---

آ ---- آپ کے لیے کھانا لاؤں"---"

وہ اسکے قریب دیکھ کر ہمیشہ کی طرح

نروس ہوتی بولی----

نہیں--- مجھے بھوک نہیں---"

اور یہ ہوٹل ہے میری جان یہاں میں

"کھانا خود آرڈر کر سکتا ہوں اپنی خیر مناؤ تم

اسکی بات پر زائشہ نے معصومیت سے

تھوک نگلا تو وہ مسکراہٹ ضبط کر کے رہ

گیا۔۔۔"صرف یہ بتاؤ کتنا مس کیا"۔۔۔۔

وہ اسے اپنے سینے پر گراتا اسکے گرد اپنا

حصار ڈالکر سنجیدہ سے گویا ہوا۔۔۔۔

زائشہ اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھ موندتی

پر سکون سی بولی---

"بہت سے بھی بہت زیادہ"---"

اسکے کہنے پر حازم نے آہستہ سے بالوں

کو کھولا جو لڑھک کر اسکے دونوں نازک سرخ

گالوں پر بکھر گئے----

اور اسے بیڈ پر الٹ کر اسکے اوپر جھکا----

"اب میں تمہیں بتاؤں گا اپنے انداز میں

کہ میں نے تمہیں کتنا مس کیا"

وہ اس پر جا بجا اپنے لمس کی مہر ثبت کرتا بولا تو اسکی بیئرڈ کی چبھن سے وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی تھی---

"دونوں ماں بیٹا ایک جیسے ہیں"

وہ اسے تاسف سے دیکھ کر بولا جسے اسکی

بیئرڈ سے گدگدی ہو رہی تھی مہران کی

طرح---

اور آپ ایک بچے کے باپ ہیں آپ"

"بھی شرم کریں زرا

وہ نگاہیں جھکاتی بولی---

" جسنے کی شرم اسکے چھوٹے کرم "

وہ اسے بولنے کا موقع دیے بغیر اس پر اپنی محبت نچھاور کرنے لگا تھا جس پر وہ سکون سے آنکھیں موندھ گئی تھی---

اس طرح وحشت زدہ بھیگی رات کا اختتام

نہایت خوبصورت انداز میں اجالی صبح کے

ساتھ ہوا تھا۔۔۔

****

ختم شد